زندگی بدل دینے والی نایاب تحریر

تحریر نمبر 11

طاقتور ابلیسی دھوکے

موت سے قبل ناگزیر آگاہی

ابو عبداللہ

<u>زندگی بدل دینے والی نایاب تحریر</u>

تحریر نمبر:11

طاقتور ابلیسی دھوکے

(موت سے قبل ناگزیر آگاہی)

ابوعبداللہ

(جملہ حقوق بحق مولف محفوظ ہیں)

نام کتاب: طاقتور ابلیسی دھوکے (موت سے قبل ناگزیر آگاہی)

تالیف: ابوعبداللہ

اشاعت اول: 2022، (۱۴۴۳ھ)

ہمارا عزم

(۱)۔فرقہ واریت اور تعصب و تنگ نظری سے چھٹکارہ، (۲)۔اخلاص وسچائی کی ترویج، (۳)۔ قرآن و سنت کے پختہ دلائل کو بنیاد بنانا، (۴)سلف کے فہم سے استفادہ کرنا، (۵)۔احتیاط اور ذمہ داری کو ملحوظ رکھنا، (۶)۔اعتدال پر رہنا (۷)۔ ہر پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے: ’حق اور سچ کو من وعن واضح کرنا‘۔

نوٹ

(۱)۔دیانتداری سے کوشش تو پوری کی گئی ہے کہ سچائی کو واضح کیا جائے۔لیکن انسانی کاوش خطا سے پاک نہیں۔اسلئے اگرکہیں کوئی خطا ہوئی ہوگی تو وہ دانستہ نہیں، بلکہ سہواً ہی ہوئی ہوگی۔لہٰذا اگر کہیں کوئی کمی بیشی نظر آئے، کوئی بات قرآن وسنت سے عدم مطابقت پر نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں ہم آپ کے بے حد ممنون ہوں گے۔اگر واقعتاً ایسا ہی ہوا تو انشاء اللہ ہم فوراًرجوع کریں گے۔اللہ ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔(آمین)

(۲)۔خالق اور اسکی مخلوقات میں سے بہترین ہستیاں انبیاء علیہم السلام سے محبت اور ان کی عزت وتوقیر ایمان کی بنیادی شرط ہے۔مزید یہ کہ اہل تقویٰ صالحین کا ادب واحترام بھی ہم پر لازم ہے۔لہٰذا تصانیف میں ہم نے الفاظ کے چناؤ میں ہر ممکن ادب واحترام (Ethics) کو ملحوظ رکھنے کی کوشش کی ہے۔لیکن سوشل میڈیا پر موجود مواد کو آسانی سے تبدیل کیا جاسکتا ہے۔لہٰذا اس ضمن میں ہمارے اس مواد میں کوئی بے ادبی پر مبنی قابل اعتراض الفاظ نظر آئیں، تو وہ یقیناً کسی نے ہماری تحریر میں تحریف کی ہوگی۔لہٰذا اس صورت حال میں ہم سے تصدیق کرنا ضروری ہے۔

ہمت رکھیں!

مذکورہ تحریر سے: دنیا پرستی، پیدائیشی من پسند ذہن اور فرقوں کے خلاف قرآن وسنت کے حقائق سے آگاہی پر مشکل تو بہت پیش آئے گی۔لیکن دنیا کی چند روز کی مشکل سے اگر ہمیشہ کی زندگی بچ جائے تو کوئی گھاٹے کا سودا نہیں۔!

انتساب

❀...... ان سچے، مخلص، امانت دار، سلیم الفطرت لوگوں کے نام جو سچائی کے طالب ہیں، لیکن مسلک پرستی اور فرقہ واریت کی گرد کی بنا پر سچائی کی پہچان ابلیس نے جن کے لیے مشکل بنا دی ہے۔تعصّبات سے پاک یہ تحریر ان شاء اللہ ابلیس کے طاقتور دھوکوں کو بے نقاب کردے گی اور ایسے خوش نصیبوں کے لیے عظیم رہنمائی وسعادت ثابت ہوگی۔

❀......حمد وثنا اس معبود برحق رب العالمین کی جس کے قبضہ وقدرت کی بدولت کائنات قائم و دائم اور رواں دواں ہے۔

❀...... کروڑوں رحمتیں اور درود وسلام ہو اللہ کے برگزیدہ انبیاء ورسل علیھم السلام اور بالخصوص اس کے پیارے حبیب جنابِ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر، جنھوں نے مشکلات جھیل کر اللہ تک پہنچنے کی شفاف راہ فراہم کی۔

❀...... اللہ کی بے شمار رحمتیں ہوں ان اولیاء کرام، بزرگان دین پر جنہوں نے توحید ورسالت پر قائم رہ کر دنیا کو آخرت کے تابع کر کے مرغوبات نفس کو لگام ڈال دی۔

فہرست مضامین

❀ تحریر کا مقصد---7

❀ ہر صورت تطبیق --9

باب ۱ شیطانی تزئین (و دھوکے)؟ --------------------------------- 11

باب ۲ شیطانی تزئین سے بچنے کی شرائط ------------------------- 13

باب ۳ (1)...... راہِ قرآن میں تزئین ----------------------------- 23

باب ٤ (2)...... دنیا پرستی کا دھوکہ ------------------------------ 24

باب ٥ (3)...... سب سے بڑے گناہ سے لاپرواہی ---------------------- 32

باب ٦ (4)...... رسالت کی بجائے آبا پرستی ------------------------- 53

باب ۷ (5)...... توبہ کا غلط تصور، بخشش کی غلط امید ------------------ 72

باب ۸ (6)...... شفاعت کا غلط تصور ------------------------------ 77

باب ۹ (7)...... سوادِ اعظم (بڑے گروہ کا دھوکہ) --------------------- 79

باب ۱۰ (8)...... جزوی دین پر عمل پیرا ہونا ------------------------- 83

باب ۱۱ (9)...... مرنے کو بھولے رہنا ------------------------------- 90

باب ۱۲ (10)...... قتل و غارت پر اکسانا ----------------------------- 97

باب ۱۳ (11)...... محض شکل و صورت پر فیصلہ ----------------------- 104

باب ١٤ (12)...... ترجیحات کو ملحوظ نہ رکھنا ------------------------- 112

باب ١٥ (13)...... تقویٰ میں غلو (حد سے تجاوز) --------------------- 115

باب ١٦ دیگر ابلیسی دھوکے ------------------------------------- 118

❀ (14)......فرقہ واریت ---------------------------------- 118
❀ (15)......خرق عادت امور کو بنیاد بنانا ---------------------------- 120
❀ (16)...... بیماریوں سے شفا --------------------------------- 122
❀ (17)......قلبی سکون ------------------------------- 124
❀ (18)......اندر کا مفتی ----------------------------------- 125
❀ (19)......خوابوں کا دھوکا ---------------------------------- 126
❀ (20)......قرابت داری کو خیر آباد --------------------------- 128
❀ (21)......شرم و حیاء کا لحاظ نہ رکھنا-------------------------- 130
❀ (22)......اولاد کی دینی تربیت سے غفلت -------------------- 134
❀ (23)......دنیوی خوشحالی کا دھوکہ -------------------------- 135
❀ (24)......موجودہ وقت (حال) سے غافل کرنا ----------------- 137
❀ (25)......کفار سمیت دیگر جرائم پیشہ لوگ--------------------- 138
❀ ہماری اہم تحاریر --- 141
❀ ہماری دعوت -- 142
❀ حق کی کاوش میں: بطور نمونہ چند علماء حضرات سے ملاقات کی لسٹ ---------- 143
❀ حق کی کاوش میں: بطور نمونہ چند مشہور تصانیف سے استفادہ کی لسٹ -------- 144

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين وعلى آله وصحبه اجمعين اما بعد!

تحریر کا مقصد

مکار ابلیس انتہائی طاقتور طریقے سے انسانیت پر بھرپور قوت سے حملہ آور ہے اور ابن آدم کو اُچک لینے کے در پے ہے۔ یہ انسان کے خون میں گردش کرتا ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے واضح کیا:

((ان الشيطان يجري من الانسان مجرى الدم .)) [1]

''یقیناً شیطان انسان کے اندر اس طرح گردش کرتا ہے جس طرح خون گردش کرتا ہے۔''

ابن آدم پر حملہ آور ہونے کے متعلق شیطان نے کہا:

﴿قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ۝62﴾ (بنی اسرائیل:17:آیت: 62)

''(شیطان ازراہِ طنز) کہنے لگا کہ دیکھ تو یہی ہے وہ (انسان) جسے تُو نے مجھ پر فضیلت دی ہے۔ اگر تُو مجھ کو قیامت کے دن تک مہلت دے تو میں تمام اولادِ (آدم) کی جڑ کاٹ کر رکھ دوں گا، سوائے چند لوگوں کے۔''

شیطان کے ہاتھوں انسانیت کی ہلاکت کی انتہائی خوفناک خبریوں دی گئی:

﴿قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝82 اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝83 قَالَ فَالْحَقُّ وَ الْحَقَّ اَقُوْلُ ۝84 لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَ مِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ

[1] بخاری '' کتابُ بدء الخلق ' رقم: 3281.

اَجۡمَعِیۡنَ ﴿۸۵﴾ (ص:38:آیت: 82- 85)

''شیطان نے کہا (اے رب) تیری عزت کی قسم میں ساری (انسانیت) کو اچک (اغوا کر) لوں گا۔ مگر سوائے تیرے وہ بندے جو ان میں سے مخلص ہوں گے۔ فرمایا سچ ہے اور میں بھی سچ کہتا ہوں۔ کہ میں تجھ سے اور ان میں سے جو تیری پیروی کریں گے، سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔''

اس انتہائی خوفناک صورت حال کے پیش نظر ہم نے غلط روش سے ہر صورت ضرور بچنا ہے تاکہ شیطان کے داؤ سے محفوظ رہ سکیں۔

ہزاروں چالیں:

قابو کرنے کے لیے ہزاروں چالیں اور داؤ ہیں۔ ہر دور اور زمانے کے حساب سے یہ اپنی چالیں اور داؤ مرتب کرتا ہے۔ ہر بندے کے مطابق یہ داؤ استعمال کرتا ہے۔ عالم، زاہد، دنیا دار، تعلیم یافتہ، ان پڑھ، دولت مند، فقیر...... ہر بندے کے حساب سے جال پھینکتا ہے۔ اس تحریر میں اس کی چالوں میں سے ایک بہت طاقتور چال تزئین (Deception) کو موجودہ دور کے تناظر میں ان شاء اللہ واضح کریں گے۔

تحریر کا امتیاز:

تلبیس ابلیس پر کئی کتب مرتب کی جا چکی ہیں۔ ہماری یہ تحریر موجودہ دور کے فتنوں کے تناظر میں شیطان کی انسانیت پر گرفت کو بے نقاب کرنے اور اس سے نجات کی یقینی راہ کی رہنمائی پر ایک منفرد کاوش ہے۔ جس میں اختصار کے ساتھ صرف انتہائی اہم موضوعات کو زیر تحریر لایا گیا ہے۔ ہر فرد کو موت سے قبل جلد از جلد ان سے آگاہی حاصل کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ ہمیں امید ہے کہ موجودہ دنیا پرستی کے پر فتن دور اور فرقہ واریت کے تناظر میں ان شاء اللہ یہ تحریر شیطان کے تزین سے نجات دلا کر دنیا و آخرت میں یقینی فلاح کی راہ کے لئے کلید ثابت ہوگی۔

ہر صورت تطبیق

ابلیس سے بچنے کیلئے اہم اصول یہ ہے کہ تطبیق ہر صورت کرنی ہے۔ ایک آیت یا حدیث بھی حجت ہوتی ہے، لیکن بات کے اصل اور حتمی مفہوم تک پہنچنے کے لیے تطبیق ضروری ہے۔ تطبیق کا مطلب ہے کہ کوئی بھی مسئلہ ہو، کوئی بھی ٹاپک ہو، موضوع ہو......اس پر کسی ایک آیت یا ایک حدیث کی بنا پر حتمی نتیجہ نہیں نکالنا۔ بلکہ اس مسئلہ کے متعلق دیگر آیات و احادیث کی بنا پر گہرے غور وفکر کے بعد جو متوازن حکم سامنے آئے، اس پر عمل پیرا ہونا ہے۔

بات کو سمجھنے کے لیے درج ذیل مثالوں پر غور کریں:

مثال 1:......دنیا پرستی کے تناظر میں: دنیوی زندگی اور اسکی زیب وزینت پر بہت شدید وعیدیں بھی ہیں جبکہ بعض آیات میں اس کا جواز بھی۔ اب کچھ لوگ صرف وعید پر مبنی آیات کی بنا پر یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ دنیا داری ہے ہی بالکل ممنوع وحرام، لہذا وہ ترک دنیا کا ہی درس دیتے ہیں۔

اس کے برعکس دنیا دار لوگ دوسری آیات کی بنا پر اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ہر قسم کی زیب وزینت، تعیش و آرائش...... کچھ بھی ممنوع نہیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان لوگوں کی ساری کی ساری توانائیاں اسی عارضی زندگی پر صرف ہوجاتی ہیں۔ نہ فہم قرآن، فہم دین کے لیے وقت، نہ عبادات کی ترجیح وشوق......

اگر تطبیق کرتے ہوئے۔ دونوں قسم کی آیات اور ان دونوں قسم کی آیات کے تناسب (Rtaio/Proportion) کو سامنے رکھتے ہوئے نتیجہ اخذ کیا جاتا تو اللہ کی اصل منشاء کو سمجھنا آسان ہوجاتا۔

مثــال 2: قرآن نے بعض مقامات پر کسی ایک بڑے عمل کی اہمیت اجاگر کرنے کے لیے اس پر بڑی بڑی نویدیں سنائی ہیں، جیسے: انفاق فی سبیل اللہ کرنے والوں کے متعلق فرمایا کہ انہیں کوئی خوف ہوگا نہ غم (البقرہ، آیت۔۲۷۷)۔اس آیت کریمہ سے بلا تطبیق اگر یہ نتیجہ اخذ کیا جائے کہ باقی کچھ کرنے کی ضرورت نہیں، عظیم فلاح کے لیے تو صرف انفاق ہی کافی ہے......تو ظاہر ہے یہ نتیجہ درست نہ ہوگا۔

یہی فقدان دیگر مسائل:

توحید، شرک، رسالت، سنت، بدعت، عبادات، اخلاقیات، معاملات، دعوت دین، معاشیات...... میں نظر آتا ہے۔

اس کی اصل وجہ فرقہ واریت، خود ساختہ پیدائشی دین ومسلک اور شخصیات کے ساتھ اندھی اور جذباتی عقیدت ومحبت ہے۔فرقہ واریت، خود ساختہ پیدائشی دین ومسلک کی بنا پر انسان اپنی سوچ کی برآوری کے لیے تائید پر مبنی ایک آدھی دلیل کو بنیاد بنا کر اسے اپنے رنگ میں پیش کر دیتا ہے، جو کہ اس وقت اسلام کے اندر بہت بڑا مسئلہ ہے۔ جب تک کوئی مخلص نہیں ہو جاتا، تب تک اس انتہائی خطرناک بیماری سے جان نہیں چھوٹ سکتی۔

باب ۱

شیطانی تزئین (Deception)؟

تزئین کا مطلب ہے، غلط راہ، غلط سوچ کو نظروں کے سامنے سنوار دینا، خوبصورت بنا دینا، مزین کر دینا کہ انسان غلط کام کو عین حق سمجھنا شروع کر دے۔ انسان (خواہ مسلمان ہو یا کافر) اس کی ہر وہ سوچ، فعل، عمل جو اصل میں غلط ہو، برا ہو لیکن اس کی نظروں میں سنوار دیا جائے، اسے بھلا معلوم ہو تزین ہے۔ اس کے برعکس، غلط چیز کو غلط سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہونا تزین نہیں بلکہ غلطی ہے، جس سے چھٹکارے کی صورت نکل سکتی ہے۔ لیکن غلط کو صحیح سمجھنے والوں کا ہدایت پر آنا بہت مشکل ہے۔

مذہبی لوگ اس چال کا زیادہ شکار ہوتے ہیں۔ اس کے ذریعے سے شیطان اکثریت کو خوش فہمی میں مبتلا کر کے بہا لے گیا۔ لیکن شکار ہونے والوں کو خبر تک نہیں ہو پاتی کہ ان کے ساتھ کیا ہو چکا ہے۔ خالق نے تزین کے متعلق فرمایا:

﴿ اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ ﴾ (فاطر: 8)

’’کیا تو نے دیکھا وہ شخص جس کے بُرے اعمال اس کے لئے مزین کر دیئے گئے ہیں اور وہ اسے بھلے (خوش نما) معلوم ہوتے ہیں۔‘‘

مزید فرمایا:

﴿ وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ﴾

(حم السجدہ:25)

’’اور ہم نے ان کے کچھ ہم نشین مقرر کر رکھے تھے جو ان کے اگلے پچھلے اعمال ان کی نگاہوں میں خوبصورت بنا کر دکھاتے تھے۔‘‘

شیطان کے ہتھکنڈے:

شیطان درج ذیل طریقے سے انسان کو قابو کرتا ہے:

﴿وَ قَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿118﴾ وَّ لَاُضِلَّنَّهُمْ وَ لَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿119﴾ يَعِدُهُمْ وَ يُمَنِّيْهِمْ ؕ وَ مَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿120﴾﴾ (النساء: 118 - 120)

''اور کہا تھا شیطان نے کہ ضرور لے کر رہوں گا میں تیرے بندوں میں سے اپنا مقررشدہ حصہ اور ضرور گمراہ کروں گا میں ان کو اور انہیں باطل امیدیں دلاتا رہوں گا۔اور ضرور حکم دوں گا میں انہیں کہ مویشیوں کے کان چیریں اور حکم دوں گا میں انہیں کہ اللہ کی بنائی ہوئی ساخت میں ردوبدل پیدا کریں۔اور جس نے بنایا شیطان کو اپنا دوست اللہ کے سوا تو یقیناً اٹھایا اس نے کھلا گھاٹا۔وہ شیطان ان سے وعدے کرتا ہے اور آرزؤں کے سبز باغ دکھاتا ہے اور (یادرکھو!) نہیں شیطان وعدے کرتا ان سے مگر نرا ہی دھوکا۔''

ہمیں بچانے کے لیے اس آیت کریمہ میں بڑی جامعیت کے ساتھ شیطان کے عمل دخل کو واضح کر دیا گیا ہے کہ: شیطان اصل راہ سے گمراہ کرنے کا ہر حربہ استعمال کرے گا۔لمبی امیدیں اور جھوٹے وعدوں کی آڑ میں ورغلائے گا۔جس فطرت پر انسان کو پیدا کیا گیا ہے اس میں ردوبدل جیسے: لواطت یعنی عورتوں کی بجائے مردوں سے شہوت پوری کرنا،عورت کی عورت سے شادی اور مرد کی مرد سے، اللہ کے بنائے ہوئے اعضا میں تغیر وتبدل پیدا کرنا، جانوروں کے کان چیرنا، مردو عورت کی باہمی مشابہت اختیار کرنا، توحید کی شرک سے تبدیلی...... وغیرہ۔ پروردگار نے بات واضح کردی ہے کہ جس نے بھی شیطان کو دوست بنایا یعنی شیطان کی آواز پر لبیک کہا اور مذکورہ کام کیے تو وہ ہلاکت کی راہ پر چڑھ گیا۔

باب ۲

شیطانی تزئین سے بچنے کی شرائط

شیطان سے بچنا انسان کے بس میں نہیں۔ اس ظالم سے صرف اللہ تعالیٰ ہی بچا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کس کو بچائے گا اور کس کو نہیں۔؟ یہ قانون اور قاعدے کے تحت ہے۔ انسان پر اللہ کا کون سا قانون لگتا ہے یعنی بچانے والا یا شیطان کے حوالے کرنے والا، اس میں پہل انسان نے ہی کرنی ہے کہ وہ کس روش کو اختیار کرتا ہے۔ شیطانی تزئین سے بچنے اور اللہ کی حفاظت میں آنے کی چار شرائط ہیں۔ یہ چار کام ہمارے ذمے ہیں۔ جو کوئی بھی ان چار شرائط کا خیال رکھے گا، ان شاء اللہ شیطان اس پر کبھی بھی قابو نہ پاس سکے گا۔ اور جو یہ چار شرائط پوری کرنے میں فیل ہو گیا، وہ مارا گیا۔، وہ شرائط یہ ہیں:

(۱)...... اخلاص (۲)...... تمسک بالقرآن

(۳)...... عقل کو استعمال کرنا، اور (٤)...... سنجیدگی و کاوش

ان چاروں باتوں کی مختصر وضاحت پیش خدمت ہے۔

(۱)......اخلاص

شیطان سے بچنے کی پہلی بنیادی شرط 'اخلاص' ہے، جیسا کہ پرورد گار نے واضح کیا:

﴿قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨٢﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴿٨٣﴾﴾

(ص:38:آیت: 82- 83)

''شیطان نے کہا (اے رب) تیری عزت کی قسم میں ساری (انسانیت) کو اچک (اغوا کر) لوں گا۔ مگر سوائے تیرے وہ بندے جو ان میں سے مخلص ہوں گے۔''

یعنی اکثریت کو شیطان مختلف چالوں کے ذریعے دبوچ لے گا۔ شیطان کے داؤ سے

صرف وہی بچ سکیں گے جو مخلص ہوں گے۔

اس خطرناک صورت حال کے واضح ہونے کے بعد۔سب سے اہم سمجھنے والی بات یہی ہے کہ ''اخلاص'' سے مراد کیا ہے۔؟ تاکہ فوراً اپنے آپ کو بچانے کی فکر کی جائے۔

اخلاص کا مطلب:

اخلاص کا تعلق ہماری نیت کے ساتھ ہے اور اس کا محل ''دل'' ہے،اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ دینی کاوش اور اعمال کا مقصد:

۱۔ اللہ کی رضا کا حصول، یا

۲۔ اخروی فلاح یعنی دوزخ کی آگ سے بچنا اور جنت کے حصول کے سوا کچھ اور نہ ہو۔

اب اخلاص کے متضاد کے مختلف پہلو دیکھتے ہیں تاکہ ضد سے مسئلے کی اصل حقیقت سے آگاہی حاصل کی جاسکے۔

عدمِ اخلاص کی مختلف شکلیں:

اخلاص کے موجود نہ ہونے کی مختلف شکلیں یہ ہیں:

(۱)...... دینی کاوش کا مقصود مقام و مرتبہ اور عزت وشہرت کا ہونا۔

(۲)...... دولت و دیگر دنیوی مفادات مقصود ہونا۔

(۳)...... فرقہ واریت: اسلام کی فکر کی بجائے اپنے اپنے من پسند فرقے، گروہ، جماعتیں، مسالک کی آبیاری کی فکر۔ رسولوں کو معیار بنانے کی بجائے: دیگر شخصیات: آباؤ اجداد، اکابرین و، بزرگان دین، امام، پیر، بزرگ حضرات کو دین کا معیار بناتے ہوئے ان کی غیر مشروط اندھا دھند پیروی وتقلید اختیار کرنا۔

فرقہ واریت کیا ہے؟:

''فرقہ'' فرق سے ہے جسکا معنی مختلف یا الگ کرنے یا تمیز کرنے کے ہوتے ہیں،فرقہ کی ضد جمع یا جماعۃ ہے۔مسلمان ہونا اس بات کا متقاضی ہے کہ اسلام کے نام لیوا سب ایک

ہوں نہ کہ متفرق۔ مسلمان ہو کر بھی گروہ بندی کا شکار ہونے کا مطلب ہے کہ ہمارے اندر خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں۔ قرآن وسنت کی رو سے فرقہ واریت کی پہچان پیش خدمت ہے۔

(۱)...... سورۂ آل عمران آیات: 103 تا 105 پر غور کیا جائے تو یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ تعلیمات وحی کو مضبوطی سے نہ تھامنا، اللہ کی طرف سے نازل کردہ واضح تعلیمات کی موجودگی میں بھی انہیں رہنما نہ بنانا اور رسولوں کے پیچھے نہ لگنا فرقہ واریت ہے۔ تعلیمات وحی سے انحراف عمومی طور پر فرقہ واریت ہے یعنی جو دین وشریعت یا واضح احکام اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر علیہ السلام پر نازل فرمائے ان سے ہٹ جانا یا ان کی بجائے بلا دلیل کسی اور چیز کو دین کا معیار قرار دینا فرقہ واریت ہے۔

نوٹ: ہر وہ شخص، گروہ، جماعت یا مسلک جس نے اپنے آپ کو قرآن وسنت کے سامنے خوشدلی سے پیش کر دیا ہے، اس کی رہنمائی کی طرف لپکتا ہے، اسے دلیل بناتا ہے، اس کے تمام احکامات کو خوشدلی سے تسلیم کرتا ہے۔ اپنے ذہن، سوچ، خود ساختہ اعمال و نظریات کو قرآن وسنت کے سامنے پست کر دیتا ہے۔ ایسا خوش نصیب سلیم الفطرت اور فرقہ واریت سے بچا ہوا ہے۔ لیکن یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ تمام جماعتیں، مسالک، گروہ...... اسی نظریے پر بنتے ہیں لیکن اس پر قائم رہنا پہاڑ سر کرنے کے مترادف ہے۔ جب کوئی جماعت، مسلک، فرقہ اور گروہ کا وجود کھڑا ہو جاتا ہے تو الا ماشاء اللہ بے شمار مصلحتوں کی بنا پر وہی مسلک، گروہ، شخصیت انسان کے لیے معبود بن جاتا ہے۔ اس لیے ہمیں اپنے اپنے من پسند فرقوں کی بجائے ہمیشہ اسلام، مسلم اور مومن کے ٹائٹل کی پہچان پر ہی فخر کرنا چاہیے۔

عدمِ اخلاص کی وجہ؟:

انسان حسن نیت اور اخلاص کی بجائے دیگر ملاوٹوں یا ریاکاری کا شکار کیوں ہو جاتا ہے......؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ:

”حرص، عزت وشہرت، ناموری سمیت دیگر مفادات کا بڑا شدید جذبہ انسان

کے اندر رکھا گیا ہے۔ ہر کوئی چاہتا ہے اس کے علم، اس کی صلاحیتوں اور اس کے تقویٰ و پرہیز گاری کو لوگ جانیں اور اس کی ستائش ہو۔ اس کا جتھہ، اس کا گروہ غالب ہو۔ انسان کو اپنی ناموری اپنی تعریف و توصیف بڑی عزیز ہے۔ چنانچہ شیطان انہیں کمزوریوں کو استعمال کر کے عدمِ اخلاص کے ذریعے انسان کی محنت و کاوش پر پانی پھیرتا ہے۔ اللہ تو چونکہ ہمیں نظر نہیں آتا، انسان نظر بھی آتے ہیں اور ان سے مدح سمیت دیگر مفادات کا نقد و نقد حصول بھی اسی وقت ہو جاتا ہے۔ اس لیے کمزور ایمان والا شخص بڑی آسانی سے ابلیس کا لقمہ بن جاتا ہے۔''

عدم اخلاص کی قباحت:

عدم اخلاص یعنی ریا کاری کی قباحت کی حقیقت امام محمد غزالی رحمہ اللہ یوں واضح کرتے ہیں:

''جب عبادت کا مقصود خلائق بن جائے تو وہ عبادت نہیں رہی بلکہ مخلوق پرستی ہو گئی، اسی طرح اگر خالق کی عبادت کے ساتھ مخلوق کی خوشنودی بھی مقصود بن جائے تو یہ شرک ہے۔'' (کیمیائے سعادت، باب: ریا کا علاج)

یعنی دین کے کام اللہ کے علاوہ جس مقصد کے لئے کئے جائیں گے، اسی کی پرستش شمار ہوگی۔

شیطان کے جال تزین سے بچنے کی پہلی بنیادی شرط 'اخلاص' ہے۔ جو اس میں فیل ہو گیا وہ شیطان کا لقمہ بننے سے نہیں بچ سکتا۔ یاد رکھیں! اگر اخلاص نہیں تو بڑی بڑی علمی ڈگریوں کے باوجود بھی گمراہی سے بچنا ممکن نہیں۔ بلکہ اخلاص کی غیر موجودگی میں علم جتنا زیادہ ہوگا، غلط تاویل و تحریف کی بنا پر اتنا ہی زیادہ وبال بنتا جائے گا۔

(۲)...... تمسک بالقرآن

شیطان سے بچنے کی دوسری بنیادی شرط 'تمسک بالقرآن' ہے۔

دین کا بنیادی (Primary) ماخذ (Source) قرآن حکیم ہے۔ باقی سب ماخذ اسی کی تفصیل اور اسی کے تابع ہیں۔ سنت مصطفیٰ ﷺ قرآنی تعلیمات کا عملی پہلو ہے۔ قرآن تمام علوم پر حاکم و جج ہے۔ باقی تمام علوم سے دینی رہنمائی قرآن حکیم کی بنیاد پر ہونی چاہئے۔ کسی چیز کو بھی قرآن کے اوپر نہ لایا جائے بلکہ قرآنی احکامات کے تابع رہا جائے۔ خالق کا یہ پیغام تاقیامت انسانیت کو درپیش ہر قسم کے فتنوں سے نجات کا ضامن ہے۔ قرآنی احکامات سے آگاہی اور ان پر عمل پیرا ہوئے بغیر نجات ممکن نہیں۔ لہٰذا اگر کوئی مخلص ہو کر بھی قرآنی احکامات سے بے بہرہ رہا تو اس کی نجات کی کوئی گارنٹی نہیں۔ اس ضمن میں ضروری دلائل ان شاءاللہ آگے بیان کئے جائیں گے۔

(۳)...... عقل کا استعمال

شیطان سے بچنے کی تیسری شرط ''عقل کا استعمال'' ہے۔

خالق نے جن و انس کو عقل و بصیرت کی بنا پر دیگر مخلوقات سے ممتاز کیا ہے۔ قرآن حکیم نے جگہ جگہ اندھا دھند پیروی کو سختی سے منع اور عقل و بصیرت کے استعمال پر زور دیا ہے اور ﴿أُولُوا الْأَلْبَابِ﴾ یعنی اہل عقل کے لیے فلاح کی نویدیں سنائی ہیں، فرمایا:

﴿أَفَمَن يَعْلَمُ أَنَّمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ أَعْمَىٰ ۚ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا الْأَلْبَابِ ﴿١٩﴾﴾ (الرعد:13:آیت: 19)

''بھلا وہ شخص جو یہ جانتا ہے کہ جو کچھ تمھارے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے وہ حق ہے کیا وہ اس کی طرح ہوسکتا ہے جو اندھا ہے؟ اور نصیحت تو صرف وہی حاصل کرتے ہیں جو اہلِ عقل ہیں۔''

اللہ نے یہ بات واضح کی کہ میری کتاب سے مستفید تو وہی ہوں گے جو اہل عقل ہیں۔

﴿ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَ لِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴾

(ص:38:آیت:29)

''یہ باعث برکت کتاب ہے جو ہم نے نازل کی ہے تمھاری طرف تا کہ لوگ اس کی آیات پر تدبر کریں اور اہل عقل عبرت و نصیحت پکڑیں۔''

مزید وضاحت کے لیے دیکھئے مزید آیات:

(الزمر:39: آیت:18, 9)، (البقرہ:2:آیت:269)، (آل عمران:3:آیت: 7)، (الرعد:13:آیت:19)

انسانوں کی اکثریت ہدایت کی مذکورہ تیسری بنیاد یعنی عقل کے استعمال سے محروم رہے گی۔ بہت کم لوگ اس نور سے فائدہ اٹھائیں گے۔ اللہ نے توحید کے دلائل واضح کرنے بعد انسان کی مذکورہ غلط روش بیان فرمائی کہ:

﴿ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴾ (العنکبوت:29:آیت:63)

''بلکہ ان میں سے اکثر عقل نہیں رکھتے۔''

شرک کرنے والے لوگوں کے متعلق فرمایا:

﴿ وَ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴾ (المائدہ:5:آیت:103)

''ان میں سے اکثر عقل نہیں رکھتے۔''

نبی کریم ﷺ کے آرام وسکون کا خیال نہ رکھنے اور بے موقع آپ ﷺ کو گھر سے بلانے والوں کو بھی بے عقل قرار دیا گیا:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴾

(الحجرات:49:آیت:4)

''یقیناً جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے آواز دیتے ہیں، ان میں سے اکثر بے عقل ہیں۔''

مزید دیکھیے: (البقرہ:2:آیت:171)، (الانفال:8:آیت:22)، (الفرقان: 25: آیت:44)،(سورہ الفتح:48:آیت:15)۔

اس ضمن میں انسانیت کو شیطان سے بچانے کے لیے پروردگار نے بہت سختی فرمائی:

﴿اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ﴾

(الانفال:8:آیت:22)

''کچھ شک نہیں کہ اللہ کے نزدیک تمام جانداروں سے بدتر وہ بہرے گونگے (لوگ) ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے۔''

کھرے کھوٹے،حق و باطل کی پہچان کے لیے عقل وفہم سمیت دیگر حواس (سماعت وبصارت) کو استعمال کرنا ناگزیر ہے۔ دل و دماغ سمیت سماعت و بصارت کے استعمال کو بند کر لینے کا نتیجہ تباہی کے سوا کچھ نہیں۔ جو اللہ کی عطا کردہ عظیم دولت (دل، سماعت، بصارت) کو استعمال نہ کریں، ان کی بابت پروردگار نے فرمایا:

﴿وَ لَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۫ وَ لَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۫ وَ لَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ﴾ (الاعراف: 179)

''اور یقیناً جن وانس کی اکثریت جہنم کے لیے پیدا کی گئی (اس لیے کہ) انہیں دل دیئے لیکن وہ سوچتے نہیں،انہیں آنکھیں دیں لیکن ان سے دیکھتے نہیں، ان کے کان بنائے لیکن ان سے سنتے نہیں۔ ایسے لوگ جانور ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے اور یہ غافل ہیں۔''

اس غلط روش سے بچانے کی خاطر ہمارے فائدے کے لیے اس سے زیادہ سختی اور کیا کی جاسکتی ہے......؟ خدا کی پناہ کہ انسان اپنے من پسند مسالک،فرقے،گروہ، شخصیات کی خاطر غلط روش اختیار کرتے ہوئے شیطان کے دھوکوں میں آکر ابدی تباہی کا شکار ہوگیا۔

فرقے، مسالک، شخصیات تو دور کی بات ہے، اللہ تعالیٰ کو اپنے کلام کے بارے میں بھی بغیر سوچے سمجھے اندھا دھند پیروی قابل قبول نہیں، فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ عُمْيَانًا﴾

(الفرقان: 73)

''اور جب انھیں ان کے رب کے کلام کی آیات نصیحت کے لیے سنائی جاتی ہیں تو وہ اندھے بہرے ہو کر ان پر نہیں گرتے۔''

یعنی غور و فکر کرتے ہیں اور عقل سے کام لیتے ہیں ان کا غلط مفہوم نہیں لیتے۔ یقیناً آپ بات سمجھ چکے ہوں گے کہ انسانیت کی ہلاکت کے لیے ابلیس کے پاس سب سے بڑا اگر کوئی ہتھیار ہے تو وہ صرف اور صرف یہی ہے کہ عقل کے استعمال کو بند کیا جائے اور اندھی پیروی کرائی جائے۔ اِسی کو استعمال کرتے ہوئے نسل انسانی کی اکثریت کو اس نے تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے۔ قرآن حکیم کی دوٹوک رہنمائی کے باوجود بھی یہ شعر سنائی دیتا ہے:

عشق دے جھلے وی نمبر لے گئے
عقل منداں ایوئیں عمراں گالیاں

تاہم عقل حرف آخر نہیں ہے۔ حرف آخر تعلیمات وحی ہی ہیں۔ لیکن عقل و بصیرت ہی وہ نور ہے جس کے درست استعمال سے تعلیمات وحی کو سمجھنا ہے، جس کے بغیر سوائے تباہی کے کچھ نہیں۔ اپنی عقل کو دوسروں کے حوالے کر کے اندھا دھند ان کی پیروی پر بہت سخت محاسبہ ہوگا۔

(٤)...... سنجیدگی و کاوش

شیطان کے تزئین سے بچ کر ہدایت نصیب ہونے کی چوتھی شرط ''سنجیدگی و کاوش'' ہے۔ ہدایت کوئی معمولی چیز نہیں جو سرِ راہ مل جائے۔ یہ تو صرف اُسے ہی نصیب ہوگی، جو واقعتاً اس کا طالب ہوگا۔ جسے اس کی پیاس ہوگی، جو ہدایت کے لئے بے چین و بیقرار ہوگا۔ چشم پوشی کی بجائے سچائی سے آگہی کے لیے تڑپ رکھے گا۔ جو بے سُد پڑا رہے، قرآن و

سنت کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنے کے لیے بیتاب نہ ہو، اسے اللہ خواہ مخواہ کیوں ہدایت جیسی عظیم ترین نعمت سے نوازے گا۔ اس لیے اگر تزین شیطان سے بچتے ہوئے حقیقی ہدایت چاہیے تو اٹھیں ہاتھ پیر ماریں، سچائی کو جاننے کی جستجو پیدا کریں، قرآن وسنت کی طرف لپکیں، فہم حاصل کرنے کے تمام ذرائع استعمال کریں، کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیں۔ جس قدر آپ میں طلب وجستجو ہوگی، اسی قدر اللہ آپ پر ہدایت کی راہیں کھولنے کے لیے آپ کو اپنی رحمت میں لے گا۔ جیسا کہ اس نے اپنا قانون دوٹوک واضح کر دیا:

﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾

(سورۂ العنکبوت: آیت:69)

''اور جنہوں نے کوشش کی ہمارے لئے، ان پر ہم ضرور کھولیں گے اپنی راہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ محسنین کے ساتھ ہے۔''

مذکورہ چار بنیادی شرائط پوری کرنے سے ان شاء اللہ، اللہ تعالیٰ آپ کو شیطان کی دیگر چالوں:

(١)...... اپنے گروہ کے سوا دوسرے کی بات نہ سننا (خواہ وہ بات قرآن وسنت کی ہی کیوں نہ ہو)۔

(٢)...... قرآن وسنت سے اعراض کرنا۔

(٣)...... سچائی سے چشم پوشی کرنا۔

(٤)...... اپنا مسلک فرقہ بچانے کے لیے قرآن وسنت کی غلط تاویل وتحریف کرنا...... وغیرہ جیسی لعنتوں سے بھی ضرور بچا کر اصل ہدایت تک لے جائے گا۔

الحمد للہ شیطانی تزئین سے بچ کر ہدایت پر آنے کی چار بنیادی شرائط:

(١)...... اخلاص (٢)...... تمسک بالقرآن

(٣)...... عقل کو استعمال کرنا، اور (٤)...... سنجیدگی وکاوش

کی بابت مختصر علمی آگاہی پیش کر دی گئی۔ یاد رکھیں! نجات کے لیے ان چاروں شرائط کو پورا کرنا ناگزیر ہے۔ کوئی ایک شرط بھی رہ گئی تو کام نہ بنے گا۔

مثال کے طور پر اگر کوئی تین شرائط پوری کرتا ہے،لیکن مخلص نہیں تو وہ قرآن وسنت کی غلط تاویلات کی بنا پر ابدی لعنت کا مستحق ہوجائے گا۔اسی طرح اگر کوئی اخلاص سمیت باقی دو شرائط پوری کرتا ہے لیکن فہم قرآن سے کورا ہے،تو مارا جائے گا۔اسی طرح اگر کوئی شخص باقی تمام شرائط پوری کرتا ہے،لیکن دین کے لیے سنجیدہ نہیں،اس میں تڑپ،جستجو اور پیاس نہیں، غافل رہتا ہے،اٹھتا ہی نہیں تو اس پر ہدایت کیسے کھلے گی؟۔لہٰذا اگر آپ واقعتاً شیطان سے بچنے کے لیے سنجیدہ ہیں تو مذکورہ چاروں بنیادی شرائط کو پورا کرنے کی بھرپور کوشش کرنی ہے۔ ہر معاملے میں درست نتیجے تک رسائی کے لیے تطبیق ہر صورت کرنی ہے۔یعنی کسی ایک آیت یا حدیث سے حتمی نتیجہ نکالنے کی بجائے اس ضمن میں دیگر آیات واحادیث بھی دیکھنی ہیں،تاکہ درست نتیجہ اخذ کیا جاسکے۔ان شاء اللہ اصل راستہ کھل جائے گا۔

ہدایت سے مراد؟:

ہدایت سے کیا مراد ہے؟،انتہائی اختصار سے ایک دو باتیں ذہن نشین کرلیں کہ:

اپنی ہر ہر سوچ اور عمل کو قرآنی آیات اور سنت کے پختہ دلائل کے تناظر میں ڈھالنا۔ ہر وہ سوچ اور عمل جو تعلیمات وحی سے متصادم ہو اس سے اجتناب کرنا۔ اپنی سوچ، فرقے، مسالک، اکابرین، علماء، امام، پیر حضرات کو اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی تعلیمات کے نیچے کرلینے کا نام ہدایت ہے۔ زبان سے اس بات کا اقرار تو بہت آسان ہے لیکن عملاً جب واسطہ پڑے اللہ و رسول ﷺ کی ان تعلیمات سے جو ہمارے ذہن و مسلک کے خلاف ہوں تو انہیں تسلیم کرنا پہاڑ سر کرنے سے بھی مشکل کام ہے۔ الا ماشاء اللہ کوئی خوش نصیب ہی اس ہدایت کو تسلیم کرپاتا ہے۔

ہدایت اور تزئین کی بابت بنیادی معلومات سے آگاہی کے بعد،اب اگلے ابواب میں ان شاء اللہ موجودہ پرفتن دور کے تناظر میں شیطانی تزئین (دھوکوں) کی چند بنیادی وضروری شکلوں سے آگاہی پیش کی جائے گی۔

باب ۳

(1)......راہِ قرآن میں تزئین

شیطان کے جالِ تزئین سے بچنے کا اصل منبع چونکہ قرآن حکیم ہے، اس لیے ابلیس کا سب سے زیادہ زور بھی اسی پر ہے کہ کسی طرح فہم قرآن سے انسانیت کو دور کر دیا جائے۔ اس کام کے لیے وہ بھرقوت سے انسانیت کی تباہی کے لیے کمر بستہ ہے۔ اس نے اپنے اس انتہائی اہم منصوبے کے لیے فہم قرآن کی راہ میں درج ذیل جال ڈالے ہیں۔

(1)...... بغیر سمجھے محض رسمی تلاوت اور حفظ پر اکتفا،

(2)...... قرآن کو خود سمجھنے کا نتیجہ گمراہی،

(3)...... قرآن کو سمجھنا صرف علماء کا کام ہے،

(4)...... کفار والی آیات مسلمانوں کے لئے بطور رہنمائی دلیل نہیں،

(5)...... دین کی بنیاد قرآن پر استوار نہ کرنا،

(6)...... تکذیب، اعراض، تاویل و تحریف،

(7)...... تفسیر بالرائے کا خوف۔

ان شبہات کی وضاحت کے لیے دیکھئے ہماری تحریر: ’’قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنا ضروری ہے؟‘‘

باب ٤

(2)......دنیا پرستی کا دھوکہ

دنیا پرستی یعنی اللہ کے احکامات اور اخروی زندگی کی پروا کیے بغیر صرف دنیاوی زندگی کے عارضی فائدوں کو ہی سب کچھ سمجھنا، اسی کے لئے جینا اسی کے لیے مرنا......شیطان کا بہت بڑا دھوکہ ہے جس کا نسل انسانی کی اکثریت شکار ہوئی ہے۔ بڑی آسانی سے ابلیس نے اکثریت کو اس جال میں پھنسایا ہے۔ اس دھوکے کا شکار ہونے کی بنیادی وجہ؛ نقد ونقد ملنے والے دنیا کے فائدے ونقصان کو پیش رکھنا جبکہ بعد میں آنے والی اخروی زندگی کے انجام کو فراموش کر دینا ہے:

﴿اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ﴿٢٧﴾﴾

(الدھر: آیت:27)

''بیشک یہ لوگ چاہتے ہیں جلدی ملنے والی (دنیا) کو اور چھوڑ (نظر انداز کیے) دیتے ہیں اپنے پیچھے ایک بڑے بھاری دن (قیامت) کو۔''

مزید فرمایا:

﴿يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿٧﴾﴾

(الروم 7:30)

''وہ تو صرف دنیاوی زندگانی کے ظاہری پہلو کو ہی جانتے ہیں اور وہ آخرت سے تو بالکل ہی بے خبر ہیں۔''

افسوس کہ ہم دنیوی دلدل میں پھنس چکے ہیں، ہماری نظر میں ''دنیا'' پہلے، اللہ و رسول ﷺ، دین اور آخرت، بعد میں ہے۔ اللہ ہمیں معاف فرمائے کیا یہ نفاق

(عملی) نہیں......؟

یاد رکھیں! دنیا پرستی یعنی خواہشات کا دینی احکامات کی بجا آوری میں رکاوٹ بننے کا جادو اتنا طاقتور ہے کہ انسانیت کو بہالے گیا ہے۔ اس طاقتور نقد و نقد شیطانی دھوکے سے بچانے کے لیے پروردگار نے کثرت سے آیات نازل فرمائی ہیں جن کا اعادہ کرتے رہنے سے اس جادو سے نجات نصیب ہوجاتی ہے:

☆...... دنیا میں آکر انسان کو پہلی غلطی یہ لگتی ہے کہ اسے دنیا میں بھیجے جانے کا اصل مقصد ہی سمجھ نہیں آپاتا۔ اسے یہی سمجھ آتی ہے کہ محض دنیاوی زندگی میں کامیاب ہونا، اعلیٰ گھر کا حصول، دنیاوی آرزوؤں کی بھرپور تکمیل اور کثیر مال و دولت اکٹھا کرنا ہی اصل مقصد ہے۔ چنانچہ وہ اپنے حالات اور صلاحیتوں کے مطابق اس مقصد کے حصول میں اپنی زندگی کھپانے کا عہد کرلیتا ہے۔ لیکن جب کوئی خوش نصیب خالق کی کتاب سے آگاہ ہوتا ہے تو تب اسے پتہ چلتا ہے کہ اسے دنیا میں کس لئے بھیجا گیا ہے:

☆...... ﴿اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ﴾

(المومنون:23: آیت۔ 115)

''کیا تم یہ گمان کیے ہوئے ہو کہ ہم نے تمہیں یونہی بیکار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹائے ہی نہ جاؤ گے؟''

اللہ تعالی نے انسان کے بنانے کے مقصد کو کئی جگہ واضح کیا ہے، جیسے فرمایا:

☆...... ﴿الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ﴾ (الملك: 67: 2)

''وہ ہستی جس نے موت و حیات کا سلسلہ جاری کیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون اچھے اعمال کرتا ہے۔''

☆...... ﴿اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ

عَمَلًا ﴿٧﴾ (الکھف:18: آیت۔ 7)

''روئے زمین پر جو کچھ ہے اسے زمین کی زینت کا باعث بنایا تاکہ ہم لوگوں کو آزمائیں کہ ان میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بے شک دنیا شیریں اور شاداب ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں جانشین بنا کر دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ چنانچہ تم دنیا کے (فریب) سے بچو اور عورتوں کے (فتنے اور مکر) سے بچو۔''(صحیح مسلم ، کتاب الرقاق)

ایک اور جگہ بڑے واضح انداز میں پروردگار نے فرمایا:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾﴾ (الذاریٰت:51:آیت:56)

''اور نہیں ہے جنوں اور انسانوں کو پیدا کرنے کا مقصد سوائے اس کے (کوئی اور) کہ وہ میری بندگی کریں۔''

اس آگاہی کے بعد ہی زندگی کے صحیح رخ پر متعین ہونے کی کوئی سبیل نکلنے کا امکان پیدا ہوسکتا ہے۔ حقیقت حال سے آگاہی کے لیے خالق نے طرح طرح سے بات کو واضح فرمادیا ہے:

☆...... ﴿وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً إِلَّا أَحْصٰهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۗ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا ﴿٤٩﴾﴾ (الکھف:18: 49)

''اور (عملوں کی) کتاب (کھول کر) رکھ دی جائے گی تو تم گنہگاروں کو دیکھو گے کہ جو کچھ اس میں لکھا ہوگا اس سے ڈر رہے ہوں گے اور کہیں گے ہائے شامت یہ کیسی کتاب ہے کہ نہ کسی چھوٹی بات کو چھوڑا اور نہ بڑی کو مگر اسے لکھ رکھا ہے اور تمھارا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔''

☆...... ﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ٙ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴾ (لقمان:31: آیت۔ 33)

''اے لوگو اپنے رب سے ڈرو اور اس دن سے خوف کرو جس دن باپ بیٹے کو کوئی نفع نہ پہنچا سکے گا اور نہ بیٹا اپنے باپ کا ذرا سا بھی نفع کرنے والا ہوگا، یاد رکھو اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ دیکھو کہیں تمہیں دنیا کی زندگانی دھوکے میں نہ ڈال دے اور نہ دھوکے باز شیطان تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکے میں ڈال دے۔''

جن کی خاطر جیے تھے، اللہ اور آخرت کو پس پشت ڈالا تھا جب انہوں نے بھی آنکھیں پھیر جاتی ہیں تو اس دھوکے کی لپیٹ میں آکر اخروی نقصان کرنا کیا عقلمندی ہے......؟

☆...... ﴿ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَاۤ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴾ (یٰس: 36 : 65)

''آج مہر لگا دی جائے گی ان کے مونہوں پر اور کلام کریں گے ان سے ان کے ہاتھ اور گواہی دیں گے (ان کے خلاف) ان کے پاؤں ان کرتوتوں کی بنا پر جو یہ (دنیا میں) کرتے رہے۔''

☆...... ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴾ (الحشر: 59: 18)

''اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور چاہیے کہ ہر شخص اس بات پر نظر رکھے کہ اس نے کل کے لئے کیا سامان آگے بھیجا ہے، اور اللہ سے ڈرتے رہو، بلاشبہ وہ تمھارے سب اعمال سے باخبر ہے۔''

☆...... ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴾ (المنافقون :63:9)

''اے ایمان والو! (کہیں) تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کردے اور جس نے بھی ایسا کیا تو وہ لوگ خسارہ پانے والے ہوں گے۔''

☆...... ﴿وَ مَا هٰذِهِ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ ؕ وَ اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِیَ الْحَیَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ﴾ (العنکبوت : 64:29)

''اور نہیں ہے دنیا کی زندگی مگر کھیل اور تماشا اور یقیناً آخرت کا گھر ہی حقیقی زندگی ہے، کاش تم جان جاتے۔''

☆...... ﴿اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَ الْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّ خَیْرٌ اَمَلًا﴾ (الکھف: 18: 46)

''مال اور بیٹے تو (صرف) دنیوی زندگانی کی رونق ہیں اور باقی رہنے والی تو نیکیاں ہیں، وہ تمھارے پروردگار کے ہاں بہت اچھی ہیں ثواب اور امید کے لحاظ سے۔''

اس جادو کی طاقتور لپیٹ سے بچانے کیلئے، شدید وعیدیں بھی نازل فرمادی گئیں:

☆...... ﴿مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَیْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِیْهَا وَ هُمْ فِیْهَا لَا یُبْخَسُوْنَ ۝ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ لَیْسَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖؗ وَ حَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِیْهَا وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ﴾ (ھود: 15:11 - 16)

''وہ شخص جو ریجھا ہوا ہو دنیا کی زندگی اور اس کی زینت پر، اسے ہم دنیاوی اعمال کا پورا بدلہ دیں گے اور اس میں اس کا نقصان نہیں کریں گے۔ لیکن یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے نہیں ہے آخرت میں کچھ بھی سوائے آگ کے۔ اور جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا وہ حبط کرلیا گیا اور کام (تھے ہی مٹنے والے) جو یہ کیا کرتے تھے۔''

☆...... ﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا ؕ الَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا﴿104﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا﴿105﴾

(الکھف:18:103-105)

''فرما دیجیے! آؤ میں تمھیں بتلاؤں کہ اعمال کے لحاظ سے گھاٹے والے کون لوگ ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی ساری کاوش گم گئی دنیاوی زندگی میں جبکہ وہ گمان کرتے رہے کہ وہ صناعت (ترقی) والے کام کرتے رہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے انکار کیا اپنے رب کی آیات اور اس سے ملاقات کا، تو ان کے اعمال بھی اکارت ہوگئے، اور بروز قیامت ان کے اعمال تولنے کے لیے ہم ترازو بھی قائم نہیں کریں گے۔''

نبی رحمت ﷺ کے فرامین:

- ''اگر دنیا کی وقعت اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو وہ کسی کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ پلاتا۔'' [1]
- ''اللہ کی قسم! آخرت کے مقابلے میں دنیا کی مثال اسی طرح ہے، جیسے کوئی شخص اپنی انگلی سمندر میں ڈالے اور پھر اس بات کا جائزہ لے کہ اس پر کتنا پانی لگا ہے۔'' [2]
- ''بروز قیامت اللہ کے دربار سے قدم ہٹ نہ سکیں گے جب تک ان چیزوں کے متعلق پوچھ نہ لیا جائے: (۱) عمر کن کاموں میں ختم کی؟ (۲) جوانی کیسے گزاری؟ (۳) مال کہاں سے حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا؟ (۴) علم کے مطابق کتنا عمل کیا؟'' [3]
- ''پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو (۱)۔ جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، (۲)۔ صحت کو بیماری سے پہلے، (۳)۔ مالداری کو محتاجی سے پہلے، (۴)۔ فراغت کو

---

[1] ترمذی، الزھد، رقم: 2320.

[2] مسلم، کتاب الجنه و اصفته. [3] ترمذی: 2416.

مصروفیت سے پہلے، (۵)۔ زندگی کو موت سے پہلے۔'' ❶

❀ ''قیامت والے دن سب سے ہلکے عذاب والا وہ آدمی ہوگا جس کے پاؤں میں دو جوتے آگ کے پنائیں جائیں گے جن سے اس کا دماغ کھولے گا۔ وہ خیال کرے گا کہ اس سے زیادہ سخت عذاب والا کوئی نہیں، حالانکہ وہ ان جہنمیوں میں سب سے زیادہ ہلکے عذاب والا ہوگا۔'' ❷

ترکِ دنیا مقصود نہیں:

دنیا کو ترک کرنا مقصود نہیں بلکہ:

''اخروی فلاح کو زندگی کا مقصد بناتے ہوئے حلال وحرام کی تمیز کے ساتھ دنیا کو دینی احکامات کے تابع بسر کرنے کا تقاضا ہے۔ ہر وہ چیز جو ناجائز ہو، ہر وہ کام جس پر اللہ ناراض ہو اور جس پر گناہ کا اطلاق ہو اسے زندگی سے نکالنا ہے۔ فرائض و واجبات کی اولین ترجیح کے ساتھ پاسداری کرنا، عبادات کا اہتمام اور اخلاقیات و معاملات میں اسلامی احکامات کو ملحوظ رکھنا مقصود ہے۔ فلاح کو پانے کیلئے: دین کا ضروری علم حاصل کرنا، اس پر خود عمل کرنا اور حسب توفیق دوسروں تک پہنچانے کی کاوش کرنا ناگزیر ہے۔ مذکورہ اہداف کے حصول کو ملحوظ رکھتے ہوئے دنیا کا جائز حصول (جائز خواہشات کی تکمیل، کاروبار، تجارت، محنت مزدوری، ملکی تعمیر و ترقی، جائز سیر وتفریح، کھیل کود، اچھی صحت، کھانا پینا......) باعث خیر بن جاتا ہے۔ دنیا میں اللہ کی عطا کردہ نعمتوں (صحت وتندرستی، تعلیم، عقل و ذہانت، نیک اولاد، مال ودولت) سے منہ موڑنے کی بجائے انہیں اللہ کے لیے صرف کرنا اصل خوش نصیبی ہے۔ دنیا کا دینی احکامات کی بجا آوری میں رکاوٹ بننا اصل تباہی ہے جس سے بچنے کا تقاضا کیا گیا ہے۔''

---

❶ مشکوٰۃ کتاب الرقاق: 5174، ترمذی. ❷ صحیح بخاری: 6561.

حقیقی اہداف (Real Goals):

فلاح کو پانے کے لیے درج ذیل حقیقی اہداف ہیں جنہیں پانے کی ضرورت ہے:

(۱) صحت وتندرستی کا خیال رکھنا، (۲) دین سیکھنے، اس پر عمل پیرا ہونے اور دوسروں تک پہنچانے کا شوق وجذبہ، (۳) شرک سے نفرت اور توحید سے محبت، (۴) بدعات سے نفرت اور سنت سے محبت، (۵) عبادات کا شوق اور ترجیح کے ساتھ اہتمام، (۶) اخلاقیات و معاملات میں اللہ کے قانون کی پاسداری کرنا، (۷) فیملی کی بہتری (کفالت، پرورش اور تعلیم وتربیت) اور دیگر انسانوں سمیت ملک وقوم کی بہتری، (۸) رزق حلال اور ملک وقوم کی بہتری کی خاطر اپنی ڈیوٹی ذمہ داری سے نبھانا۔

انہیں پانے کے لیے
دنیا پرستی کے شیطانی دھوکے سے بچنے کے لیے:

(۱) قرآن وسنت سے دنیا وآخرت کی حقیقت کی یاددہانی کرتے رہنا۔ (۲) اچھے ماحول وصحبت کا اہتمام کرنا اور برے ماحول سے بچنا۔ عبرت کے لیے ہسپتالوں اور قبرستانوں میں جانا۔ (۳) مرنے کو یادرکھ کر زندگی گزارنا۔

بات بن گئی: اگر آپ کے نزدیک:

(۱)...... دنیا کی اہمیت کم ہوگئی۔

(۲)...... آخرت پیش نظر رہنے لگ گئی، اور

(۳)...... دنیا میں رذیل عمر تک لمبا رہنے کی بجائے ذمہ داریوں کی ادائیگی پر جانے کے لیے تیار ہوگئے، تو بات بن گئی۔ اب بہت تیزی سے دنیوی فریب چھٹتا جائے گا اور اخروی زادِراہ سمیٹنے کی توفیق نصیب ہونی شروع ہوجائے گی۔ (ان شاءاللہ)

اللہ تعالیٰ جلد از جلد ہمیں ان حقائق کو سنجیدہ لے کر شیطان، نفس اور دنیا پرستی کے جادو سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

باب ۵

(3)......سب سے بڑے گناہ سے لاپرواہی

(شیطان کا سب سے بڑا نقب)

اس روئے زمین پر وہ گناہ جو سب سے بڑا ہے۔ جو ظلم عظیم ہے، جس سے اوپر کوئی اور گناہ نہیں وہ: خالق کائنات کے ساتھ شراکت ہے، اللہ کی وحدانیت سے دوری ہے۔ چونکہ اس گناہ کے ارتکاب سے انسان کے پلے کچھ بھی نہیں رہ جاتا، وہ خدا کا سب سے بڑا دشمن بن کر ابدی لعنت کا مستحق ہوکر دوزخ کا ایندھن بن جاتا ہے...... جو کہ شیطان کا اصل ہدف ہے۔ لہٰذا اس حوالے سے شیطان نے اپنی ساری توانائیاں بروئے کار لاتے ہوئے، بہت چالاکی سے نقب لگا کر انسان کو قابو کیا ہے کہ اسے کان وکان خبر نہ ہو، جیسے:

۱۔ انسان کی آنکھیں کھولنے کے لیے نازل کردہ خالق کی شدید تنبیہات انسان کے لیے بہت ہلکی ہو جاتی ہیں۔ کان پر جوں نہیں رینگتی، ٹس سے مس نہیں ہوتا۔

۲۔ اس دھوکے میں مبتلا کر دیا ہے کہ: کلمہ گو شرک کا ارتکاب کر ہی نہیں سکتا، لہٰذا سو جائیں۔ نہ فہم شرک سے آگاہی کی ضرورت ہے اور نہ ہی بچنے کی فکر۔

۳۔ توحید اور شرک کی اصطلاحات کو نظروں میں بُرا کر دینا، جو شرک سے بچانے کی بات کرے اسے بُرا بھلا کہلوانا تا کہ لوگ سنجیدگی کی بجائے، اعراض کریں اور توحید اور شرک کی حقیقت سمجھنے سے گریز کریں۔

۴۔ قرآنی آیات کی غلط تاویل وتحریف کے ذریعے اصل حقیقت سے پھیر کر خوش فہمی میں مبتلا کر دینا۔ اگر کسی چیز کا جواز بیان ہوا ہو تو اس جواز کو اصل بنا کر جواز کو پکڑ لینا جبکہ دین کی اصل کو نظر انداز کر دینا۔

۵۔ بخشش اور رحمت الٰہی کی غلط امید پیدا کرنا۔

اس دھوکے کے شکار بدنصیب دنیا میں تو شرک سے بچانے والے کی بات نہیں سنتے لیکن بوقت موت روئیں گے، چلائیں گے کہ کاش کوئی زبردستی ہی بتلا دیتا کہ ہم بھی اس تباہی سے بچ جاتے۔لیکن اس وقت رونے کا کیا فائدہ۔!

تنبیہات کا خلاصہ!

اس تباہی سے بچانے کے لیے، خالق کی شدید تنبیہات کا خلاصہ کچھ یوں ہے:

۱۔ خالق نے اپنا قانون واضح کردیا ہے کہ بروز قیامت جوکوئی بھی شرک کی آمیزش کے ساتھ آئے گا،اس پر بخشش کے دروازے بند ہوں گے، دیکھئے:(سورہ النساء، آیت:48)

۲۔ شرک کے ساتھ آنے والے بدنصیبوں کے لیے نبی کریم ﷺ نے شفاعت سے اعلان براءت فرمالیا ہے (من مات من امتی لا یشرك باللّٰه شیئا) ۔یعنی میری شفاعت کا حقدار وہ ہوگا (جو میری امت میں اس حالت میں مرا کہ وہ اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتا تھا)۔ [1]

۳۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کوشرک کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے دعائے مغفرت سے روک دیا۔حتیٰ کہ ایسے لوگ آپ ﷺ کے قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔

(سورہ التوبہ: آیت:13)

۴۔ غلاظت شرک کی سنگینی واضح کرنے کے لیے پروردگار نے مثال دی کہ جس نے شرک کا ارتکاب کیا وہ ایسے ہے گویا، آسمان سے نیچے گرگیا، اس کے چیتھڑے ہو گئے، اس کا گوشت ہواؤں میں بکھر گیا اور پرندے اسے اچک لے گئے۔(سورہ الحج، آیت:31)

۵۔ توحید سے بے رغبتی اور شرک کے مرتکب کو بے وقوف و پاگل قرار دیا گیا۔

(البقرہ: آیت:130)

---

[1] صحیح مسلم، رقم: 491، بخاری: 6304.

۶۔ قرآن مجید میں شرک اور بدکاری کو ایک جیسی غیر اخلاقی جنس سے تعبیر کیا گیا۔

(سورۃ النور ، آیت۔ 3)

۷۔ شرک کے ارتکاب پر زندگی بھر کے کیئے ہوئے نیک اعمال: عبادات، نماز روزہ، قربانی، صدقہ وخیرات، دعوت دین سمیت تمام کاوش اکارت۔ بات کو سمجھانے کے لیے انبیاء علیہم السلام بلکہ امام الانبیاء علیہ السلام کی مثال بھی دے دی گئی کہ خدانخواستہ یہ عظیم لوگ بھی شرک کرتے تو ان کے زندگی بھر کے اعمال بھی اکارت ہوجاتے۔

(سورہ الانعام ، آیت:88، سورہ الزمر ، آیت:65)

انبیاء علیہم السلام سے تو نعوذ باللہ اس بات کا امکان نہیں یہ تو محض ہمیں سمجھانے کے لیے آیات نازل کی گئیں کہ ہم ہوش کے ناخن لیں۔ لیکن اس کے باوجود بھی ہم نیند سے بیدار ہونے کے لیے آمادہ نہیں۔

اس سنگین صورت حال کے پیش نظر تو زندگی کی اولین ترجیح: شرک اور توحید کو سمجھنا اور غلاظت شرک سے بچنا ہی ہونی چاہئے تھی۔ امام الانبیاء علیہ السلام سمیت دنیا میں مبعوث ہونے والے دیگر تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت کی بنیاد اور زندگی بھر کی محنت کی اولین ترجیح توحید کو سمجھانا اور شرک سے بچانا ہی رہی جس پر قرآن گواہ ہے۔ اسی دعوت کی بنیاد پر شیطان نے لوگوں کو انبیاء علیہم السلام جیسی پاکیزہ ہستیوں کے قتل پر اُکسایا، دیکھئے: (سورۃ الانبیاء، آیت۔ ۲۵)، (سورۃ النحل، آیت۔ ۳۶)، (سورۃ الاعراف ، آیت۔ ۵۹)، (سورۃ الاعراف، آیت:۶۵)، (سورۃ الاعراف ، آیت: ۷۳)، (سورۃ العنکبوت ، آیت: ۱۶ ۔ ۱۷)، (سورہ یوسف، آیت: ۳۹ ۔ ۴۰)، (سورۃ الاعراف، آیت: ۸۵)، (سورۃ المائدہ، آیت:۷۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے : حالت امن اور حالت جنگ میں ، سفر و حضر میں ، بازار اور راستے میں، مسجد میں۔ غرضیکہ ہر مناسب وقت اور ہر مناسب جگہ میں دعوت توحید دیتے رہے۔ اپنے اعزہ و اقارب، محبت کرنے والے، دشمنی رکھنے والے...... ہر قسم کے لوگوں کو تا حد استطاعت

دعوت توحید کا پیغام پہنچایا۔ یہاں تک کہ اپنے آخری ایام میں مرض کی حالت میں بھی اسی دعوت کی فکر کی، جس پر کثرت سے نصوصِ (قرآن وسنت) گواہ ہیں۔

اس ضمن میں علمائے امت نے اپنی رائے کا اظہار یوں فرمایا:

❀ ''کوئی نبی بھی مبعوث نہیں کیا گیا مگر توحید کے ساتھ۔ تورات انجیل اور قرآن میں شریعتیں جدا جدا ہیں لیکن سب کی بنیاد اخلاص وتوحید پر ہے۔'' ❶

❀ ''رب تعالیٰ کی رحمت کا تقاضا تھا کہ اس نے رسولوں (علیہم السلام) کو اس لیے مبعوث فرمایا کہ وہ اللہ کی پہچان کروائیں، اس کی طرف بلائیں۔ دعوت قبول کرنے والوں کو بشارت دیں اور نہ ماننے والوں کو ڈرائیں اور اس (رب) نے ان کی دعوت کی کنجی اور ان کی رسالت کا خلاصہ معبود برحق کے اسماء وصفات اور افعال کے ساتھ شناسائی بنایا۔ کیونکہ خوف، امید، محبت، طاعت اور عبدیت، یہ ساری چیزیں جس ذات سے ڈرایا جائے، جس سے امید رکھی جائے، جس سے محبت کی جائے، اس کو پہچاننے کے بعد ہی وجود میں آتی ہیں۔'' ❷

❀ ''آپ ﷺ سے مبعوث کردہ تمام رسولوں کی کتابوں اور رسالتوں کا خلاصہ اور جڑ یہ تھی کہ: اس بات کا حکم دیا جائے، کہ بلا شرکت غیرے تنہاء اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے، اور اس حقیقت کو بیان کیا جائے کہ صرف وہی معبود حقیقی ہے، اور اس کے سوا کسی کی عبادت باطل ہے۔'' ❸

❀ ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے نبی نوح (علیہ السلام) نے جس بات سے اپنی قوم کو دعوت دینے کا آغاز کیا، وہ یہ تھی کہ انہیں تنہا اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف بلایا، اور یہی بات آپ دیگر

---

❶ امام قتادہؒ: تفسیر قرطبی: 280/11.

❷ امام ابن قیمؒ: الصواعق عن المحرکہ علی الجهمیه والمعطله، ص: 61.

❸ شیخ سعدیؒ: تفسیر سعدی، ص: 521.

رسولوں جیسے: شعیب، صالح...... علیہم السلام کی دعوتوں میں دیکھیں گے۔ اور اس میں چنداں تعجب کی بات نہیں، کیونکہ دعوتِ توحید ہر نبوت کی جڑ ہے۔ حضرات انبیاء علیہم السلام نے اس کی خاطر اپنے زیادہ اوقات صرف کیے، اور اسی کے لیے اپنی جانوں اور روحوں کو خطرات میں ڈالا۔'' ❶

مزید لکھتے ہیں:

❀ ''ان (انبیاء علیہم السلام) نے توحید کے ساتھ دعوت کا آغاز کیا، کیونکہ وہ عقیدہ کی جڑ اور دین کا رکن اعظم ہے......'' ❷

لہٰذا اس حوالے سے غفلت و غیر سنجیدگی کا مظاہرہ تو صرف وہی کرسکتا ہے جو شیطان کے مظبوط دھوکے کی گرفت میں آچکا ہو۔ افسوس کہ کلمہ گو لوگوں کی اکثریت اس بدترین فریب کا شکار ہو چکی ہے۔ یہ لوگ کسی کے ساتھ نہیں صرف اپنے وجود کے ساتھ ظلم کر رہے ہیں، جس کی سمجھ بوقت موت ہی آئے گی۔ اب تو الا ماشاء اللہ یہ بات نہیں سنتے لیکن بوقت موت روئیں گے، چلائیں گے، پچھتائیں گے۔

شرک ختم ہو چکا، کلمہ گو شرک کا ارتکاب نہیں کرسکتا!

ابلیس کا یہ دھوکہ کہ شرک ختم ہو چکا ہے، کلمہ گو شرک کا ارتکاب کر ہی نہیں سکتا۔ اس لیے فکر کی ضرورت نہیں لہٰذا توحید اور شرک کا باب زندگی سے نکال دیا جائے۔ نہ اسے سمجھنے کی ضرورت ہے اور نہ بچنے کی فکر۔

شرک کی انتہائی سنگینی کے پیش نظر ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ ایسی اگر کوئی بات ہوتی بھی تو پھر بھی محتاط طرزِ عمل اختیار کرتے ہر ممکن بچنے کی فکر کی جاتی۔ لیکن افسوس کہ ایک روایت کے ادھورے مطلب اور دیگر آیات و احادیث سے صرف نظر کرتے ہوئے ہم نے خود فریبی کا

---

❶ شیخ عدویؒ زیرتحت سورۃ الاعراف، آیت۔ ۵۹ : دعوۃ الرسل: ص: 1.

❷ دعوۃ الرسل، ص: 153.

شکار ہو کر اپنے ساتھ ظلم کیا ہے۔ چند ضروری باتیں ہم یہاں واضح کر دیتے ہیں جبکہ اس کی وضاحت کے لیے دیکھئے ہماری تحریر: (صراط مستقیم کی حقیقت، باب۴)

جیسا کہ اس کتاب کے آغاز میں یہ بات واضح کی گئی کہ کسی ایک آیت یا حدیث سے حتمی نتیجہ نکالنے کی بجائے پہلے تطبیق کرنا (یعنی اس ضمن میں دیگر آیات و احادیث دیکھنا) ضروری ہوتا ہے تاکہ صحیح نتیجہ تک پہنچا جا سکے۔ لہٰذا ہم وہ روایت جس کے ادھورے مفہوم کی بنا پر ابلیس نے انسانیت کو گہری نیند سلایا پیش کریں گے اور بطور تطبیق کچھ دیگر دلائل بھی۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''میں تمہارے متعلق اس بات سے خائف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے لیکن مجھے ڈر ہے کہ تم ایک دوسرے کے مقابلے میں دنیا میں رغبت کرو گے۔'' ❶

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فتح الباری (211/3) میں لکھتے ہیں کہ:

''......معنی یہ ہے کہ اُمت مجموعی طور پر مشرک نہیں ہوگی۔ لہٰذا اُمت مسلمہ میں سے بعض (افراد وقبائل) کی طرف سے شرک کا وقوع ہوا ہے۔''

اب بطور تطبیق کچھ دیگر روایات پر بھی غور فکر فرمالیں:

نبی کریم ﷺ نے امت مسلمہ کے بارے میں انتہائی خوفناک خبر دی کہ:

❀ ''یقیناً تم بھی پہلے لوگوں کے طریقوں کے پیچھے چل پڑو گے جس طرح بالشت، بالشت کے ساتھ اور ہاتھ، ہاتھ کے ساتھ (برابر ہوتا ہے) حتیٰ کہ اگر پہلے لوگوں نے کسی گوہ کے سوراخ میں داخل ہونے کا (بے ہودہ اور فضول) کام کیا تو تم بھی اُن کے پیچھے چلو گے۔ پوچھا گیا یارسول اللہ ﷺ اُن پہلے لوگوں سے مراد کیا یہودی اور نصرانی (عیسائی) ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ''اگر وہ مراد نہیں تو اور کون مراد ہیں؟'' ❷

ہم سب جانتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ کی اولین بڑی خرابی شرک تھی اس کے علاوہ دیگر

---

❶ بخاری: 1344، مسلم. ❷ بخاری: 3456، مسلم.

بے شمار خرابیاں تھیں۔ کیا اب بھی ہم شیطان کے فریب کا شکار رہوں گے۔؟

❀ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا:

''جو کوئی مسلمان فوت ہو جائے اور اُس کی نمازِ جنازہ میں 40 ایسے لوگ شامل ہوں جو اللہ جل جلالہٗ کے ساتھ شرک نہ کرتے ہوں تو اللہ جل جلالہٗ اس فوت شدہ کے حق میں ان لوگوں کی سفارش کو قبول فرماتا ہے۔'' [1]

یعنی جنازہ پڑھنے والے کلمہ گو بھی شرک کا ارتکاب کر سکتے ہیں، وہ بھی شرک سے بری نہیں۔

❀ ''اُس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک میری اُمت میں سے کچھ قبائل مشرکین کے ساتھ نہ مل جائیں اور یہاں تک کہ میری اُمت کے کچھ قبائل بتوں کی پرستش کریں گے۔'' [2]

❀ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

''رات اور دن ختم نہیں ہوں گے حتیٰ کہ پھر سے لات اور عزیٰ کی پوجا کی جائے گی۔'' [3]

چند آیات پر بھی غور کر لیں:

﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یَلْبِسُوْۤا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ۠﴾ (الانعام:آیت۔ 82)

''جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ نہیں ملایا ایسے ہی لوگوں کے لیے امن ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔''

درج بالا آیت اہلِ اسلام پر بڑی گراں گزری۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی

---

1. صحیح مسلم: 2198.
2. سُنن ابی داؤد: 4252.
3. صحیح مسلم: 7299.

خدمت اقدس میں حاضر ہوئے پوچھا کون ہے جو ظلم سے بچا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اس سے مراد عام ظلم نہیں بلکہ شرک ہے۔'' [1]

بات بالکل واضح ہوگئی کہ ایمان لانے کے باوجود بھی شرک کی آمیزش ہوسکتی ہے۔

﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ﴾ (یوسف، آیت:106)

''اور نہیں ایمان لاتے ان میں سے اکثر اللہ کے ساتھ مگر اس حالت میں کہ وہ شرک کرنے والے ہوتے ہیں۔'' (ضیاء القرآن از پیر کرم شاہ صاحب رحمہ اللہ)

یعنی ایمان بھی لاتے ہیں اور ساتھ ساتھ شرک بھی کرتے ہیں۔ اس ضمن میں کئی دیگر آیات بھی ہیں۔

یاد رکھیں! شرک کا مطلب ہے شراکت کرنا جو کہ ہوتی ہی ایمان کے ساتھ ہے۔ یعنی ایمان بھی لایا جارہا ہے اور ساتھ ساتھ شراکت بھی، جیسا کہ سورۃ الانعام، آیت: 82 میں بھی واضح کیا گیا۔ وہ چیز جس کا تعلق کلمے یا ایمان کے ساتھ نہیں اس کا نام ''کفر'' یعنی کلمے کا انکار ہے۔

ہمارا مقصد مسلمانوں کو ابلیس کے جال سے بچانا ہے۔ کیونکہ جو انسان اس فریب میں پھنس جاتا ہے، وہ توحید و شرک کو سمجھنے اور اس سے بچنے سے غافل ہوکر اپنے ہاتھوں اپنی ہلاکت کر بیٹھتا ہے۔ اور اس سے بڑی کوئی بے وقوفی اور حماقت نہیں۔ جب تک شیطان کے پاس مہلت موجود ہے اس وقت تک وہ شرک میں مبتلا کرنے کی بھرپور کوشش کرتا رہے گا۔

گردونواح کا جائزہ:

دیانتداری کے ساتھ ذرا گردونواح کا جائزہ لے لیا جائے تو سب وسوسے دم توڑ جاتے ہیں۔ کون سی شرک کی شکل ہے جس میں مسلمان ملوث نہیں۔ آفات و حاجات میں اللہ کے سوا

---

[1] صحیح بُخاری '' کتابُ التفسیر '' حدیث نمبر: 4629، صحیح مُسلم '' کتابُ الایمان '' حدیث نمبر: 327.

غائب میں دوسروں کو پکارنا، ان کے نام کی دہائی دینا، شرکیہ تعویز گنڈے اور منتر، مزارات کو سجدہ وطواف، اپنے اپنے پسندیدہ مسالک واکابرین کے دفاع کی خاطر اندھی و جامد تقلید پر برقرار رہتے ہوئے قرآن وسنت کے واضح دلائل سے چشم پوشی بلکہ اعراض کرنا وغیرہ۔

اُمید ہے شیطان کا طاقتور فریب واضح ہو چکا ہوگا۔ باقی جس نے خود ہی اپنی ہلاکت کا فیصلہ کرلیا ہو اس کا تو کچھ نہیں کیا جاسکتا، سوائے دعا کے۔

جالِ شرک میں مبتلا ہونے کی بنیادی نشانی!

(مخلوق میں گم۔ خالق کو پس پشت ڈالنا)

شرک میں مبتلا کرنے کے لیے ابلیس کی بہت سی چالیں ہیں۔ وہ بہت ہی غیر محسوس طریقے سے انسان کو قابو کرتا ہے۔ جالِ شرک میں مبتلا ہونے کی بنیادی نشانی: مخلوق میں گم ہو کر خالق کو پس پشت ڈالنا ہے۔ مخلوقات سے تعلق، ان کی یاد، ان کے تذکرے سے منع نہیں کیا گیا، لیکن ہر وقت مخلوق کے تذکرے، اسی کی یاد...... لیکن جس نے مخلوق بنائی، جس نے مخلوقات کو خوبیاں دیں، اس سے تعلق، اس کی یاد، اس کا تذکرہ سب پر غالب ہونا چاہیے۔ جبکہ اس کے برعکس اس منعم حقیقی کی جگہ پر مخلوق کو لے آنا، ابلیس کے جالِ شرک میں مبتلا ہونے کی بنیادی نشانی ہے۔

قرآن مجید کو کھول کر دیکھیں، جو صفحہ کھولیں گے، گفتگو کا مرکز ومحور اللہ ہی ہوگا۔ بات اللہ سے شروع اور اللہ پر ہی ختم ہوگی۔ حقیقت حال سے آگاہی کے لیے قرآن میں سے چند آیات پر غور فرمائیں:

☆...... ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ﴿٢١﴾﴾ (الاحزاب: 21)

''یقیناً تمھارے لئے رسول اللہ کی ہستی بہترین نمونہ ہے، اس کے لئے جسے اللہ سے ملنے اور روز قیامت آنے کی امید ہو اور وہ اللہ کی یاد (تذکرہ) کثرت سے

کرتا ہو۔''

یعنی آپ ﷺ کو حقیقی معنوں میں نمونہ ومعیار صرف وہی بنا سکے گا جسے اللہ سے ملنے اور روز قیامت آنے کی امید ہو اور وہ اللہ کی یاد (تذکرہ) کثرت سے کرتا ہو۔

☆...... ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝ وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ۝﴾ (الاحزاب: 41-42)

''اے اہل ایمان اللہ کی یاد کرو کثرت کے ساتھ اور صبح وشام اس کی پاکی بیان کرو۔''

یعنی کثرت سے اس کی یاد، ہر نصیب ہونے والے وقت میں (صبح بھی، شام بھی) اسے شرک سمیت دیگر عیوب سے پاک قرار دیا جائے۔

☆...... ﴿وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّ سَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝﴾

(آل عمران: 41)

''اپنے رب کو یاد کرو کثرت کے ساتھ اور صبح وشام اس کی تسبیح بیان کرو۔''

☆...... ﴿اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝﴾

(المزمل: 19)

''یہ قرآن ایک نصیحت نامہ ہے، تو (مقصود یہ ہے کہ) تم میں سے جو چاہے اپنے رب کی طرف راستہ پکڑ لے۔''

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی خصوصیت یوں بیان فرمائی گئی:

☆...... ﴿اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ۭ وَ لَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝﴾ (النحل، آیت: 120)

''یقیناً ابراہیم (اکیلے ہی) ایک امت تھے، اللہ کے مطیع وفرمانبردار، اسی کی طرف یکسو تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔''

☆...... ﴿وَ الَّذِیۡنَ اجۡتَنَبُوا الطَّاغُوۡتَ اَنۡ یَّعۡبُدُوۡهَا وَ اَنَابُوۡۤا اِلَی اللّٰهِ لَهُمُ الۡبُشۡرٰی ۚ فَبَشِّرۡ عِبَادِ ﴿۱۷﴾﴾ (الزمر: 17)

''وہ لوگ جنہوں نے طاغوت کی عبادت سے اجتناب کیا (اس کے برعکس وہ) اللہ ہی کی طرف رجوع لائے، ان کے لیے بشارت ہے تو (میرے ایسے بندوں کو) بشارت دے دو۔''

☆...... ﴿قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَ نُسُکِیۡ وَ مَحۡیَایَ وَ مَمَاتِیۡ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۶۲﴾ لَا شَرِیۡکَ لَهٗ ۚ وَ بِذٰلِکَ اُمِرۡتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ﴿۱۶۳﴾﴾

(الانعام، آیت: 162-163)

''اے نبی (ﷺ) فرما دیجئے یقیناً میری نماز، میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو پالنے والا ہے تمام جہانوں کا۔ جس کا کوئی شریک نہیں، اور مجھے تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلے اس کا فرمانبردار بنوں۔''

سبحان اللہ ایک ایک لفظ موتیوں کی طرح نکھری ہوئی وحدانیت کا درس دے رہا ہے۔

☆...... ﴿اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا وَ اَصۡلَحُوۡا وَ اعۡتَصَمُوۡا بِاللّٰهِ وَ اَخۡلَصُوۡا دِیۡنَهُمۡ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ؕ وَ سَوۡفَ یُؤۡتِ اللّٰهُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَجۡرًا عَظِیۡمًا ﴿۱۴۶﴾﴾

(النساء: 146)

''سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کر لی اور اللہ کے ساتھ چمٹ گئے (یعنی قرآن کے ذریعے سے)، ایسے لوگ (ہی درحقیقت) مومنوں کے زمرے میں آتے ہیں اور اللہ مومنوں کو بڑا اجر دے گا۔''

☆...... ﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَنۡدَادًا یُّحِبُّوۡنَهُمۡ کَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ﴾ (البقرہ: 165)

''لوگوں میں سے کچھ ایسے لوگ بھی ہیں، جنہوں نے اللہ کے سوا شریک کھڑے کئے ہیں، ان سے اس طرح کی محبت کرتے ہیں جیسی محبت کا حقدار اللہ ہے۔ جبکہ (اس کے برعکس) جو (حقیقی) مومن ہیں وہ تو شدید ترین محبت کرتے ہیں اللہ کے ساتھ۔''

یہاں بہت واضح انداز سے شرک کی بیماری میں مبتلا ہونے کی علامت بیان کی گئی ہے۔

بڑی غلط فہمی:

☆...... یہ کہ لوگوں کو ولایت کے درجے پر فائز کر کے ان کی غلامی اختیار کرنا، بڑے بڑے القابات سے نوازنا، انہیں کے ساتھ اپنی نسبت جوڑنا...... جبکہ اللہ کو بیچ میں سے نکال کر پس پشت ڈال دینا۔ جبکہ قرآن نے خبردار کر دیا کہ ایسا تعلق تو میرے پیغمبر کے ساتھ بھی شایاں نہیں، چہ جائے کہ غیر نبی کے ساتھ ایسا تعلق بنایا جائے، اس کا حق دار تو صرف خالق ہے جس نے سب مخلوقات کو بنایا ہے، ارشاد ہوا:

☆...... ﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴾ (آل عمران:79)

''کسی بشر کو بھی شایاں نہیں کہ ہم اسے کتاب، احکامات اور نبوت دیں تو وہ لوگوں سے یہ کہے کہ تم اللہ کے سوا میرے بندے بن جاؤ، بلکہ وہ تو یہی کہے گا کہ تم ربانی (یعنی رب والے) بن جاؤ کتاب کی تعلیم و تدریس کے تقاضے کی بنا پر۔''

بہت بڑی خرابی تو پروردگار نے بالکل واضح کر دی ہے لیکن اسے تسلیم کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ ہم نے ولایت کے کئی خود ساختہ پیمانے بنا لئے ہیں جبکہ خالق نے ولی کی تعریف یوں کی ہے:

﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٢﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿٦٣﴾﴾ (یونس: 63-62)

''خبردار یقیناً اولیاء اللہ کو نہ خوف ہوگا نہ غم۔ یہ (ولی) وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا۔''

قرآن نے ولی کے لئے دو شرائط بیان کردی ہیں کہ:

(۱)...... ایمان لانا اور

(۲)...... تقویٰ پر کاربند ہونا۔ لہٰذا قرآن کی رو سے ان دو شرائط کا حامل ہر شخص ولی اللہ ہے۔ ظاہر ہے خودساختہ نظریات کے خلاف اس بات کو کون مانتا ہے۔!

اصحاب کہف:

☆...... کہا جاتا ہے کہ سورۂ کہف ولیوں کی سورت ہے، جو ولیوں کے ساتھ چمٹنے کی ترغیب دیتی ہے۔ حقیقت سے آگاہی کے لیے غور کیجئے:

سورۂ کہف (آیت: ۱۰۔ ۱۶) میں اصحاب کہف نے اللہ کو پکارا (جبکہ فی زمانہ کلمہ گو کی اکثریت (دفع حاجات کے لیے اللہ کے سوا مخلوقات کو پکارتی ہے)...... رب نے فرمایا...... میں نے ان کے دل مظبوط کردیئے...... پھر انہوں نے کہا ہم آسمانوں اور زمین کے مالک کے سوا کسی کو نہ پکاریں گے...... ہماری قوم نے اللہ کے سوا معبود بنائے ہیں...... ان سے زیادہ ظالم کوئی اورنہیں۔

﴿وَ اِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗۤا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَ يُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ﴿١٦﴾﴾ (سورة الكهف: 16)

''اور جب تم ان مشرکوں سے اور جن کی اللہ کے سوا عبادت کرتے ہیں ان سے کنارہ کرلیا ہے تو غار میں چل رہو۔ تمھارا پروردگار تمھارے لئے اپنی رحمت وسیع کردے گا اور تمھارے کاموں میں آسانی کے سامان مہیا کرے گا۔''

شرک کی بیماری کی علامت اور بدبختی کے اخیر مقام کو یوں واضح کیا گیا:

☆...... ﴿وَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَ اِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ﴾ (الزمر: 45)

''اور جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے اکیلے تو وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل (وحدانیت کے تذکرے سے) بیٹھنے لگ جاتے ہیں۔ اور جب اللہ کے ساتھ دیگر لوگوں کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے چہرے کھل اٹھتے ہیں۔''

مذکورہ کیفیت یعنی خدائے واحد کے تذکرے سے ناگواری ہونا، جبکہ اللہ کے ذکر کے ساتھ مخلوق کو شامل کرنے سے کھل اُٹھنا...... یہ آخرت پر ایمان کے اقرار کے ساتھ ہو یا بغیر بیماری تو لگ چکی۔ اگر واقعتاً حقیقی ایمان ہو تو زندگی کی اولین ترجیح ہی شرک کو سمجھنا اور اس سے بچنا ہو جاتی ہے۔

یاد رکھیں! بلندی اللہ کی یاد اور اس کے ساتھ تعلق سے ملتی ہے نہ کہ اللہ کو پس پشت ڈال کر مخلوقات کے ساتھ تمسک میں۔ ولی اللہ تو وہ ہوتے ہیں جو اللہ کے ساتھ جوڑتے ہیں نہ کہ اللہ سے ہٹا کر اپنے ساتھ۔!

تاہم

مخلوقات سے شرک سے پاک درج ذیل درست تعلق ہونا چاہئے:

(۱) اللہ کی خاطر دوستی، محبت۔ (۲) اعتدال کے ساتھ ان کی یاد، تذکرہ۔ (۳) ان کا ادب واحترام۔ (۴) خدمت وتعاون۔

مزید یقین کے لیے اس ضمن میں درج ذیل احادیث بھی ملاحظہ کر لیں:

نبی کریم ﷺ ہر موقع پر اپنے رب کو یاد کرتے: صبح وشام، نماز میں، نماز کے علاوہ، گھر میں داخل ہوتے وقت، باہر نکلتے وقت، سفر میں، بازار میں، کھانا کھاتے وقت، لباس اُتارتے، پہنتے وقت...... ہر جگہ رب کی یاد سے تروتازہ رہتے، آپ ﷺ نے فرمایا:

۱۔ ''جو شخص اپنے رب کو یاد کرتا ہے وہ زندہ کی مانند ہے اور جو ذکر نہیں کرتا وہ مردہ کی مانند ہے۔'' ❶

۲۔ ''شیطان ابن آدم کے دل کے ساتھ چمٹا رہتا ہے، جب وہ اللہ کو یاد کرتا ہے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب وہ غافل ہوتا ہے تو وسوسہ اندازی کرتا ہے۔'' ❷

۳۔ ''جن مجلسوں میں اللہ کا ذکر نہ ہوگا وہ مجلسیں بروز قیامت باعث حسرت ہوں گی۔'' ❸

۴۔ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو ایک موقع پر فرمایا: ہر نماز کے بعد یہ کلمات ترک نہ کرنا:

((اللّٰهم اعنى على ذكرك و شكرك وحسن عبادتك .)) ❹

''اے اللہ میری مدد فرما اپنی یاد اپنے شکر پر اور بہترین خالص عبادت پر۔''

۵۔ ''حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی خدمت کرتے...... ایک دن آپ ﷺ نے فرمایا: جو مانگنا چاہتے ہو مجھ سے مانگ لو، حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: جنت میں آپ ﷺ کے ساتھ کا سوال کرتا ہوں کسی اور چیز کا مطالبہ نہیں، بس یہی، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: تو اپنی ذات کے لیے کثرت سجود سے میری مدد کر۔'' ❺

یعنی اس مقام کو پانے کے لیے اللہ کی بارگاہ میں کثرت سے سجدے کر۔

۶۔ ''سب سے افضل مال ذکر کرنے والی زبان، قلب شاکر اور مومنہ شریک حیات جو اس کے ایمان کی بابت معاونت کرے۔'' ❻

۷۔ ''چار کلمے (سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر) کہنا (یعنی ان کا اقرار کرنا) مجھے پوری کائنات سے زیادہ محبوب ہیں۔'' ❼

---

❶ بخاری: 6407، مسلم.
❷ بخاری: 4977.
❸ ابو دائود: 4855.
❹ ابو دائود: 1522.
❺ مسلم: 489.
❻ ترمذی: 3094.
❼ مسلم: 6847.

۸۔ ''اے اللہ ہم نے تیری ہی توفیق سے صبح کی اور تیری ہی توفیق سے شام کی، تیری ہی توفیق سے زندہ ہیں، اور تیری ہی توفیق سے مریں گے اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے...... یہی شام کے وقت۔'' [1]

۹۔ ''اے اللہ میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کر دیا۔ میں تجھ پر ایمان لایا۔ میں نے تجھ پر ہی بھروسہ کیا۔ تیری ہی طرف میں نے رجوع کیا اور تیری وجہ سے ہی میں نے (دین کے دشمنوں) سے جھگڑا کیا۔ اے اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تیرے غلبے کے ذریعے سے میں پناہ مانگتا ہوں، اس بات سے کہ تو مجھے سیدھے راستے سے بھٹکا دے۔ تو زندہ ہے جسے موت نہیں آئے گی، جبکہ تمام جن و انس مر جائیں گے۔'' [2]

توحید پر ابلیس فوراً یہ کہتا ہے کہ ولیوں سے دوری بدنصیبی ہے۔ سوچنے کی بات ہے وہ خالق جس نے ولیوں سمیت ارض و سماوات کو پیدا کیا، اس سے دور ہونا کیا بدنصیبی نہ ہوگا۔!

مخلوقات میں سے سب سے زیادہ پکارے جانے والی شخصیت (شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ) کی اپنی تعلیم یہ ہے:

فتوح الغیب، مقالہ-62:

''تو اس کی طرف دیکھ جو تجھے دیکھتا ہے، اس کی طرف متوجہ ہو جو تیری طرف متوجہ ہے، اپنا ہاتھ اسے دے جو تجھے گرنے سے بچاتا ہے...... یہ عادت کب تک، مخلوق کب تک، خواہش کب تک، سرکشی کب تک، اللہ جل جلالہ کے غیر کب تک؟ اشیاء کے خالق سے کدھر منہ اٹھا کر جاتا ہے؟''

الفتح الربانی:13:

''بہادر وہی ہے جس نے اپنے قلب کو ماسوا اللہ جل جلالہ سے پاک کر لیا اور قلب کے دروازے پر توحید کی تلوار اور شریعت کی شمشیر لے کر کھڑا ہو گیا کہ

---

[1] ترمذی: 3391. [2] بخاری: 7383، مسلم.

مخلوقات میں سے کسی کو بھی اس میں داخل نہیں ہونے دیتا......شریعت اس کے ظاہر کو مہذب کرتی ہے اور توحید اس کے باطن کو۔''

اللہ تعالیٰ ہمیں موت سے قبل جلد از جلد حقیقت تسلیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

شرک کیا ہے؟:

اب اس کے بعد اگلی بات یہ ہے کہ شرک کیا ہے؟ تا کہ اس سے بچا جائے۔ چونکہ یہ قرآن کا بہت بڑا ٹاپک ہے، اس کی اعتدال پر مبنی تفصیل ہم نے درج ذیل تحاریر میں قلمبند کی ہے، ہمارے ای میل (khidmat777@gmail.com) کے ذریعے یہ منگوائی جاسکتی ہیں:

تحریر نمبر ۱: ''راہ فلاح کی عظیم گھاٹیاں'' [نجات کی راہ میں تین ضروری گھاٹیوں کا مختصر بیان]

تحریر نمبر ۶: ''پیارے رسول ﷺ کا سیدھا راستہ'' [مذکورہ موضوع پر ضروری دلائل کے واضح بیان پر مشتمل اہم تحریر]

تحریر نمبر ۷: ''صراطِ مستقیم کی حقیقت اور جنت کا راستہ'' [نجاست شرک کی پہچان اور مسلمانوں کے باہمی اختلافات کا اعتدال پر مبنی حل]

تاہم خلاصے کے طور پر چند ضروری نکات ملاحظہ فرمالیں:

خلاصہ

توحید و شرک:

۱۔ مقصد تخلیق، غایت بعثت انبیاء علیہم السلام شرک سے بچانا اور اللہ کی وحدانیت پر لانے کی محنت کرنا ہے۔

۲۔ توحید ہی انسان کی سب سے بڑی متاع ہے، اسی فطرت پر انسان کو پیدا کیا گیا ہے۔ پھر ماحول کی آلودگی انسان سے یہ نعمت عظمہ چھیننے کا باعث بنتی ہے۔

۳۔ توحید کے برعکس شراکت سب سے بڑا گناہ ہے جو اللہ جل جلالہٗ کے لیے ناقابلِ برداشت ہے۔ اِس جرم کا مرتکب خدانخواستہ بغیر توبہ فوت ہوگیا تو نہ تو اللہ جل جلالہٗ اسے معاف کرے گا اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ اُس کے لیے اللہ جل جلالہٗ کی بارگاہ میں شفاعت کریں گے۔

۴۔ شیطان کا اولین ہدف توحید سے دور کر کے شراکت میں مبتلا کرنا ہے۔جس پر وہ پوری قوت سے حملہ آور ہے،اس کے لئے وہ سب حربے اور چالیں استعمال کرتا ہے۔

۵۔ تعلیمات الٰہی میں جو احکام بیان ہوئے ہیں انھیں تسلیم کرنے سے دل میں ناگواری ہونا کفر کی علامت ہے اور ان احکامات کو بخوشی تسلیم کرنے کی بجائے اپنا نقطہ نظر مسلط کرتے ہوئے ان کی غلط تاویل کرنا اللہ تعالیٰ کے مدّ مقابل آنے کے مترادف ہے جو کہ بہت بڑا شرک ہے۔مزید یہ کہ یہ تکبر کا سب سے بڑا درجہ ہے۔ اِس ظلم میں ملوث ہوتے ہی اللہ جل جلالہٗ انسان کی ہدایت سلب فرما لیتے ہیں اور دِل کو ٹیڑھا کر دیتے ہیں۔

۶۔ کلمہ گو بھی شرک کا ارتکاب کر سکتا ہے۔قرآن مجید کی رُو سے اکثر لوگ ایمان لانے کے باوجود بھی شرک کرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے اُمت مسلمہ (سوائے ایک گروہ) کے شرک میں ملوث ہونے کی پیشگی خبر دی ہے۔

۷۔ قرآن کی محکم آیات کی بجائے متشابہات آیات کے پیچھے پڑنا اور صحیح کی بجائے موضوع اور ضعیف احادیث کو پکڑنا گمراہی کی بنیادی وجہ ہے اور ایسا کرنے والے کو اللہ نے فتنہ انگیز قرار دیا ہے۔

۸۔ اللہ جل جلالہٗ کی ذات وصفات کے سوا مخلوقات میں سے کسی بھی چیز کو اللہ جل جلالہٗ کی ذات کا حصہ سمجھنا شرک فی الذات ہے۔

۹۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے، اللہ کی محبت اور اس کے قرب کے اعتبار سے اس کے ساتھ

ہیں اور حزب اللہ ہیں، لیکن اس کے ساتھ شراکت کے اعتبار سے من دون اللہ میں شامل ہیں۔اس اعتبار سے اللہ کی ذات وصفات کے سوا ہر چیز من دون اللہ یامن دونہٖ میں شامل ہے۔

۱۰۔ اللہ کی وہ دو بنیادی صفات جن کی بنا پر الوہیت کا دعویٰ کیا گیا ہے، وہ عالم الغیب اور مختار کل ہیں۔ ہر وقت کائنات کی ہر چیز کا علم ہونا اللہ جل جلالہٗ کی صفت ہے اور یہ تفصیلی اور محیط کلی ہے۔مخلوقات کے بارے میں ایسا عقیدہ رکھنا خدا کی صفت علم اور الوہیت میں شراکت شمار ہوگا۔

۱۱۔ معجزہ یا کرامت وغیرہ اللہ جل جلالہٗ کے مشیت وارادہ سے ظہور میں آتے ہیں جن کا ذریعہ مخلوقات بنتی ہیں۔اپنے کسب یا محنت سے انسان مافوق امور میں عمل دخل نہیں کرسکتا۔

۱۲۔ یہ عقیدہ کہ جس پر کلمہ عذاب صادق آچکا ہو، جس پر دفع لگ چکی ہو یا جسے اللہ نہ بخشنا چاہے، اُسے شفاعت سے چھڑا لیا جائے گا، عین شرک ہے۔

۱۳۔ شرکیہ افعال وعقائد کوکسی بھی عقیدہ سے بجالانا جیسے ذاتی وعطائی، مستقل بالذات وغیرہ کی تفریق کرنے کے باوجود وہ بھی شرکیہ ہی رہیں گے۔

۱۴۔ مخلوق کورب کے برابر ٹھہرانے کی بجائے کسی ایک صفت میں بھی شراکت کرنا رب بنانا تصور ہوگا۔

۱۵۔ بغیر ظاہری اسباب کے جوہستی آپ کے سامنے موجود نہ ہو اُسے مشکل ومصیبت کے رفع کے لیے پکارنا ''عبادت'' میں داخل ہے جو کہ صرف اللہ جل جلالہٗ کا حق ہے۔ یہ بنیادی شرک تھا جس میں سابقہ مشرکین ملوث تھے جو کثرت سے قرآن مجید میں بیان ہوا۔

۱۶۔ مشرکین مکہ اپنے معبودوں کے اختیارات اللہ جل جلالہٗ کی طرف سے عطائی تسلیم کرتے تھے، اُنھیں مستقل بالذات نہیں سمجھتے تھے اور جب بھی کسی بڑی مصیبت میں پھنستے تو وہ

کافر ہوتے ہوئے بھی خالص اعتقاد کے ساتھ صرف ایک اللہ جل جلالہٗ کو پکارتے تھے:

﴿وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾

(لقمان، آیت:32)

''اور جب چھا جاتیں ان پر موج سائبانوں کی طرح تو پھر (صرف) پکارتے اللہ کو خالص کرتے ہوئے اپنا دین (اطاعت)۔''

۱۷۔ جن صالحین کو اللہ کے سوا پکارا جاتا ہے، وہ بروز قیامت پکارنے والوں کے دشمن ہو جائیں گے۔

﴿وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ﴾

(الاحقاف: 6)

''اور جب حشر برپا ہوگا انسانوں پر تو یہ لوگ (جن کو پکارا جاتا تھا) ان کے دشمن ہوجائیں گے اور ان کی عبادت کا انکار کریں گے۔''

۱۸۔ قبروں کا احترام کرنا، قبر پر پاؤں نہ رکھنا، قبرستان جانا، اہل قبور کی بخشش و رحمت اور سلامتی کی دعا کرنا پسندیدہ عمل ہے۔ جبکہ قبروں کو پکا کرنے، ایک بالشت سے اونچا بنانے، اُن پر کسی بھی قسم کی عمارت بنانے، چراغ جلانے، اُنھیں عبادت گاہ بنانے کی ہمارے پیارے رسول ﷺ نے سخت ممانعت کی ہے۔ نیز اہلِ قبور سے حاجت روائی کرنا، یا اُن سے مدد طلب کرنا، یا اُن کو اپنا مشکل کشا ماننا شرک ہے۔

۱۹۔ قرآن وسنت کے احکامات کے خلاف کسی کی بھی پیروی کرنا شرک فی الاطاعت ہے، اگر حلال وحرام میں ایسا کیا تو گویا اُسے رب بنا لیا۔ بغیر دلیل کسی غیر نبی کی بات تسلیم کرنا شرک فی الاطاعت کے ارتکاب کی بنیادی وجہ ہے۔

۲۰۔ خواہشِ نفس، یا کوئی بھی اَیسی چیز جو اللہ جل جلالہٗ کے بڑے بڑے احکامات کے رستے میں رکاوٹ بن جائے اُسے مستقل طور پر اپنا لینا شرک ہوگا۔

۲۱۔ شرعی دم وغیرہ جائز و مستحسن ہے، تعویذات کے استعمال سے گریز کرنا بہتر ہے، منکے، دھاگے اور گھونگے وغیرہ پہننا سخت ممنوع ہے کیونکہ یہ بالآخر شرک کا سبب بنتے ہیں۔

۲۲۔ بروز قیامت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محاسبہ قرآن کی بنیاد پر ہوگا کسی اور چیز (کرشموں، کرامات، شکل وصورت، نورانیت، بیماریوں سے شفایابی......) کو دلیل نہ بنایا جاسکے گا۔

۲۳۔ جو لوگ اللہ و رسول ﷺ کے راستے کو نہ اپنائیں، تعلیمات الٰہی کو بنیاد بنانے کی بجائے عقل کو عاجز کر دینے والے امور کی طلب کریں اور انہیں بنیاد بنائیں یا حق واضح ہو جانے پر بھی اُسے قبول نہ کریں تو اللہ جل جلالہٗ بطور تدبیر ان کی عقل سلب فرمالیتا ہے اور اُنھیں شیاطین کے سپرد کر دیتا ہے۔

۲۴۔ شہداء اور انبیاء کرام علیہم السلام برزخی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں، لیکن وہ ایسی زندگی نہیں جیسی موت سے قبل تھی اور نہ قیامت کے دن کی زندگی ہے۔ بلکہ قبر کی زندگی ایسی ہے جس کی حقیقت و کیفیت اللہ جل جلالہٗ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور ہمیں اُن کو پکارنے کی اجازت قطعاً نہیں دی گئی اور ایسا کرنا کھلا شرک ہوگا۔

۲۵۔ نذر و منت مالی عبادت ہے جو صرف خالق کا حق ہے۔

اپنے مال و جائیداد، زمین کی پیداوار اور جانوروں میں سے حصہ نکالنا نذر و نیاز کہلاتا ہے۔ اسی طرح یہ کہنا کہ میرا فلاں کام ہو جائے تو اللہ جل جلالہٗ کے لیے دیگ وغیرہ اتاروں گا اسے منت یا نذر کہتے ہیں۔ انہیں مخلوق کی طرف منسوب کرنا شرک ہے۔

ان باتوں کو بہت کم لوگ تسلیم کریں گے، اپنا نام ان خوش نصیبوں کی فہرست میں لکھوا کر دنیا و آخرت میں قابل رشک بن جائیں۔

باب ٦

(4)......رسالت کی بجائے آبا پرستی

کلمے کا دوسرا حصہ رسالت کا متقاضی ہے:

"محمد رسول اللّٰہ" یعنی جناب حضرت محمد ﷺ کو اللہ کا رسول ماننا۔ وہ مینارہ نور جو توحید، آخرت سمیت پورے دین کے لیے روشنی فراہم کرتا اور اس پر گامزن ہونے کے لیے بطور نمونہ یا اسوہ رہنمائی فراہم کرتا ہے وہ ''رسالت'' ہے۔ ''رسالت'' کو کما حقہ سمجھے اور اسے تسلیم کئے بغیر صراط مستقیم پر گامزن ہونا ممکن نہیں۔ گویا ''رسالت'' کے ذریعے سے ہی صراطِ مستقیم کی تکمیل ہوتی ہے۔ رسولوں کے مخالف آبا پرستی (علماء، اکابرین، بزرگان دین، پیر حضرات......فرقے، مسالک، گروہ......کی بلا دلیل اندھی تقلید) ہے۔

رسالت پر اصطلاحات:

چیزیں اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہیں، دن کا تصور رات کے ساتھ، روشنی کا اندھیرے کے ساتھ۔ خوشی کا غمی کے ساتھ......اسی طرح رسالت کی ضد سے آگاہی رسالت پر گامزن ہونے میں معاون ہوسکتی ہے۔ قرآن حکیم نے اس ضمن میں مختلف اصطلاحات استعمال کی ہیں۔ ایک جگہ رسالت کے مقابلے میں یعنی اس کی ضد کے لیے ''آبا پرستی'' کی اصطلاح استعمال کی ہے، جیسا کہ فرمایا:

﴿وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَ لَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝۱۰۴﴾

(المائدہ: 5: 104)

''جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس کی طرف جو نازل کیا اللہ نے اپنے رسول کی طرف۔ تو کہتے ہیں کافی ہے ہم کو وہ پایا ہے جس پر ہم نے اپنے آباؤ اجداد

کو۔ کیا بھلا ان کے آباؤ اجداد کچھ علم نہ رکھتے ہوں اور ہدایت پر نہ ہوں تب بھی؟''

یعنی بصیرت اور دلیل کی بنا پر آبا کی مشروط پیروی تو درست ہے ،لیکن دین میں اندھا دھند غیر مشروط پیروی انبیاء علیہم السلام کی ناقدری، ہے، جس پر الاماشاء اللہ اکثریت کاربند ہے۔

اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شرک اور گمراہی کے مقابلے میں یہی تعلیم دی کہ:

((واترکوا مایقول اٰباوکم .)) [1]

''جو تمھارے باپ دادا کہتے اور کرتے رہے ہیں اسے چھوڑ دو۔''

مزید یہ کہ:

- سورۃ :(الاحزاب: 66) میں رسالت کے مقابلے میں سردار، لیڈرز، بزرگ حضرات کا ذکر کیا گیا۔
- سورۃ (الفرقان: 27-30) میں رسالت کے مقابلے میں دوست احباب کا۔
- سورۃ (التوبہ: 31) میں رسالت کے مقابلے میں مذہبی پیشوا: علماء و مشائخ، امام حضرات کا۔

گویا رسالت کی ضد کی جامع اصطلاح شخصیت پرستی ہے جو درج ذیل چیزوں کو محیط ہے:

(۱)...... لیڈرز، سردار، باس، اہل حکام، دوست احباب

(۲)...... مذہبی پیشوا: علماء و مشائخ، امام، پیر حضرات

(۳)...... والدین، کنبہ قبیلہ

(٤)...... پیدائشی مسلک، گروہ، فرقہ، جماعتیں

(۵)...... اپنی خواہش نفس کی اندھا دھند پیروی

دینی رہنماؤں سے دشمنی نہیں بلکہ ان کی قدر دانی کرنی ہے، ان کا ادب ہے، احترام ہے،

[1] صحیح بخاری: 7، صحیح مسلم: 1773.

محبت ہے...... لیکن ان کی غیر مشروط اندھا دھند پیروی رسالت کی ضد ہوگی جس سے بچنا ہے۔

اسی طرح سنت کی ضد "بدعت" ہے، جس سے نبی کریم ﷺ نے بہت سختی سے منع فرمایا ہے۔

ہر ہر بات میں، رسول ﷺ (یعنی قرآن وسنت) کو مشعل راہ بنانا ہدایت ونجات کی راہ جبکہ رسولوں (علیہم السلام) کی تعلیمات سے بے نیاز ہو کر دین میں دیگر لوگوں کی اندھا دھند (بغیر دلیل اور بغیر سوچے سمجھے) پیروی خسارے کی راہ ہے۔ کیونکہ حقیقت میں یہ انبیاء علیہم السلام کی ناقدری ہے۔ شیطان کی کامیابی رسولوں سے ہٹا کر اندھا دھند لوگوں کی پیروی کروانے میں ہے۔ اس ضمن میں بھی اکثریت شیطان کی ہی پیروی کرے گی، بہت کم خوش نصیب ہوں گے جو پختگی سے رسول ﷺ کے اسوہ کو مضبوطی سے تھامیں گے۔

رسالت کے ضمن میں جتنے بھی تقاضے ہیں: (۱) تمام مخلوقات حتیٰ کہ اپنی جان سے بھی زیادہ نبی کریم ﷺ سے محبت ہونا۔ (۲) دل وجان سے آپ ﷺ کا ادب، احترام، عزت وتوقیر کو ملحوظ رکھنا۔ (۳) محبت کے ساتھ آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجنا...... یہ سب اس لیے ہیں کہ خوش دلی سے آپ ﷺ کی اطاعت واتباع کی جائے۔ اپنی سوچ، خواہش نفس، مسالک، گروہ، فرقے، شخصیات، امام، پیر حضرات...... سب کو آپ ﷺ کے تابع کر دیا جائے جو کہ نہیں ہیں (الا ماشاء اللہ)۔ جس طرح ابلیس کو قرآن کی رسمی تلاوت، اسے چومنے سے کوئی بڑا مسئلہ نہیں، بلکہ ابلیس کو اصل تکلیف قرآن کو سمجھنے، اسے ماننے اور اس پر عمل پیرا ہونے پر ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ کے اسم گرامی کو چومنے، آپ ﷺ کے نام پر آنسو بہانے سے ابلیس کو زیادہ مسئلہ نہیں بلکہ اسے بڑی تکلیف آپ ﷺ کی تعلیمات کو تسلیم کرنے پر ہے۔ تاہم قانون کے دائرے میں تعظیم وتوقیر اور ادب واحترام بھی انتہائی ضروری ہے، جسے ہر صورت ملحوظ رکھنا ہے۔

ابلیس نے لوگوں کو رسالت سے ہٹا کر آباپرستی کے شکنجے میں جکڑنے کے لیے درج ذیل مضبوط عقلی نکات اٹھائے ہیں:

۱۔ کسی بھی شعبہ کی رہنمائی کے لیے اس شعبہ کے ماہر کے پاس جانا ضروری ہوتا ہے

جیسے: دوائی کے لیے ڈاکٹر کے پاس، نفسیات کے لیے ماہر نفسیات...... اسی طرح دین کے لیے دین کے ماہرین ائمہ مجتہدین کی تقلید کے بغیر گزارہ نہیں۔ خود دین سیکھنے کا نتیجہ گمراہی کے سوا کچھ نہیں۔

۲۔ ہمارے مسلک کے اتنے بڑے بڑے جید اور بلند مرتبہ بزرگ علماء و اولیاء حضرات نے کیا قرآن وسنت نہ پڑھا تھا......؟ کون سی بات ہے جو ان سے چھپی رہ گئی ہو؟ کیا تم ان سے بڑے عالم ہو......؟ کیا تم نے ان سے زیادہ قرآن پڑھا ہے......؟ وغیرہ وغیرہ۔

۳۔ ''جب ہمارے اکابرین بزرگ حضرات کی بات میں شک و شبہ اور غلطی کا امکان ہی موجود نہیں تو خواہ مخواہ قرآن وسنت پر پرکھ کر ان میں عیب کیوں تلاش کئے جائیں......؟ ایسا کرنا اولیاء و علماء کی شان میں تنقیص کرنا شمار ہوگا جو کہ بدبختی کی علامت ہے...... وغیرہ وغیرہ۔''

ظاہر ہے شیطان کے اس فریب میں بڑا وزن ہے، عام انسان کے لیے اس تسلی پر قرآن وسنت سے منہ موڑنا نہایت آسان ہو جاتا ہے۔

ازالہ: اس شیطانی فریب سے نجات کے لیے انتہائی اختصار کے ساتھ پہلے عقلی بنیاد پر چند ضروری باتیں پیش خدمت ہیں، اس کے بعد دلائل سے شیطانی فریب کو واضح کیا جائے گا۔

۱۔ یہ دلیل صرف کسی ایک گروہ کے پسندیدہ مسلک و اکابرین کے لیے ہی نہیں بلکہ سب کے لیے قابل قبول ہونی چاہئے۔ جسکا نتیجہ یہ نکلے گا کہ سب مسالک: بریلوی، دیوبندی، اہلحدیث، شیعہ......حق پر ثابت ہو جائیں گے۔ تو کیا اب الگ الگ مساجد و مسالک کا جواز باقی رہ جائے گا......؟

۲۔ اللہ و رسول ﷺ نے راہ ہدایت کا معیار بعد کے لوگوں کی بجائے: ''قرآن''، ''سنت (جو صرف صحیح احادیث سے ماخوذ ہو)'' اور ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم'' کے اجماعی راستے کو بتلایا ہے۔ کیا اس معیار سے اعراض کرتے ہوئے کوئی اور معیار بنانا اللہ و

رسول ﷺ کی ناقدری اور نافرمانی نہیں ہوگی......؟

۳۔ اگر ہمارے بزرگوں نے قرآن و سنت کو معیار بنایا ہے(جو کہ اچھی بات ہے) تو ہمیں بھی بزرگوں کی بجائے قرآن وسنت کو ہی معیار بنانے کا حکم دیا گیا ہے۔ہم سب کا قرآن وسنت کی بابت محاسبہ ہوگا نہ کہ بزرگوں کو معیار یا عدم معیار بنانے پر۔

۴۔ دین سیکھنے کے لیے استاد کے پاس جانا ضروری ہے،لیکن اللہ کا حکم یہ ہے کہ دین میں معیار اور نمونہ کوئی ڈاکٹر، امام نہیں بلکہ رسول ہوں گے۔ ہر ایک کی بات قرآن وسنت کی شرط پر مانی جائے گی۔ جس کے لئے قرآن و سنت کی تعلیمات سے آگاہی ضروری ہے۔

۵۔ دو قسم کے احکام ہیں، ایک وہ احکام جن پر واضح نص (آیات واحادیث) موجود ہیں،ان میں تقلید نہیں کی جائے گی۔ ہاں بات کو سمجھنے کے لیے اہل علم سے استفادہ ضرور کریں۔لیکن یہاں بھی اندھا دھند تقلید ہی کی جارہی ہے۔ دوسرے وہ احکام ہیں جو جدید مسائل پر مبنی ہیں،جن پر واضح نص موجود نہیں۔ ان میں اجتہاد ہوگا،جس کے لئے کسی مجتہد کی رائے سے استفادہ کرنا پڑتا ہے۔لیکن اندھی و جامد تقلید کی یہاں بھی گنجائش نہیں۔

عقلی وضاحت کے بعد اب ہم اس ضمن میں دیکھتے ہیں کہ قرآن وسنت ہمیں کس راہ کی رہنمائی کرتا ہے۔ رسالت سے ہٹنے سے انسان گمراہی کا شکار ہو کر شیطان کا لقمہ بن جاتا ہے، اس لیے قرآن حکیم میں بہت کثرت سے (اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول) یعنی اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کا ذکر ہے کہ کہیں انسان شیطان کے دھوکے میں نہ آجائے۔ بات کو سمجھنے کے لئے چند آیات ملاحظہ کریں۔

☆...... ﴿اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ لَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝۳﴾ (الاعراف۔ آیت:3)

''تم پیروی کرو اس کی جو تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے اور نہ پیروی کرو اس کے علاوہ دوسرے دوستوں کی، تم لوگ بہت ہی کم نصیحت حاصل کرتے ہو۔''

☆...... ﴿وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا﴾ (النور۔ آیت:54)

''اور اگر تم رسول کی اطاعت کرو گے تو ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے۔''

☆...... ﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾

(الحشر۔ آیت:7)

''اور جو رسول تمھیں دے وہ لے لو اور جس سے منع کرے اس سے رُک جاؤ۔''

نبی کریم ﷺ کے ساتھ محبت وابستگی کو آپ ﷺ کی پیروی کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے:

☆...... ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٣١﴾ (آل عمران:31)

''(اے نبی) فرما دیجیے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمھارے گناہ بخش دے گا اور اللہ تو بہت بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے''۔

یعنی محبت کی تصدیق اتباع سے ہوگی، اگر اتباع نہیں تو محبت نہیں بلکہ محض ایک دھوکا ہے۔اس سے اگلی آیت میں بات کو سختی فرما کر متنبہ کر دیا:

☆...... ﴿قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝٣٢﴾

(آل عمران:32)

''فرما دیجیے اللہ و رسول کی اطاعت کرو اور اگر تم (اطاعت سے) منہ پھیر لو تو یقیناً اللہ ایسے کافروں کو پسند نہیں کرتا۔''

مزید تنبیہ فرما دی:

☆...... ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا

﴿يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (النساء:65)

''تیرے رب کی قسم لوگ اس وقت تک ایمان والے نہیں ہو سکتے جب تک اپنے باہمی اختلافات میں آپ کو حاکم تسلیم نہ کرلیں پھر آپ کے فیصلوں پر دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور اسے سر بسر تسلیم کریں۔''

نبی کریم ﷺ نے بھی یہی فرمایا:

((لا یومن احدکم حتیٰ یکون هواہ تبعاً لما جئت به)) [1]

''تم میں سے کوئی بھی مومن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ اس کی خواہش نفس اس چیز کے تابع نہ ہوجائے جو میں لے کر آیا ہوں۔''

انتہائی سخت انداز:

شیطان سے بچانے کے لیے انتہائی سخت انداز اپنایا گیا تاکہ انسان غلط فہمی کا شکار نہ ہوجائے، لیکن اس کے باوجود بھی ابلیس کامیاب ہوگیا:

☆...... ''جب فرمانبرداری کرنے والے لوگ اپنے فرمانبرداروں سے بیزار ہوں گے، عذاب سامنے دکھائی دے رہا ہوگا اور آپس کے تعلقات منقطع ہو جائیں گے۔ فرمانبردار کہیں گے کہ ہائے افسوس؛ اگر ایک بار ہمیں دنیا میں جانے دیا جائے تو ہم بھی ان لوگوں سے یوں ہی بیزار ہوں گے جس طرح یہ آج ہم سے بیزار ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ان کو ان کے کرتوت دکھائے گا اور ان کے دلوں میں حسرت رہے گی اور وہ آگ سے کسی طور پر نکل نہ سکیں گے۔''

(سورہ البقرہ: 167-166)

کوئی بھی ایسی سنگت جو توحید، رسالت سے دور کرنے سمیت دیگر گناہوں کا باعث بنی ہوگی، اس کے بارے میں انسان کہے گا:

☆...... ﴿يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَ اَطَعْنَا

[1] شرح السنه، کتاب الایمان.

الرَّسُوْلَا ﴿۶۶﴾ وَ قَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ كُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿۶۷﴾ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَ الْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿۶۸﴾﴾ (الاحزاب: 66 - 68)

''جب لوگوں کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کئے جائیں گے،اس وقت وہ کہیں گے ہائے کاش ہم نے پیروی کی ہوتی اللہ کی اور رسول کی۔ اور وہ کہیں گے کہ ہم نے تو پیروی اختیار کی اپنے سرداروں کی اور اپنے بزرگوں کی تو انہوں نے ہمیں راستے سے پھسلا دیا۔ اے ہمارے رب انہیں دگنا عذاب دے اور ان پر سب سے بڑی لعنت کر۔''

☆...... ﴿وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۲۹﴾﴾ (حم السجدہ: 29:41)

''اور کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے انکار کیا تھا اے ہمارے رب دکھا ہمیں وہ لوگ جن و انس میں سے جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا،انہیں ہم اپنے پاؤں تلے روند ڈالیں تا کہ وہ ہو جائیں جہنم میں سب سے نچلے درجے میں۔''

☆...... ﴿وَ يَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ﴿۲۷﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿۲۸﴾﴾ (الفرقان: 25:27-28)

''اور جس دن ظالم شخص اپنے ہاتھ کاٹ کر کھائے گا،اور وہ کہے گا ہائے کاش میں نے پکڑا ہوتا راستہ رسول کے ساتھ۔ ہائے کاش میں فلاں کو دوست نہ بناتا۔''

یعنی دنیا میں کوئی بھی شخصیت جو کفر، شرک،توحید سے دوری، رسالت کی بجائے اندھی و جامد تقلید، سنت کی بجائے بدعات سمیت دیگر گناہوں کا باعث بنی ہوگی تو لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔ اگر بچنا چاہتے ہیں تو سب کو اللہ و رسول ﷺ کے نیچے کر لیں (جو کہ الا ماشاء اللہ ہم نے نہیں کیا ہوا)۔

غیر نبی کی پیروی کا جواز:

دین کی اصل تو اللہ و رسول ﷺ کی پیروی ہی ہے، لیکن بطور جواز غیر نبی کی مشروط

پیروی کی اجازت دی گئی ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۖ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿59﴾ ﴾ (سورۃ النساء آیت:59)

''اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور تم میں سے جو حاکم ہو اسکی۔ اگر تمھارے (حاکم اور عوام کے) درمیان کوئی اختلاف ہو جائے تو اسے لوٹا دو اللہ اور رسول کی طرف اگر تم (واقعی) اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ طرز عمل خیر والا اور اچھے انجام والا ہے۔''

غیر نبی کی پیروی کا یہ بالکل عام فہم اصول ہے کہ غیر نبی کو حرف آخر نہ سمجھا جائے، اس سے خطا واقع ہوسکتی ہے وہ نبی نہیں ہے۔ لہٰذا خطا کے امکان کے ساتھ اس کی پیروی کرتے ہوئے قرآن وسنت کو پیش نظر رکھا جائے اور جب بھی معلوم ہو کہ ہمارے امام کی بات قرآن وسنت سے مطابقت نہیں رکھتی تو فوراً قرآن وسنت کی طرف پلٹ جائیں۔ لیکن یہ تو صرف بات کی حد تک ہے۔ الا ماشاء اللہ اس طرح کون کرتا ہے۔

اہل علم حضرات، امام، ولی، عالم، امیر، بادشاہ، مرشد، والد، والدہ، شوہر وغیرہ کی اطاعت فی نفسہ ممنوع نہیں بلکہ اصول یہ ہے کہ:

((لا طاعت فی معصیة ، انما الطاعت فی المعروف .)) [1]

''معصیت اور نافرمانی میں کسی کی کوئی اطاعت نہیں، اطاعت صرف اور صرف معروف (شریعت کے مطابق امور) میں ہوسکتی ہے۔''

پیروی معروف میں ہو رہی ہے یا غیر معروف میں، اسے جاننے کے لیے قرآن وسنت کے دلائل سے آگاہی ناگزیر ہے۔ اس کے بغیر کیسے معلوم ہوگا کہ پیروی کیسی ہو رہی ہے۔؟

---

[1] صحیح بخاری، کتاب اخبار الاحاد.

اصل کو پس پشت جبکہ جواز کو اصل بنانا:

لوگوں کی صورت حال یہ ہے کہ دین کی اصل اللہ و رسول ﷺ کی پیروی تھی، جس کی اہمیت خالق نے ہر طرح سے بیان کردی۔ اس کے باوجود بھی ابلیس کامیاب ہے۔ اس نے اصل کو پس پشت ڈلوادیا ہے جبکہ غیر نبی کی مشروط پیروی کے جواز کو اصل بنادیا ہے۔ ہزار دلیلیں دی جائیں لوگ اپنے اپنے پسندیدہ مسالک، فرقے، اماموں کی اندھی و جامد تقلید سے ہٹنے کو تیار نہیں۔

اگر اعتدال سے کام لیا جاتا!

اگر اعتدال سے کام لیتے ہوئے خدا ورسول ﷺ کی بات کو سب پر ترجیح دیتے ہوئے شخصیات کی پیروی کی جاتی تو حرج نہ تھا۔ لیکن اکثریت (بالخصوص برصغیر پاک و ہند) کی صورت حال افسوسناک ہے۔ لوگوں کو کلامِ الٰہی کی آیات دکھا دیں یا رسول اللہ ﷺ کے فرامین، وہ ٹس سے مَس نہیں ہوتے۔ ہاں اگر ان کے کسی عالم کا قول بتلائیں تو فوراً تسلیم کرلیں گے۔ اس طرزِ عمل کو بروز قیامت نہ تو آئمہ دین سمیت دیگر نیک لوگ قبول کریں گے اور نہ اللہ و رسول ﷺ اسے برداشت کریں گے۔ اللہ ہماری اصلاح فرمائے۔ (آمین)

اس ضمن میں بریلوی مکتب فکر کے جید سکالر علامہ غلام رسول سعیدی صاحب رحمہ اللہ نے نجات پر مبنی نظریہ یوں بیاں فرمایا:

> ”ہمیں یہ حقیقت فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ تمام آئمہ شریعت اور علماء طریقت اور مرجع انام اساتذہ اور علماء اپنے تمام اعزاز و اکرام کے باوجود بندے اور بشر ہیں نبی نہیں ہیں اور نہ معصوم ہیں، ان کی رائے میں خطا واقع ہوسکتی ہے اور کوئی غیر نبی انسان اس سے مستثنٰی نہیں ہے خواہ وہ کتنا ہی بڑا عالم اور فقیہ اور عابد و زاہد کیوں نہ ہو اور کیسا ہی مشہور عاشق رسول کیوں نہ ہو۔ کسی عالم یا فقیہ کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ اس کی تحریر معصوم ہے اور اس میں خطا واقع نہیں ہوسکتی، شرک فی

الرسالت کے مترادف ہے اور اس شخص کو امتی کے مقام سے اٹھا کر نبی کے مقام پر کھڑا کرنے کے قائم مقام ہے، العیاذ باللہ۔'' [1]

مذکورہ حوالے سے کچھ ضروری معلومات قلمبند کر دی گئی ہیں، تفصیل کے لیے دیکھئے ہماری تحاریر:

''رسالت کا حقیقی تصور'' اور ''ظلم عظیم پر جامع رہنمائی''

رسالت کے ضمن اگلی دو اہم چیزیں جو لوگوں کی تباہی کا باعث بنی ہیں وہ:

ضعیف و موضوع روایات کو بنیاد بنانا اور سنت کے مقابلے میں بدعت، ان پر انتہائی مختصر بات پیش خدمت ہے:

ضعیف و موضوع روایات کو بنیاد بنانا:

چونکہ آپ ﷺ کی طرف منسوب بات دین بن جاتی ہے اس لیے یہودیوں، منافقین اور اُن کے پیروکاروں نے ہزاروں کے حساب سے روایات گھڑ کر اسلام میں داخل کر دی ہیں۔ اسی لیے حدیث کی سند دیکھنا انتہائی ضروری ہے۔ چنانچہ امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی شہرہ آفاق مجموعہ احادیث ''صحیح مسلم'' کے مقدمہ میں اپنی کتاب تصنیف کرنے کی بنیادی وجہ کثرت کے ساتھ ضعیف و منکر روایات کی موجودگی بیان کی ہے۔ اور وہ ''صحیح مسلم'' کے مقدمہ میں تقریباً 100 احادیث اور روایات اس بات کی دلیل پر لے کر آئے ہیں کہ حدیث صحیح ہونا کس قدر ضروری ہے۔ اگر آپ کو واقعتاً اپنی اخروی زندگی عزیز ہے تو اس ضمن میں صحیح مسلم کا المقدمہ ایک دفعہ ضرور پڑھیں۔

دانستہ طور پر بے بنیاد روایت بیان کرنے والے کو جھوٹا قرار دیا گیا ہے اور اس پر سیدھی سیدھی دوزخ کی وعیدیں ہیں، بلکہ بلا تحقیق سنی سنائی بات کو آگے بیان کرنے والے کو بھی

---

[1] شرح صحیح مسلم، جلد۔ ۱، صفحہ۔ 37، فرید بک سٹال، ۲۰۰۷.

جھوٹا قرار دیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے خوفناک خبر دی ہے کہ لوگو جھوٹی حدیثوں کا فتنہ عام ہوجائے گا، ایسے لوگوں سے بچنا، رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا:

((یکون فی اٰخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اباؤکم فایاکم و ایاھم لایضلونکم ولا یفتنوکم .)) ❶

''آخری دور میں فریب کار جھوٹے لوگ ہوں گے، وہ تمہارے پاس ایسی احادیث لائیں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی نہ تمہارے آباء نے، پس اپنے آپ کو ان سے اور انہیں اپنے آپ سے دور رکھیو تاکہ وہ تمہیں گمراہی اور فتنے میں مبتلا نہ کردیں۔''

موجودہ صورت حال:

ان سب تنبیہات کے باوجود، صورت حال یہ ہے کہ اپنے اپنے خود ساختہ، من پسند فرقوں کی آبیاری کی خاطر الا ماشاء اللہ بہت کم لوگ اس ضمن میں ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ دھڑلے سے بے بنیاد روایات بلکہ اس سے بھی آگے غیر نبی لوگوں کے اقوال کی بنا پر تقاریر اور تحاریر کا بازار گرم ہے۔ جب ہر مسئلے پر قرآن مجید سمیت کثرت سے صحیح السند روایات موجود ہیں، تو آخر بے بنیاد روایات کے ابلاغ کی کیا ضرورت ہے، جیسا کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے فرمایا:

''ثقہ لوگوں کی حدیثیں جن کی روایت پر قناعت ہوسکتی ہے کیا کم ہیں کہ بے اعتبار اور جن کی روایت پر قناعت نہیں ہوسکتی اُن کی روایتوں کی احتیاج پڑھے......مزید فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ جن لوگوں نے اِس قسم کی ضعیف حدیثیں اور مجہول سندیں نقل کی ہیں اور اُن میں مصروف ہیں، اُن کے ضعف کو جاننے

❶ صحیح مُسلم ''المقدمہ'' حدیث نمبر: 16.

کے باوجود اُن کو بیان کرنا تاکہ عوام کے نزدیک اپنا کثرتِ علم ثابت کریں کہ لوگ کہیں سبحان اللہ فلاں شخص نے کتنی زیادہ حدیثیں جمع کی ہیں (وہ شخص) عالم کی بجائے جاہل کہلانے کا زیادہ حقدار ہے۔'' ❶

اسی خطرے کے پیشِ نظر:

برصغیر پاک و ہند میں 12ویں صدی ہجری کے مجدد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف ''حُجۃُ اللّٰہِ البَالِغَہ'' میں کتب احادیث کے طبقات یوں بیان کیے ہیں:

طبقہ اول:...... (1) صحیح بخاری۔ (2) صحیح مسلم۔ (3) الموطاء امام مالک۔

طبقہ دوم:...... (1) جامع ترمذی۔ (2) سنن ابوداوٗد۔ (3) سُنن نسائی۔ (4) سنن ابن ماجہ۔ (5) مسند امام احمد۔

ان طبقات کو بیان کرنے کے بعد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (رحمہ اللہ) نے فرمایا:

''یاد رکھو! اہل علم محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حدیث کے موضوع پر قابل اعتماد کتب صرف پہلے دو طبقہ کی کتابیں ہیں۔ اس کے علاوہ باقی احادیث کی کتابوں میں موجود روایتوں کا ان دو طبقہ (کل۔ 8) کتابوں سے موازنہ کروایا جائے گا اگر ان کے خلاف نہ ہوں تو قبول کر لی جائیں گی ورنہ قابل عمل نہ ہوں گی...... سچی بات تو یہ ہے کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا باقی کتب سے مقابلہ کرو تو حقیقت تم پر خود کھل جائے گی۔'' ❷

آپ رحمہ اللہ نے حدیث رسول ﷺ کے چار طبقات بیان کئے، جن میں پہلا اور دوسرا طبقہ صحیح احادیث جبکہ تیسرا اور چوتھا طبقہ صحیح اور ضعیف پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد

---

❶ صحیح مسلم، المقدمہ، حدیث: 91۔ کے تحت۔

❷ حُجَّةُ اللّٰهِ البَالِغَة : مترجم: مولانا عبدالرحیم ''صفحہ نمبر 451''.

فرمایا، وہ احادیث جو:

''صوفیاء اور مؤرخین کی زبان پر جاری رہتی ہیں یا ان کے قلم سے نکلتی ہیں وہ ان چاروں طبقاتِ حدیث میں ڈھونڈنے سے نہیں ملتیں۔ من جملہ اس کے وہ روایات ہیں جو ملحد اور بے باک لوگوں نے حدیث کے نام پر رکھ کر مروج کی ہیں اور ان کے لئے اسناد گھڑنے میں یہ کمال ہے، کہ کوئی ان پر جرح بھی تو نہیں کرسکتا اور عبارات اس قدر فصیح و بلیغ کہ بادی النظر میں یہی خیال پیدا ہوتا ہے کہ سچ مچ آنحضرت ﷺ کی ہی حدیث ہے۔ اس قسم کی نام نہاد حدیثیں مسلمانوں کے حق میں بڑا فتنہ اور ایک عظیم مصیبت ہیں۔'' [1]

مزید فرمایا:

''ان (صوفیاء) حضرات کے اقوال و احوال لوگوں کے دلوں پر کتاب و سنت اور ہر چیز سے زیادہ تسلط رکھتے ہیں۔ ان کے رموز و اشارات اس قدر دخل پا گئے ہیں کہ جو شخص ان رموز و اشارات کا انکار کرے یا ان سے خالی ہو یعنی ان کا موقعہ بے موقع ذکر نہ کرے وہ نہ تو مقبول ہوتا ہے اور نہ ہی صالحین میں شمار ہوتا ہے۔''

یاد رکھیں! اب جبکہ ہر حدیث پر محدثین کی رائے موجود ہے اس کے باوجود ضعیف احادیث بیان کر کے ساتھ یہ بات واضح نہ کرنا کہ یہ ضعیف روایت ہے اللہ جل جلالہ کے رسول ﷺ پر جھوٹ باندھنے کے مترادف ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے واضح کر دیا:

''کسی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات آگے بیان کر دے۔'' (مسلم، المقدمہ)

اب تو لوگ بات نہیں مانتے، یہ باتیں تو موت کے وقت ہی سمجھ آئیں گی۔ اللہ ہماری

[1] حجة الله البالغه، مترجم، ص: ٤٥٤، جلد: ١.

اصلاح فرمائے، ہمیں ابلیس کے دھوکے سے بچا کر قرآن مجید کے ٹھوس دلائل اور صحیح السند روایات تک محدود رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اس ضمن میں تفصیل کے لیے دیکھئے ہماری تحریر:

''رسالت کا حقیقی تصور''

سنت کی بجائے بدعت:

''سنت'' راستہ یا طریقہ ہے نبی کریم ﷺ کا جبکہ بدعت سنت کی ضد، متضاد ہے۔ یعنی نبی کریم ﷺ کے طریقے کو تبدیل کرنا یا اس کے برعکس کوئی نیا طریقہ رائج کر کے اسے دین وشریعت قرار دینا بدعت ہے۔ بدعت گناہ کبیرہ سے بھی زیادہ خطرناک ہے، کیونکہ گناہ کو انسان گناہ سمجھتا ہے جبکہ بدعت کو دین وشریعت کا حصہ۔ بدعت کی زد میں آنے والا شریعت سازی کے جرم کا مرتکب ٹھہر جاتا ہے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے بہت سخت تنبیہات نازل فرمائی ہیں، جن میں سے چند ایک ملاحظہ فرمالیں:

☆ آپ ﷺ اپنے ہر خطبے کے آغاز میں لوگوں کو ان الفاظ میں تنبیہ فرماتے:

((وخير الحديث كتاب الله، وخير الهدى هدى محمد(ﷺ) وشر الامور محدثاتها، وكل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة.)) ❶

''سب سے بہترین بات اللہ کی کتاب کی ہے، اور سب سے بہترین ہدایت محمد ﷺ کی ہدایت ہے اور بدترین کام وہ ہیں جو (دین میں) نئے جاری کئے جائیں (دین میں) ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

ایک اور حدیث میں ہے:

((وكل ضلالة فى النار.))

---

❶ ابن ماجه، مقدمه باب اجتناب البدع والجدل، رقم: 45، مسلم.

''اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے۔'' (نسائی)

((من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد.)) ❶

''جس نے ہمارے دین میں کوئی نیا امر جاری کیا، جو (دین میں) موجود نہ تھا تو وہ مردود (قابلِ رد) ہے۔''

یعنی دین میں جاری کردہ نیا کام اپنانے کی بجائے رد کرنے کے قابل ہے۔

☆ ''میں حوضِ کوثر پر تمھارا پیش رَو ہوں گا، جو وہاں آئے گا پانی پیئے گا اور جس نے ایک بار پی لیا اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ کچھ ایسے لوگ بھی آئیں گے جنھیں میں پہچانوں گا اور وہ بھی مجھے پہچانیں گے۔ پھر انہیں مجھ تک آنے سے روک دیا جائے گا۔ (فاقول یارب اصحابی) میں کہوں گا یہ تو میرے صحابی ہیں لیکن مجھے بتایا جائے گا اے محمد (ﷺ) آپ نہیں جانتے آپ کے بعد ان لوگوں نے کیسی کیسی بدعتیں رائج کیں۔ پھر میں بھی کہوں گا (سحقا سحقا لمن غیّر بعدی)۔ دوری ہو دوری ہو ان سے جنھوں نے میرے بعد میرے دین کو بدل ڈالا۔'' ❷

یہاں (اصحابی) سے مراد وہ لوگ ہیں، جنھوں نے کلمہ تو پڑھا لیکن قوی ایمان ان کے دلوں میں داخل نہ ہوسکا اور یہ لوگ آپ ﷺ کی وفات مبارک کے بعد مرتد ہوگئے تھے، جن سے سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جہاد کیا تھا۔

☆ ''جو شخص یہاں (مدینہ میں) کوئی بدعت جاری کرے اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سارے انسانوں کی لعنت ہے۔'' (متفق علیہ)

☆ ((من وقر صاحب بدعة فقد اعان علیٰ هدم الاسلام.)) ❸

---

❶ صحیح مسلم: 4492۔ بخاری: 2697.

❷ بخاری، رقم: 6585۔ مسلم: 2290.

❸ البهیقی فی شعب الایمان: 9464، مشکوٰة کتاب الایمان، اسناده حسن.

''جس نے کسی بدعتی کی عزت وتوقیر کی تو اس نے اسلام گرانے میں مدد کی۔''

بلکہ آپ ﷺ نے لعنت کی اس شخص پر بھی جو بدعتی کو پناہ دے۔ (مسلم، کتاب الاضحیٰ)

☆ ''(میری اُمت میں سے) بہتّر (فرقے) جہنم میں جائیں گے اور ایک جنت میں جائے گا اور عنقریب میری اُمت میں ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جن میں یہ بدعات اس طرح سرایت کر جائیں گی جس طرح باؤلے کتے کا اثر کٹے ہوئے شخص کے رگ و ریشے میں سرایت کر جاتا ہے۔'' [1]

انتباہ! ان تنبیہات کی روشنی میں طرزِ عمل تو یہی ہونا چاہئے کہ محتاط رویہ اپنایا جائے۔ بدعت کے ارتکاب کی زد میں آنے سے اپنے آپ کو بچایا جائے نہ کہ غلط تاویلات کے سہارے بڑھ چڑھ کر بدعات کو فروغ دے کر نبی کریم ﷺ سے اپنا تعلق کاٹا جائے۔

اس ضمن میں تطبیق اور اعتدال پر مبنی تفصیلی معلومات کے لیے دیکھیے:

''رسالت کا حقیقی تصور''

رسالت...... آخری بات

اس ضمن میں شیطان کے دھوکے سے بچنے کے لیے افراط وتفریط سے بچنا ہے۔ نہ تو حد سے تجاوز کرتے ہوئے اکابرین: علماء و ائمہ، پیر حضرات...... کو منصب رسالت پر فائز کرنا ہے اور نہ ہی تفریط کا شکار ہوتے ہوئے ان کی بے ادبی و ناقدری کرنی ہے۔ بڑی اہم بات یہ ہے کہ کسی ایک دو من پسند پہلو کی بجائے تمام پہلوؤں (محبت، ادب و احترام، اطاعت و اتباع، غلو سے اجتناب، درود وسلام......) کو مدنظر رکھنا ہے۔ نہ تو توحید کی آڑ میں جو مقام و مرتبہ اور فضیلت اللہ نے انبیاء ورسل علیہم السلام اور دیگر لوگوں کو دیا ہے، اس کا انکار کرنا ہے اور نہ

---

[1] ابو دائود: 4597، اسنادہ حسن.

ہی انہیں اللہ کی صفات کا حامل ٹھہرا کر اپنی منزل کھوٹی کرنی ہے۔ قانون اور دائرے میں رہ کر ہر ایک کو اس کا مقام دینا ہے۔ مزید یہ کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ دل و جان سے محبت اور ان کا ادب واحترام ہر ممکن ملحوظ رکھنا ہے، جو کہ ایمان کا بنیادی تقاضا ہے:

نبی اکرم ﷺ سے محبت کو یوں متعین کیا گیا:

☆...... ﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ﴾

(الاحزاب:33: آیت:6)

''نبی کی ذات اہل ایمان کے لیے ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ عزیز (مقدم) ہے اور پیغمبر کی بیویاں اہل ایمان کی مائیں ہیں۔''

☆ ''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اس کے والد، اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔'' (بخاری، کتاب الایمان)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تین اشیاء جن میں پائی جائیں وہ ایمان کی حلاوت پائے گا۔ (۱) اللہ اور اس کا رسول ﷺ جسے ان کے ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں۔ (۲) جس کسی سے محبت کرے صرف اللہ ہی کے لئے محبت کرے (۳) اور کفر کی طرف لوٹنا ایسا ہی برا جانے جیسے دوزخ میں پڑنے کو برا جانتا ہو۔'' (بخاری، کتاب الایمان، مسلم)

☆...... ﴿وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ۠﴾ (المنافقون :63: آیت 8)

''اور عزت تو صرف اللہ کے لئے، اس کے رسول کے لئے اور ایمان والوں کے لئے ہے، مگر منافقوں کو اس کا علم نہیں۔''

☆...... ﴿اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًاۙ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ

وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ؕ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ﴾ (الفتح: 8-9)

''اور ہم نے تجھے گواہی دینے والا، بشارت دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے تا کہ تم لوگ اللہ و رسول پر ایمان لاؤ، ان کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کے نام کی تسبیح بیان کرو۔''

اس ضمن میں قرآن مجید میں دو اہم واقعات ہیں:

ا۔ راعنا (ہماری رعایت کیجئے)، جب اہل یہود نے بغض و عناد کی بنا پر نبی کریم ﷺ کو راعینا (اے ہمارے چرواہے، نعوذ باللہ) کہہ کر مخاطب کرنا شروع کیا تو پروردگار نے اس لفظ کو انظرنا (ہماری طرف نظر فرمائیے) سے تبدیل کر دیا۔ (البقرہ۔ آیت:104)

۲۔ آنحضور ﷺ کی بارگاہ میں جب صحابہ رضی اللہ عنہم کی کسی معاملہ میں آپس میں گفتگو کے دوران آواز رسول اللہ ﷺ کی آواز سے بلند ہوئی تو درج ذیل آیت نازل ہوگئی:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴾

(الحجرات:49: آیت:2)

''اے ایمان والو اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ ان سے اونچی آواز سے بات کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں اور تمہیں خبر تک نہ ہو۔''

لہٰذا شیطان سے بچنے کے لیے ان سب پہلوؤں کو بھی ہر صورت مدنظر رکھتے ہوئے پیارے رسول ﷺ کو دل و جان سے زیادہ عزیز رکھنا ہے۔ اس ضمن میں قرآن و سنت کا کوئی بھی پہلو ہو نہ تو اس کے ابلاغ سے چشم پوشی کرنی ہے اور نہ ہی تحقیر کی نیت سے بیان کرنا ہے بلکہ ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے بات کو سمجھنے کی کوشش کرنی ہے۔

باب ۷

(5)......توبہ کا غلط تصور، بخشش کی غلط امید

ابلیس نے توبہ کے غلط تصور اور اللہ کی بخشش کی غلط امید کی بنا پر بہت بڑا دھوکہ دے کر لوگوں کو بے عملی کی راہ پر مطمئن کر دیا ہے۔ اس غلط فہمی کا شکار ہونے کی وجہ سے دنیا میں وقتی تسلی تو مل جائے گی لیکن ہمیشہ کی زندگی ہاتھ سے نکل جائے گی۔ اگر کبوتر یہ خیال کرے کہ آنکھیں بند کرنے سے وہ بلی سے بچ جائے گا، تو یہ محض اس کی خام خیالی ہوگی۔

جب انسان صرف ایک پہلو کو مدنظر رکھتا ہے کہ اللہ کی رحمت بڑی وسیع ہے، وہ ۱۰۰ ماؤں سے بھی زیادہ پیار کرنے والا ہے، وہ مجھے کیونکر سزا دے گا۔ اس کے برعکس اس بات کو نظر انداز کر دیتا ہے کہ اللہ کے عدل کا یہ تقاضا ہے کہ نافرمانوں کو سزا اور فرمانبرداروں کو جزا دے۔ جس کے تذکرے سے قرآن بھرا پڑا ہے......تو اس صورت حال کا نتیجہ غفلت و بے عملی ہی نکلتا ہے۔ بلاشبہ اللہ کی رحمت بڑی وسیع ہے، وہ بہت معاف فرمانے والا ہے، لیکن دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ وہ نافرمانوں کو بہت سخت سزا دینے والا بھی ہے۔ شیطان سے بچنے کے لیے دونوں پہلو ذہن نشین رکھنا ضروری ہیں۔

حقیقت حال جاننے کے لیے قرآن وسنت سے رہنمائی لیتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کس کے لیے بخشنہار ہے، ملاحظہ کیجیے:

☆...... ﴿ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ عَمِلُوا السُّوٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوا مِنۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَأَصْلَحُوٓا إِنَّ رَبَّكَ مِنۢ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١١٩﴾﴾ (النحل: 119)

''پھر جن لوگوں نے انجانے میں برا کام کیا، پھر اس کے بعد پلٹ آئے اور اپنی اصلاح کر لی تو اس کے بعد تمھارا پروردگار لازمی بخشنے والا اور رحم

فرمانے والا ہے۔‘‘

☆...... ﴿اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿17﴾ وَ لَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَ لَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَ هُمْ كُفَّارٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿18﴾﴾ (النساء: 17-18)

’’اللہ کے ہاں تو توبہ صرف ان لوگوں کے لیے ہے،جن سے گناہ سرزد ہوگیا جہالت میں، پھر اس کے فوراً بعد انہوں نے توبہ کر لی (یعنی گناہ کو چھوڑ دیا)۔تو یہ ہیں وہ لوگ جن کی توبہ اللہ قبول کرے گا،اور اللہ تعالیٰ علیم وحکیم ہے۔اور ان لوگوں کی تو کوئی توبہ نہیں جو گناہوں پر کاربند رہتے ہیں، یہاں تک کہ ان میں سے کسی کی موت کا وقت آتا ہے،تو وہ کہتا ہے میں بھی اب توبہ کرتا ہوں۔اور نہ ان ہی لوگوں کی توبہ ہے جو حالت کفر میں مریں۔ یہ ہیں وہ لوگ کہ تیار کر رکھا ہے جن کے لیے ہم نے دردناک عذاب۔‘‘

اگر کوئی شیطان کے دھوکے سے بچنا چاہے،تو اللہ نے اپنا قانون ہر لحاظ سے کھول کر بیان کردیا ہے کہ: زندگی کے شب روز گزارتے ہوئے حالات کے تناظر میں کہیں انسان سے بھول چوک ہوسکتی ہے،جس سے اگلا دن چڑھے بغیر فوراً تائب ہونا ہے نہ کہ گناہوں کو اختیار کرکے زندگی بسر کرنی ہے اور اللہ کی بخشش کی بے جا امید رکھنی ہے۔

اس تصور کے برعکس دوسری آیات جن کے غلط مفہوم سے غفلت ولاپرواہی کی راہ اختیار کی جاتی ہے،ان میں سے بنیادی آیت کریمہ کے صحیح مفہوم کو سمجھ لیں:

☆...... ﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿53﴾﴾ (الزمر: 53)

’’(اے نبی) فرما دیجئے !اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے، تو تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا، یقیناً اللہ تعالیٰ تو بخش دیتا ہے سارے گناہوں کو یقیناً وہ غفور رحیم ہے۔‘‘

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ:

کچھ کفار جنہوں نے بہت کبیرہ گناہ، قتل بدکاری وغیرہ کا ارتکاب کیا، وہ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ہم بہت زیادہ خطا کار ہیں، کیا ہم ایمان لے آئیں تو کیا ہمارے گناہ معاف ہو جائیں گے؟ جس پر مذکورہ آیت کریمہ اُتری۔

(بخاری، تفسیر سورہ الزمر)

بات بالکل واضح ہوگئی کہ: گناہوں والی زندگی پر کبھی بھی انسان کو احساس ہو جائے، اور وہ پلٹنا چاہے تو اللہ تعالیٰ سابقہ سارے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ اس کے بعد بھی کہیں نادانی میں کمی بیشی ہو جائے تو اللہ معاف کرتا ہے۔ لیکن یہ بات نہیں کہ روزانہ دانستہ گناہ بھی کرتا جائے اور روزانہ توبہ بھی...... یہ توبہ نہیں بلکہ مذاق ہے۔ توبہ کا تو مطلب ہی پلٹنا یعنی گناہوں کو چھوڑنا ہے۔ اگلی اہم بات یہ ہے کہ، زندگی کے تو ایک سانس کا بھروسہ نہیں، ہمیں کیا گارنٹی ہے کہ کل نصیب ہوگا یا نہیں۔!

پروردگار نے اپنے قانون کو مزید واضح کیا کہ وہ کس کے لیے بخشنہار ہے:

☆...... ﴿وَ اِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ﴾

(طٰہٰ: 20:آیت:82)

’’یقیناً میں بخشنہار ہوں اس کے لئے جو تائب ہو جائے (یعنی گناہ سے پلٹ آئے)، اور ایمان لائے (یعنی بات تسلیم کرے) اور نیک اعمال اختیار کرے اور پھر اس ہدایت پر جم جائے۔‘‘

یہاں بخشش کے لیے بڑی اہم چار شرائط بیان ہوئی ہیں:

(۱)...... گناہوں سے تائب ہونا۔

(۲)...... ایمان لانا (یعنی بات کو تسلیم کرنا)۔

(۳)...... بُرے اعمال کی بجائے صالح اعمال اختیار کرنا۔

(٤)...... پھر اس ہدایت پر جم جانا، کاربند ہو جانا۔

☆ نبی کریم ﷺ نے بھی شیطان کی مذکورہ چال کو کاٹا ہے، فرمایا:

''دانا وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کا محاسبہ کیا اور موت کے بعد کے لیے عمل کیے، اور کم عقل وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کو خواہش کے تابع کیا اور (وتمنیٰ علی اللہ) اللہ پر (بے جا) امید باندھ لی (کہ وہ بخشنہار) ہے۔'' [1]

امام غزالی رحمہ اللہ نے بڑے موثر انداز سے رخنہ شیطان کے سامنے بند باندھا ہے، فرمایا:

''اگر شہر کا عالم منبر پر چڑھ کر وعظ و تذکیر کرتا ہے اور بیکار ادھر ادھر کی باتیں بناتا ہے اور رحمت الٰہی کے وعدے لوگوں کو سنا کر فریب دیتا ہے کہ اس کے معتقدین سمجھنے لگیں کہ ہم اطاعت کریں یا نافرمانی خداوند تعالیٰ کی رحمت سے بے نصیب نہیں رہیں گے۔ تو ایسے لوگوں کا حال تو غافلوں سے بھی گیا گزرا ہے، اور ان لوگوں کی مثال اس شخص کی سی ہے جو راستہ میں سو گیا تھا کسی نے اس کو سوتے سے جگا کر اتنی شراب پلا دی کہ وہ مست و بے خود ہو کر گر پڑا۔ پہلے تو یہ ایک معمولی آواز سے بیدار ہو سکتا تھا لیکن اب تو ایسا مدہوش ہوا ہے کہ اگر پچاس ٹھوکریں بھی اس کے سر پر ماریں تو بیدار نہ ہو۔ جاننا چاہیے کہ جو نادان ان پڑھ ایسی صحبتوں میں بیٹھے گا بگڑ جائے گا۔ عاقبت و آخرت کا خوف اس کے دل سے نکل جائے گا۔ اگر تم ایسے شخص کو نصیحت کرو گے (اور عمل کی طرف رغبت دلاؤ

---

[1] ترمذی: 2459.

گے) تو وہ کہے گا جناب خاموش رہیے۔حق تعالیٰ رحیم وکریم ہے،اس کو میرے گناہ کی کیا پروا،بہشت ہم گنہگاروں کو ضرور ملے گی۔غرض ایسے ہی خام خیالات اس کے دماغ میں پیدا ہوتے رہیں گے۔پس یاد رکھو کہ جو واعظ لوگوں سے اس قسم کی باتیں کہے وہ واعظ نہیں دجال ہے۔لوگوں کے دین کا بوجھ اس کی گردن پر رہے گا۔“ [1]

اس کے باوجود بھی غلط تاویل وتحریف کے ذریعے اگر کسی نے شیطان کے دھوکے میں آنا ہے تو اس کے لئے تو ہم صرف دعا ہی کر سکتے ہیں۔

---

[1] کیمیائے سعادت،ص:618-619،مترجم،پروگریسو بکس،جون ۱۹۹۹ء۔

باب ۸

(6)......شفاعت کا غلط تصور

شیطان کا اصل ہدف ہماری آخرت کھوٹی کرنا ہے، اس کے لیے وہ ہر حربہ استعمال کرتا ہے، جیسے اللہ کے بخشنہار ہونے کا غلط تصور پیدا کیا، اسی طرح شفاعت کے غلط تصور پر لانے میں بھی وہ نسل انسانی کی ابتدا سے لے تا قیامت وہ بھر طریقے سے کوشاں ہے۔ چونکہ یہ ابلیس کا بہت طاقتور جال ہے اس لیے پروردگار نے بچانے کے لیے بہت سختی کی ہے۔ لیکن افسوس کہ اس کے باوجود بھی بہت کم لوگ بچے ہیں۔

اس حوالے سے افراط وتفریط سے کام لیا گیا ہے، بعض نے سرے سے شفاعت کا انکار کر دیا ہے اور بعض نے حد سے تجاوز کرتے ہوئے شرک کا ارتکاب کیا ہے۔ شفاعت کا درست اور غلط پہلو دونوں کو محکم آیات کی روشنی میں تفصیل کیلئے دیکھئے ہماری تحریر:

(ظلم عظیم پر جامع رہنمائی، باب ۴)

تاہم مختصر وضاحت پیش خدمت ہے:

درست پہلو:

بلاشبہ شفاعت کا دروازہ ہمارے پیارے رسول ﷺ پر کھلے گا۔ اللہ آپ ﷺ کو بلند ترین مقام یعنی مقام محمود پر فائز کریں گے دیکھئے ''بنی اسرائیل۔79'' اعزاز واکرام سے نوازا جائے گا۔ اس دن تمام مخلوقات پر آپ ﷺ کی برتری ظاہر ہوگی۔ سوائے آپ ﷺ کے تمام انبیاء ورسل نفسانفسی کے عالم میں ہوں گے اور ہر کوئی لوگوں کو آپ ﷺ کی طرف بھیجے گا۔ پھر لوگوں اور فرشتوں کو بھی شفاعت کا اِذن دیا جائے گا۔ جس کو اللہ بخشنا چاہیں گے صرف اُسی کی شفاعت ہوگی۔ پس درست نظریہ شفاعت یہ ہے کہ:

(i) شفاعت اللہ کے اِذن سے ہوگی

(ii) وہ جس کے اعمال اس قابل ہوں گے کہ اس کی شفاعت کی جا سکے

(iii) اُسی کی ہوگی جس پر اللہ راضی ہوں گے۔

اگر مذکورہ بالا شرائط کو ہٹاتے ہوئے حد سے تجاوز کیا جائے تو عقیدہ آخرت کی نفی لازم آئے گی کہ دنیا میں جس طرح چاہیں زندگی گزاریں بالآخر ہمیں شفاعت کے ذریعے چھڑا لیا جائے گا۔

غلط نظریہ:

اپنے اور رب کے درمیان کسی مقرب ہستی کو ڈھال بنانا اور اللہ سے بے نیاز ہو کر اس پر بھروسہ رکھنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ کسی کو عذاب بھی دینا چاہیں گے تو شفاعت سے چھڑا لیا جائے گا۔ یہ عقیدہ عین کفر اور شرک ہے۔ اللہ ہمیں اس سے محفوظ فرمائے (آمین)۔ یہ غلط نظریہ جہالت کی بنا پر پیدا ہوا۔ یعنی اللہ کو بھی مخلوق پر قیاس کیا گیا کہ اُسے بتانا پڑے گا کہ فلاں نیک ہے اس لیے اس کے بارے میں سفارش قبول کی جائے۔ اللہ کا علم تو اشیاء کے آغاز سے انجام تک ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ کس درخت سے کس پتے نے کب گرنا تھا اس نے پہلے ہی لکھ رکھا ہے دیکھئے "انعام: 59" صحیح نظریہ اخذ کرنے کے لیے چند آیات ملاحظہ فرمائیں:

شفاعت کا حق دار بننے کے لیے:

قرآن کو من وعن تسلیم کر لیں، ہر قسم کے شرک سے اجتناب کریں، آپ ﷺ کے احکام کو حرزِ جان بنائیں، آپ ﷺ پر کثرت سے درود بھیجیں اور اللہ سے شفاعت کی دُعا کریں۔

اللہ جل جلالہ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ (آمین)

باب۹

(7)......سوادِ اعظم (بڑے گروہ کا دھوکہ)

ابلیس کے دھوکے کی بنا پر اپنے گروہ کی کثرت، بڑی جماعت، بڑا جتھہ ہونے کو حق کا معیار بنایا جاتا ہے۔ جبکہ حقیقت حال اس کے برعکس ہے۔ قرآن مجید کو جہاں سے بھی کھولیں، قرآن یہی اعلان کرتا ہے کہ لوگوں کی اکثریت ہمیشہ گمراہی پر ہوتی ہے، اکثریت بات تسلیم کرنے والی نہیں ہوتی، اکثریت علم پر نہیں ہوتی، اکثریت شکر گزار نہیں، اکثریت عقل کا استعمال نہیں کرتی، فسق و فجور پر ہوتی ہے......

﴿وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾، ﴿وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾، ﴿وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ﴾، (اکثرھم لا یعقلون)، (اکثرھم الفاسقون)......

بلکہ قرآن بتلاتا ہے کہ کم لوگ نصیحت قبول کرنے، شکر گزاری کرنے اور ایمان لانے والے ہوتے ہیں: ﴿قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ﴾، ﴿قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ﴾، ﴿قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ﴾......

مزید فرمایا:

﴿وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ﴾ (یوسف:آیت:106)

''اور ان میں سے اکثر نہیں ایمان لاتے اللہ پر مگر یہ کہ شرک ہی کرتے ہیں۔''

پروردگار نے بہت زوردار انداز سے اس حقیقت کو واضح کردیا:

﴿وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ﴾ (الانعام۔آیت: 116)

''اور اگر تم دنیا میں اکثریت کی پیروی کروگے تو وہ تو تمہیں اللہ جل جلالہٗ کی راہ

سے ہٹا کر گمراہ کر دیں گے۔ وہ تو محض بے اصل خیالات پر چلتے ہیں اور اٹکل کے تیر چلاتے ہیں۔''

اب ملاحظہ کریں وہ روایت جسے اس ضمن میں بنیاد بنایا جاتا ہے:

''سوادِ اعظم کی پیروی کرو، جو اِس سے الگ ہوا، وہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔'' ❶

یہ روایت قرآنی تعلیمات سے بھی ہم آہنگ نہیں اور سند کے اعتبار سے بھی قابل اعتبار نہیں، جمہور محدثین کے نزدیک اس روایت کی سند سخت ضعیف ہے۔ اس کے راوی:

معاذ بن رفاعہ کو لین الحدیث یعنی کمزور حدیثیں بیان کرنے والا کہا گیا ہے (تقریب التہذیب، 6747) دوسرا راوی ''ابو خلف لائمی کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے متروک (تقریب التہذیب؛ 8083) اور ابو حاتم رازی نے ''شیخ منکر الحدیث کہا (الجرح والتعدیل 279/3)، یہی صورت حال باقی دو راویوں کی ہے۔ (واللہ اعلم)

اس کے برعکس یہ روایت بھی ہے کہ:

''میری اُمت 73 فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی سوائے ایک کے باقی (72 فرقے) دوزخ میں جائیں گے۔'' ❷

یعنی امت کی زیادہ تعداد اہل دوزخ ہوگی، تو کثیر تعداد تو دوزخی ہوگئی......!

اگر پھر بھی بات سمجھ نہیں آئی تو: پاکستان میں بریلوی اکثریت میں، بنگلہ دیش میں دیوبندی، سعودی عرب، شام، کویت میں سلفی یا اہلحدیث، ایران میں اہلِ تشیع...... یوں مذکورہ جواز خود بخود باطل ہو جائے گا۔

بڑے جنازے کا دھوکہ:

ابلیس نے اس دھوکے میں بھی بُری طرح سے لوگوں کو مبتلا کیا ہے۔

پیارے بھائیو! ہمارا مقصد کسی کے بڑے جنازے پر اس کی بخشش کی تردید کرنا نہیں۔

---

❶ سنن ابن ماجہ: 3950. ❷ جامع ترمذی: 2641.

ہماری تو دعا ہے کہ کلمہ گو کا جنازہ اگر کسی ایک شخص نے بھی پڑھا ہو تو اللہ اس کی بخشش کر دے۔ لیکن اس دھوکے کو واضح کرنا مقصود ہے کہ بڑا جنازہ کسی کے اہل حق ہونے یا نجات یافتہ کا پیمانہ و معیار نہیں۔ بات کو سمجھنے کے لیے درج ذیل دلائل پر غور فرمائیں:

رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا:

''جو کوئی مسلمان فوت ہو جائے اور اُس کی نمازِ جنازہ میں 40 ایسے لوگ شامل ہوں جو اللہ جل جلالہٗ کے ساتھ شرک نہ کرتے ہوں تو اللہ جل جلالہٗ اس فوت شدہ کے حق میں ان لوگوں کی سفارش کو قبول فرماتا ہے۔'' ❶

یعنی جنازے میں شریک ہونے والے جم غفیر میں سے، خالص موحدین جن کا دامن شرک سے پاک ہو صرف ان کی دعا قبول ہوگی نہ کہ شرک میں ملوث لوگوں کی۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

''میری وہ دُعا (شفاعت کی) اُمت کے ہر اس شخص کو نصیب ہوگی جو اس حالت میں مرا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا۔'' ❷

پروردگار نے فرمایا:

☆...... ﴿اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ۭ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ۝﴾

(الزمر۔ آیت:19)

''(اَے نبی!) اس شخص کو کون بچا سکتا ہے جس پر عذاب کا فیصلہ صادر ہو چکا ہو، کیا آپ (ﷺ) اُسے بچا سکتے ہیں جو آگ میں گر چکا ہو؟''

کروڑوں لوگوں کا جنازہ پڑھنا اور دعا کرنا ایک طرف اور نبی کریم ﷺ کا اکیلے جنازہ پڑھنا اور دعا کرنا ایک طرف۔ تو جس نافرمان پر کلمہ عذاب صادر ہو چکا ہو اس کے حق میں جب امام الانبیاء ﷺ کے حوالے سے یہ صورت حال ہے تو ہماری کثرتِ تعداد کی

❶ صحیح مسلم: 2198. ❷ صحیح بخاری: 6304۔ صحیح مسلم: 491.

کیا حیثیت ہوگی؟

﴿اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴾ (سورۂ التوبہ: 80)

''(اے نبی!) آپ ان (منافقین) کے لیے بخشش کی دعا کریں یا نہ کریں بلکہ اگر آپ ستر مرتبہ بھی بخشش کی دعا کریں گے تو بھی اللہ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ اس لیے کہ انہوں نے کفر کیا اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ اور اللہ فاسق قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔''

آپ ﷺ نے تو اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی متنبہ کر دیا:

''میں تم میں سے کسی کو بھی قیامت کے دن اس حالت میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر بکری لدی ہوئی ہو اور وہ چلا رہی ہو یا اس کی گردن پر گھوڑا لدا ہوا ہو اور وہ چلا رہا ہو اور وہ شخص مجھ سے کہے کہ: ((یا رسول اللّٰہ اغثنی .)) اے اللہ کے رسول ﷺ میری مدد فرمائیے۔ لیکن میں یہ جواب دے دوں گا کہ میں تمھاری کوئی مدد نہیں کر سکتا، میں تو خدا کا پیغام تمھیں پہنچا چکا تھا۔''

تو پھر ہمارا دامن خدانخواستہ اگر شرک سمیت دیگر مظالم سے پاک نہ ہوا تو بڑا جنازہ ہمیں کیا فائدہ دے گا؟

اگلی بات یہ ہے کہ ہر مکتبہ فکر کے نامور قائدین کے جنازے میں لاکھوں لوگ شرکت کرتے ہیں...... تو یہ بات تو پھر سب کے لیے حجت ہونی چاہئے نہ کہ صرف کسی ایک گروہ کے لیے؟

❶ صحیح بخاری: 3073۔ صحیح مسلم: 4734.

باب۱۰

(8)...... جزوی دین پر عمل پیرا ہونا

انسان کی نجات اوامر و نواہی پر مشتمل پورے دین (نظریات، عبادات، معاملات، اخلاقیات، دعوت دین، اور معاشیات) کو اختیار کرنے میں ہے جبکہ ابلیس نے جزوی اور ادھورے دین (ذکر اذکار، عبادات یا معاملات و اخلاقیات......) پر مطمئن کر دیا ہے۔ دین کے ادھورے تصور سے دنیا و آخرت دونوں کا نقصان ہوا ہے۔ اخلاقی بگاڑ کی وجہ سے معاشرتی سطح پر بڑے بڑے اثرات مرتب ہوئے ہیں جو اسلام کی بدنامی کا باعث بنے ہیں۔ دنیا میں ایک ارب سے مسلمان زائد ہونے کے باوجود بھی عزت نام کی کوئی چیز ان کے پلے نہیں۔ اس لیے معاملے کی نزاکت کو سمجھنے اور فوراً تائب ہوتے ہوئے پورے دین کو اختیار کرنا انتہائی ناگزیر ہے۔

پروردگار کا مطالبہ:

اللہ تعالیٰ نے جزوی احکامات پر عمل کرنے کی بجائے اسلام میں پورے کے پورے داخل ہونے کا حکم دیا ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَآفَّةً ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝﴾ (البقرہ، آیت: 208)

’’اے لوگو جو ایمان لائے ہو اسلام میں داخل ہو جاؤ پورے کے پورے اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو، بے شک وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔‘‘

یہاں جزوی دین کی بجائے پورے اسلام کو اپنانے کا حکم دیا گیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ پورے دین کو اپنانے کی بجائے جزوی دین اپنانا درحقیقت شیطان کی

پیروی کرنا ہے اور ساتھ ہی یہ یاددہانی بھی کرادی گئی ہے کہ شیطان ہمارا کھلا دشمن ہے نہ کہ دوست، پھراس کی بات مان کراس سے دوستی کیوں بڑھائی جائے؟ اگرکسی نے فلاح کی راہ اختیارکرنی ہوتوبات تو واضح کردی گئی ہے۔

ہمارے امتحان کی بنیاد فائدے ونقصان پر ہے،اللہ نے یہ دیکھنا ہے کہ کون اخروی مفادات کو پہلی جبکہ دنیوی مفادات کو دوسری ترجیح پر رکھتا ہے،انسان کو دنیوی مفادات بہت عزیز ہیں اس لیے کمزوراور ناقص ایمان والے دنیا کے فائدے ونقصان کو مدنظر رکھتے ہوئے کلی دین کی بجائے جزوی دین کو اپناتے ہیں، جو کہ بہت بڑا خسارہ ہے جیسا کہ خالق نے واضح کردیا:

﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّعۡبُدُ اللّٰہَ عَلٰی حَرۡفٍ ۚ فَاِنۡ اَصَابَہٗ خَیۡرُ اطۡمَاَنَّ بِہٖ ۚ وَ اِنۡ اَصَابَتۡہُ فِتۡنَۃُ انۡقَلَبَ عَلٰی وَجۡہِہٖ ۚ۟ خَسِرَ الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃَ ؕ ذٰلِکَ ہُوَ الۡخُسۡرَانُ الۡمُبِیۡنُ ﴿۱۱﴾﴾ (الحج: 11)

”لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ اللہ کی بندگی اختیار کرتے ہیں کنارے کنارے رہ کر،تو اگر(دین اپناتے ہوئے) بھلائی مل رہی ہوتو مطمئن رہتے ہیں اوراس کے برعکس اگرمصیبت آجائے تو اپنے چہرے(دین سے) پھیر لیتے ہیں۔خسارہ اٹھالیا(ایسے لوگوں نے) دنیا کا بھی اورآخرت کا بھی، یہ ہے خسارہ بالکل کھلم کھلا۔“

الحمدللہ یہاں اہل فکر کے لیے مذکورہ بات بالکل کھول کر بیان کردی گئی ہے کہ دین کوئی مذاق نہیں کہ جتنا جی نے چاہا اپنا لیا اور جسے چاہا نظرانداز کردیا،نجات کے لیےضروری دین سارے کاسارااختیارکرنا ہے۔

مزید دیکھیے:

﴿اَفَتُؤۡمِنُوۡنَ بِبَعۡضِ الۡکِتٰبِ وَ تَکۡفُرُوۡنَ بِبَعۡضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنۡ یَّفۡعَلُ ذٰلِکَ

مِنۡكُمۡ اِلَّا خِزۡىٌ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۚ وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يُرَدُّوۡنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الۡعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۸۵﴾ (سورة البقرہ: 2: آیت: 85)

''کیا تم مانتے ہو کتاب کے بعض حصے کو اور انکاری ہوتے ہو بعض حصے سے۔تو کیا بدلہ ہوسکتا ہے ایسے شخص کا جو تم سے اس طرزِ عمل کو اختیار کرے،سوائے اس کے دنیاوی زندگی میں ذلیل وخوار ہو اور بروز قیامت لوٹا دیا جائے شدید عذاب کی طرف۔اور اللہ تعالیٰ تمھارے اعمال سے غافل نہیں۔''

نــــوٹ: اس ضمن میں یہ حدیث کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد آنے والے لوگ اگر دین کے دسویں حصے پر بھی عمل کرلیں تو نجات یافتہ ہوجائیں 'ضعیف' ہے۔ویسے بھی یہ بات قرآن کے احکامات کے خلاف ہے۔

آج کا مسلمان:

ٹوپی، عمامہ، لباس کا اہتمام، تسبیح ہاتھ میں لیکن ساتھ ہی ساتھ لوگوں کی حق تلفی بھی جاری، امانت میں خیانت، بدعہدی،لوگوں کے ساتھ زیادتی و ناانصافی ،رزق حرام، دھوکہ دہی، جھوٹ، ملاوٹ، رشوت بھی جاری۔

دوسری طرف وہ دنیا دار لوگ ہیں ،جن کے معاملات تو قدرے بہتر ہیں لیکن عبادات کی پروانہیں......اسی طرح ہمارے رسم و رواج،تقریبات: شادی بیاہ، مرگ......عموماً شیطان کی راہ پر ہیں، جو کہ سب خسارہ ہے۔ مذکورہ دونوں رجحانات چونکہ معاشرتی کلچر کا حصہ بن چکے ہیں، اس کی جڑیں گہری ہوچکی ہیں۔اس لیے نہ تو مذہبی لوگ مسجد سے باہر والے اسلام کو دین میں داخل کرنے کے لیے تیار ہیں اور نہ ہی دنیا دار لوگ مسجد والے دین کو پسند کی نظر سے دیکھنے کے لیے آمادہ ہیں۔

ضروری پورا دین:

وہ دین جسے سارے کا سارا اختیار کرنا ضروری ہے، جس میں سے کچھ بھی کم نہیں کیا جا سکتا وہ: اوامر ونواہی یعنی فرض و واجب اور حلال وحرام پر مبنی احکامات ہیں جو (ایمانیات،

عبادات، اخلاقیات، معاملات، دعوت دین اور معاشیات) پر مشتمل ہیں۔ ان میں کہیں خطا، بھول چوک ہوجائے تو فوراً معافی کے ذریعے اللہ کی طرف پلٹا جائے۔ لیکن دانستہ طور پر کسی بھی بڑی نافرمانی کو اختیار کر کے اس پر قائم ہوجانا انسان کو ہلاک کرسکتا ہے:

﴿بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓـئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾ (البقرہ، آیت: 81)

''کیوں نہیں یقیناً جس نے بھی برائی کمائی اور اس کی برائی نے اسے گھیر لیا تو ایسے لوگ دوزخی ہیں وہ رہیں گے (دوزخ میں) ہمیشہ ہمیش۔''

اسی بات کی مزید تائید کے لیے وراثت کی بابت درج ذیل آیت پر غور فرمائیں:

﴿وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَ لَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ﴾ (النساء: 4: آیت: 14)

''اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی مقرر کردہ حدوں سے تجاوز کرے اسے وہ (اللہ) ڈال دے گا جہنم میں، جس میں وہ رہے گا ہمیشہ ہمیش اور ان کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔''

یعنی وہ لوگ جو ورثاء کو ان کے حق وراثت سے محروم کردیں، ان کے اس ایک بڑے جرم کے بدلے میں مذکورہ ابدی جہنم کی بہت خوفناک وعید ہے۔ پیارے بھائیو شیطانی فریب سے بچ جائیں۔ کبائر سے تو ہر ممکن بچنا ہے۔ خدانخواستہ کہیں غلطی ہوجائے تو گناہ پر اصرار نہیں کرنا بلکہ فوراً پلٹ آنا ہے۔ اس ضمن میں جو قرآن میں گنجائش بیان ہوئی ہے، وہ یہ کہ:

﴿اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ؕ﴾ (النجم: 53: آیت: 32)

''وہ لوگ جو کبائر (بڑے گناہوں) اور فحاشی (کھلی بے حیائی) سے اجتناب کرتے ہیں مگر یہ کہ چھوٹی موٹی کوتاہی سرزد ہوجائے تو تیرا رب ہے بہت وسیع مغفرت والا۔''

"لمم" کے لغوی معنی کم اور چھوٹا ہونے کے ہیں یعنی کسی جگہ پر بہت کم وقت کے لیے پاؤں پڑ جانا۔ چلتے چلتے کسی گند پر پاؤں پڑ جانا، پھر اس پر اصرار کی بجائے فوراً تائب ہوجانا۔ یا بڑے گناہوں کا باعث بننے والے امور جیسے: کبھی غصہ آجانا، حالات کی رو میں زبان سے کبھی غیر مناسب الفاظ کا نکل جانا، کسی نامحرم پر نظر پڑ جانا، کسی برائی کا خیال آجانا، فرائض کی ترجیح کے ساتھ ادائیگی میں کبھی کبھار سستی ہو جانا...... وغیرہ۔ لیکن یہ بھی یاد رہے کہ، صغائر پر مداومت بھی کبائر کا باعث بن جاتی ہے۔ لہٰذا ان سے بھی ہر ممکن بچنے کی کوشش کرنی ہے۔ حقیقی ایمان والے برائی پر قائم رہنا تو دور کی بات ہے، برائی کے خیال سے ہی کانپ اُٹھتے ہیں:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ﴿201﴾ وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ﴿202﴾﴾

(الاعراف: 201-202)

"یقیناً وہ لوگ جو تقویٰ پر ہیں، جب انہیں چھوتا ہے شیطان (یعنی شیطان وسوسہ اندازی کرتا ہے) تو وہ کانپ جاتے ہیں، تو فوراً ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ (اس کے برعکس) جو بھائی ہیں شیاطین کے انہیں وہ شیاطین کھینچتے ہیں گمراہی کی طرف، پھر وہ کوئی قصر نہیں چھوڑتے۔"

محض زبان سے کلمہ کا اقرار اور جنت!

پورے دین پر عمل پیرا ہونا تو دور کی بات ہے۔ لوگوں کو تو یہ دھوکہ بھی لگ چکا ہے کہ عمل کریں نہ کریں جنت میں جانے کے لیے تو کلمہ پڑھ لینا ہی کافی ہے۔ اس ضمن میں روایت ((من قال لا اله الا للّٰه دخل الجنة .)) بیان کی جاتی ہے۔ اس روایت میں عدم ذکر ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ اجمالی ایمان کا کوئی فائدہ نہیں لیکن یقینی فائدہ تو کلمے کی سمجھ بوجھ کا ہی ہے۔ حقیقت جاننے کے لئے چند دلائل ملاحظہ کریں:

i- اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ﴾

(سورۂ العنکبوت، آیت:2)

''کیا لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ انہیں صرف اتنا کہنے پر کہ وہ ایمان لے آئے، چھوڑ دیا جائے گا، اوران کی آزمائش نہیں کی جائے گی؟''

یہاں اس غلط فہمی کا مکمل ازالہ کر دیا گیا ہے کہ محض زبان سے ایمان لانے کا اقرار کر لینے سے بات نہیں بنے گی جب تک انسان کلمے کے تقاضے پورے نہ کرے۔

ii- اسی مضمون کے پچھلے حصے میں بیان کردہ (سورہ البقرہ، آیت: 81) اور (النساء: آیت: 14) کے تحت کسی ایک کبیرہ گناہ کو اختیار کرنے اور اس پر قائم رہ کر فوت ہونے کے نتیجے میں انتہائی خوفناک ابدی جہنم کی وعید سنائی گئی ہے جو مذکورہ غلط فہمی کے ازالے کے لیے کافی ہے۔

iii- اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (سورہ محمد: 19)

''پس اے نبی ﷺ! اس بات کی حقیقت جان لو کہ نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ۔''

اسی آیت کی دلیل پر امام بخاری رحمہ اللہ نے بخاری کتاب العلم میں باقاعدہ باب باندھا ہے:

((العلم قبل القول و العمل .))

''اس بات کا بیان کہ علم وفہم کا مرتبہ قول اور عمل سے پہلے آتا ہے۔''

iv- سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من مات و هو يعلم انه لا اله الا للّٰه دخل الجنة .))

''جو شخص اس حال میں مرا کہ وہ اس بات کی (حقیقت) جانتا ہو کہ نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

یعنی بوقت وفات جس کلمہ کا اعتبار ہے، وہ ہے جو علم وشعور کے ساتھ ہو۔

V- آنحضور ﷺ نے فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں: (۱) جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولے۔ (۲) جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے۔ (۳) اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔'' (بخاری و مسلم کتاب الایمان)، اسی ضمن میں ایک اور روایت میں ہے: ((وان صام وصلی و زعم انہ مسلم .)) ''اگرچہ وہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور گمان کرے کہ وہ مسلمان ہے (پھر بھی وہ منافق ہے)۔'' (مسلم ، کتاب الایمان)

یعنی کلمہ کے ساتھ نماز روزہ کے اہتمام کے باوجود بھی مذکورہ تین برائیوں کے ارتکاب پر منافقت کی وعید سنائی گئی۔ پھر محض کلمہ کے اقرار کے ساتھ کلمہ کے جملہ تقاضوں کو پورا نہ کرنے کے باوجود خوش فہمی کا شکار رہنا کیا عقلمندی ہے......؟

vi- مزید یہ کہ نبی کریم ﷺ کے فرامین کہ ((لا دین لمن لا عھدلہ: اس شخص کا کوئی دین نہیں جس میں عہد و پیمان کی پاسداری نہیں)) اور ((لا ایمان لمن لا امانة لہ: اس کا کوئی ایمان نہیں جس میں امانت داری نہیں))......اسی بات کی طرف رہنمائی کرتے ہیں کہ عمل کے بغیر کلمہ کام نہ آئے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص ظالم کے ساتھ چلتا ہے تاکہ وہ اس کو تقویت پہنچائے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ ظالم ہے، ایسا شخص اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔'' [1]

بقول علامہ اقبال رحمہ اللہ:

خرد نے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ جو مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

---

[1] شعب الایمان: 54/6، رقم: 7479، مشکوٰۃ: 5135.

باب۱۱

(9)......مرنے کو بھولے رہنا

نفس و شیطان اور دنیا پرستی کے طاقتور جادو سے بچنے کے لیے مرنے کو ہر وقت یاد رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ جس طرح ہوا و پانی کے بغیر زندگی نہیں، اسی طرح موت کی یاد کے بغیر بے ہنگم نفسانی خواہشات کو کنٹرول کرنا ممکن نہیں۔ اسی لئے ابلیس کی ہر ممکن کوشش یہ ہے کہ انسان مرنے کو یاد نہ کرے۔ اس ہدف کو پانے کے لیے وہ پوری قوت سے حملہ آور رہتا ہے کہ کہیں انسان دنیا کے عارضی پن، یہاں سے جانے کے تصور کو دل میں نہ بٹھا لے۔ کیونکہ موت کی یاد ہر ''خیر'' جبکہ موت سے غفلت ہر ''شر'' کا دروازہ کھولنے کا باعث ہے۔ موت کی یاد پتھر دل کو موم جبکہ موت سے غفلت زندہ دل کو بھی مردہ کر دیتی ہے۔ اگر کوئی دنیا و آخرت کی خیر کا طالب ہے تو اسے ہر لمحہ موت کا تصور دل میں بسانے کی محنت کرنا ہوگی، جیسا کہ پیارے رسول ﷺ نے فرمایا:

''لذات کو کاٹ دینے والی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔'' ❶

جس قدر مرنے کے تصور کو زیادہ یاد رکھا جائے گا، اسی قدر نفسانی غلبہ قابو میں رہے گا، غفلت دور ہوگی اور اخروی اعمال کی توفیق نصیب ہوگی۔ موت کی یاد یقیناً نفس و شیطان اور دنیا پرستی کے طاقتور جادو کے لیے تریاق ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے:

''جب تم شام کرو تو صبح کا انتظار مت کرو اور جب صبح کرو تو شام کا انتظار مت کرو اور اپنی صحت میں بیماری کے لئے اور اپنی زندگی میں موت کے لئے (کچھ) حاصل کرلو۔'' ❷

---

❶ مشکوٰۃ، کتاب الجنائز، 1607، ترمذی: 2307، حسن۔ ❷ بخاری: 6416۔

اور اس ضمن میں پیارے رسول ﷺ نے کمال رہنمائی فرمائی:

((وعد نفسك من اهل القبور.)) [1]

''اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو۔''

یعنی موت کی اس قدر یاد کہ سمجھو کہ میں دنیا سے گیا ہی گیا......! یعنی ہر سانس، ہر لمحہ، ہر قدم، ہر دن کو غنیمت سمجھو۔

اس ضمن میں پروردگار نے بہت سے حقائق واضح کیے ہیں، چند ایک ملاحظہ کریں:

موت وہ اٹل حقیقت ہے جس سے کسی کو بھی انکار نہیں، جو بھی دنیا میں آ گیا ایک نہ ایک دن اس نے یہاں سے ضرور جانا ہے، کسی کا دنیا میں آنا اتنا یقینی نہیں جتنا یہاں سے ہمیشہ کے لیے چلے جانا:

﴿وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ﴾ (الاعراف: 34)

''اور ہر گروہ کے لیے ایک میعاد معین ہے، پھر جب ان کی موت کا وقتِ مقرر آ جائے گا، اس وقت وہ ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے۔''

آج تو ہمیں موت کے تذکرے سے ناگواری ہوتی ہے لیکن جب وہ وقت آ گیا تو بھاگ نہ سکیں گے:

﴿وَ جَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۗ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ﴾ (ق: 19)

''اور موت کی بیہوشی حق کے ساتھ آ ہی پہنچی، یہ ہے وہ چیز جس سے تم بھاگتے تھے۔''

ٹالا نہ جا سکے گا:

جب قاصد آ گیا تو کوئی بھی رکاوٹ نہ بن سکے گا:

﴿اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ ۘ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ (سورہ نوح:4)

---

[1] ترمذی: 2333.

''بلاشبہ جب اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت آجاتا ہے تو وہ ٹالا نہیں جا سکتا، کاش تم اس حقیقت کو جان جاتے۔''

قیامت تک بھنک نہ:

یہاں سے ایسا جانا ہے کہ کبھی مڑ کر واپس نہیں آنا، قیامت تک بھنک نہیں سنائی دے گی:

﴿وَحَرٰمٌ عَلٰی قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ﴾ (الانبیاء: 95)

''محال ہے کہ جن بستیوں کو ہم نے ہلاک کر دیا کہ وہ واپس پلٹیں۔''

یہ حقیقت تو ان سے پوچھیں جن کے قریبی دنیا سے چلے گئے......!

ہنستی مسکراتی زندگی!

اکثریت اپنے انجام سے بے خبر، اس فانی زندگی کی عارضی خوشیوں میں گم ہے، دنیوی ٹپ ٹاپ اور لمبی امیدیں انسان کو مقصد حیات سے غافل کیے رکھتی ہیں کہ موت اچانک دستک دے دیتی ہے، پھر انسان پچھتاتا ہے کہ کاش مہلت مل جائے لیکن اب مہلت کہاں! نبی کریم ﷺ نے کچھ خطوط کھینچے پھر فرمایا:

''یہ امید ہے اور یہ اس (انسان) کی موت ہے، وہ اسی اثنا میں ہوتا ہے کہ زیادہ قریب والا خط (یعنی موت) اچانک اس تک آ پہنچتا ہے۔'' [1]

سب ساتھ چھوڑ گئے:

مٹی کے حوالے کرنے کے بعد اب تو سب عارضی سہارے ساتھ چھوڑ گئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تین چیزیں میت کے پیچھے جاتی ہیں: (۱) اس کے گھر والے۔ (۲) اس کا مال۔ (۳) اس کا عمل، چنانچہ دو چیزیں واپس آجاتی ہیں اور ایک (اس کے ساتھ) چلی جاتی ہے۔ اس کے گھر والے اور اس کا مال واپس آجاتے ہیں

---

[1] مشکوٰۃ، کتاب الرقاق: 5269، بخاری: 6418.

اور اس کا عمل (اس کے ساتھ) باقی رہ جاتا ہے۔'' ❶

زندگی کا خاتمہ......!

زندگی کا خاتمہ کوئی مذاق نہیں، موت کا مطلب زندگی کا مکمل خاتمہ نہیں بلکہ نئی ابدی زندگی کا آغاز ہے، مرنے کے بعد یا تو لافانی عیش وعشرت میں جانا ہے یا ہمیشہ ہمیشہ کا دردناک عذاب:

﴿اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ۝ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ ۝﴾ (الانفطار: 13-14)

''بلاشک وشبہ نیکوکار ضرور ہوں گے نعمتوں کی بہشت میں اور یقیناً بدکار لوگ ضرور ہوں جہنم میں۔''

اب انسان کے ساتھ صرف اس کے عمل نے جانا ہے۔ پھر جب قبروں سے اٹھایا جائے گا تو نفسانفسی کا عالم ہوگا۔ بھائی بھائی سے، ماں بیٹے سے اور بیٹا ماں سے...... بھاگے گا، سب رشتے داریاں ٹوٹ جائیں گی:

﴿فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْنَ ۝﴾

(المومنون: 101)

''جب صور پھونکا جائے گا تو نہ تو ان میں رشتے داریاں ہی رہیں گی اور نہ ہی لوگ ایک دوسرے کو پوچھیں گے۔''

اب تو مکمل طور پر انسان اللہ کے حوالے ہوگیا، بروز قیامت اللہ کے سوا کوئی پناہ گاہ نہ ہوگی:

﴿یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ اَیْنَ الْمَفَرُّ ۝ كَلَّا لَا وَزَرَ ۝ اِلٰی رَبِّكَ یَوْمَئِذِ الْمُسْتَقَرُّ ۝ یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَ اَخَّرَ ۝﴾ (القیامه: 10-13)

''کہے گا اس دن انسان کہ ہے کوئی جائے پناہ، ہرگز نہیں، (اب تو) اپنے رب

---

❶ بخاری: 6514.

کے سامنے ہی ٹھہرنا ہوگا، اس دن انسان کو بتلا دیا جائے گا اگلا پچھلا کیا کرایا سب۔“

انسان کی کل کہانی:

مرتے ہی انسان کے نام کی بجائے اسے میت، مردہ کہنا شروع کر دیا جاتا ہے۔ لوگ رو بھی رہے ہوتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ یہ فکر بھی لاحق ہوتی ہے کہ جلد از جلد اسے قبر کے حوالے کر کے بوجھ اتار دیا جائے۔ چنانچہ بے حد محبت کرنے والے عزیز و اقارب بھی ۲۴ گھنٹوں کے اندر اندر اسے کفن پہنا کر قبر کے حوالے کر آتے ہیں۔ اب قریبی رشتہ دار بھی ہفتہ دو ہفتہ میں معمول کی زندگی پر آجاتے ہیں۔ چند ماہ یا سال گزرنے کے بعد مرنے والا ایک افسانہ بن جاتا ہے۔ کچھ ہی سالوں بعد اس کا نام بلکہ خیال تک بھی لوگوں کو بھول جاتا ہے۔ ساٹھ ستر سال بعد قبر کا نشان بھی ختم ہو جاتا ہے اور اسی جگہ نئے مردے دفن کر دیے جاتے ہیں۔ یہ ہے انسان کی کل کہانی، جس نے دنیا اور لوگوں کی خاطر آخرت کی ہمیشہ کی زندگی داؤ پر لگائی۔ جو دنیا کی خاطر جیا اور دنیا کی خاطر مرا۔

دنیا سے حاصل......؟

چند روزہ دنیا کی خاطر انسان ہمیشہ کی نعمتوں کا سودا کر رہا ہے، دیکھا جائے تو یہاں سے حاصل بھی کیا ہے......؟ بیشتر وقت تو مصائب گھیراؤ کیے رہتے ہیں تاہم عموماً روزانہ صبح کا ناشتہ، دوپہر اور شام کا کھانا، کبھی کبھار دعوت وتفریح، مشروبات، پھل، شہوات وغیرہ۔ اور جو کچھ مل بھی رہا ہے وہ بھی دردِ سر سے خالی نہیں، پریشانیاں خوشیوں کے تعاقب میں ہی رہتی ہیں، پھر شادی ہونے اور عمر بڑھنے سے نئی امنگیں بھی دم توڑ چکیں، تو اب کیا رہ گیا... سوائے دھوکے کے؟ یہ بھی معلوم نہیں کس وقت موت ان حقیر لذات کا مکمل خاتمہ کر دے۔ محض اس کی خاطر آخرت کو بھول کر ہمیشہ کی عظیم لذتوں کو کھو دینا کیا عقلمندی ہے......؟ اگر حقیقت سے دیکھا جائے تو دنیا میں آخرت کے لیے زادِ راہ نہ سمیٹنا ہو تو یہ دنیا تو رہنے کی جگہ ہی نہیں۔ اول تو یہاں ہے ہی مصائب و آلام، اگر راحت نصیب ہو بھی جائے تو وہ بے سکونی سے خالی

نہیں۔ یہاں کا فائدہ بھی نقصان اور خدشات سے خالی نہیں، پھر یہاں کی نعمتیں دیکھتے ہی دیکھتے فنا پذیر بھی ہوتی جاتی ہیں۔اس لیے یہاں تھوڑی سی زندگی کے عوض ہمیشہ کی اخروی راحتوں کا حصول بڑا سستا سودا ہے۔کیا ہم یہاں صبر کر کے وہاں رب کی رضا اور لافانی عیش کے حصول کے لیے آمادہ ہیں......؟

دیکھتے ہی دیکھتے ختم:

موت کا قاصد بغیر بتلائے کسی لمحے بھی دستک دے سکتا ہے۔ ویسے تو ایک منٹ کی بھی گارنٹی نہیں لیکن زندگی پوری بھی ہوگئی تب بھی ۶۰،۷۰ سال دیکھتے ہی دیکھتے پل بھر میں گزر جاتے ہیں۔اس برف کے بلاک نے بہت جلد غائب ہوجانا ہے۔ جو وقت آنے والا ہو اس میں تو لگتا ہے کہ وقت ہے لیکن جونہی وقت گزر کر ماضی کا حصہ بن جائے تو وہ خواب محسوس ہونے لگتا ہے۔ سابقہ گزری ہوئی زندگی پر نظر دوڑائی جائے تو پل بھر ہی محسوس ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح جو وقت آگے رہ گیا اس نے بھی بہت جلد گزر جانا ہے۔ پھر یہ حقیقت بروز قیامت اچھی طرح کھل جائے گی۔اس دن انسان اپنی دنیا کی زندگی کی بابت خود اقرار کرے گا:

﴿كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا﴾ (النازعات: 46)

”جس روز دیکھیں گے وہ قیامت کو تو ایسا لگے گا گویا نہیں رہے وہ دنیا میں مگر ایک شام یا ایک صبح۔“

یاد رکھیں! موت روٹین والی زندگی میں آنی ہے۔اس لیے طول عمل کی بجائے اپنی روزانہ کی روٹین والی زندگی کو بہتر کیا جائے۔ اگر معمول کی زندگی ٹھیک نہیں تو مارے گئے۔ زندگی کو ایک سانس پر نہیں لا سکتے تو ایک دن پر تو لے آئیں۔موجودہ وقت کی قدر نہ کرنا اور آئندہ اس کے بہتر ہوجانے کے خواب دیکھنا ہی اصل دھوکا ہے جس کی طرف شیطان ہمیں اکساتا ہے۔

اس عظیم سعادت پر آنے کے لیے:

(۱)...... پختہ فیصلہ کریں۔

(۲)...... برے وقت اور موت کو ہر وقت یاد رکھیں۔

(۳)...... بری صحبت، برے ماحول سے بچیں اور اچھی صحبت: اچھے لوگ (اہل توحید، اہل رسالت اور اہل آخرت)، اچھی جگہیں اور اچھی کتابیں (بالخصوص قرآن حکیم) اختیار کریں۔

(٤)...... اللہ سے دعا کریں۔

ہر دن کے اہداف:

۱۔ قرآن فہمی۔ توحید و رسالت کو سمجھیں اور اس پر قائم رہیں۔

۲۔ عبادات: شوق، ترجیح، خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کریں۔

۳۔ معاملات: درست رکھیں۔

۴۔ گڑگڑا کر دعا واستغفار، بخشش طلب کرتے رہیں۔

باب۱۲

(10)......قتل و غارت پر اکسانا

شیطان چونکہ نسل انسانی کا بدترین دشمن ہے۔ اس ظالم کا ہدف دنیا میں انسان کو تباہ و برباد کرنا اور آخرت میں ہمیشہ کی آگ کا ایندھن بنانا ہے۔ اخروی بربادی کے لیے اس کی کاوش شرک و بدعات سمیت دیگر رذائل پر اکسانے، جبکہ دنیاوی زندگی میں فتنہ وفساد اور قتل و غارت پر آمادہ کرنا اس کا بنیادی ہدف ہے۔ ناحق قتل و غارت ابلیس کا انتہائی محبوب مشغلہ ہے، جس پر اکسانے کے لیے بھی وہ بھرپور قوت سے انسانیت پر حملہ آور ہے۔

دنیوی، ملکی مفادات، کنبہ وقبیلہ، خاندانی عصبیت کی بنا پر لڑائی جھگڑوں کے ذریعے انسانی ہلاکت کا جال تو ابلیس ہمیشہ سے ہی استعمال کر رہا ہے۔ لیکن فی زمانہ مذہب، فرقہ واریت کے نام پر جو باہمی قتل و غارت کا بازار اس مکار دشمن نے گرم کیا ہے وہ بہت بھیانک ہے۔ جس کے نتیجے میں کلمہ گو لوگوں کی اپنی زندگیاں تو اجیرن بنی ہی ہیں، لیکن اقوام عالم میں اسلام انتہائی بُرے طریقے سے بدنام ہوگیا ہے۔ حالانکہ پروردگار نے اس گھناؤنے ظلم سے بچانے کے لیے انتہائی سخت احکامات نازل کئے۔

بات کی مزید وضاحت سے قبل قرآن وسنت کی تعلیمات ملاحظہ کرتے ہیں:

☆...... ﴿وَ اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَ لَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِیَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَ اَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ﴿۸۴﴾﴾ (البقرہ:2: آیت: 84)

”پھر ذرا یاد کرو، ہم نے تم سے مضبوط عہد لیا تھا کہ آپس میں ایک دوسرے کا خون نہ بہانا اور نہ ایک دوسرے کو گھر سے بے گھر کرنا، تم نے اقرار کیا اور تم اس کے شاہد بنے۔“

مزید فرمایا:

☆...... ﴿مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَ مَنْ اَحْیَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ﴾ (المائدہ: 5: آیت: 32)

''اسی سبب سے لکھ دیا تھا ہم نے بنی اسرائیل پر کہ جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا کسی اور سبب سے قتل کیا تو اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے کسی ایک انسان کو بچایا، اس نے گویا تمام انسانوں کو بچا لیا۔''

فساد فی الارض:

سرکشی اور ظلم کے ذریعے سے نظم اجتماعی کی بربادی اور لوگوں کا جینا حرام کر دینا فساد فی الارض کہلاتا ہے۔ ایسی سرکشی اگر بے قابو ہو جائے تو عدالت ایسے لوگوں کے قتل کے احکامات جاری کر سکتی ہے۔

غور فرمائیں کہ اللہ کے ہاں انسانی جان کی قدر و قیمت کس قدر اہم ہے۔ ایک انسان کا ناحق قتل ساری انسانیت کے قتل کے مترادف اور ایک انسان کی جان بچانا ساری انسانیت کی جان بچانے کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔

انسانی جان کی حرمت اللہ کے نزدیک اتنی زیادہ ہے کہ ایک طرف تو قاتل کے لیے جہنم کی وعید ہے تو دوسری طرف اس کے لئے دنیا میں قتل کی سزا مقرر ہے۔ یہی وہ سزا ہے جو معاشرے میں نئے قاتل پیدا نہیں ہونے دیتی۔ کیونکہ اگر جان و مال کی آبرو کا تحفظ اٹھ جائے تو فساد برپا ہو جاتا ہے۔ یہ اصول صرف بنی اسرائیل کے لئے ہی خاص نہیں تھا بلکہ اسلام کی تعلیمات میں یہ اصول ہمیشہ سے کارفرما ہے۔

یہ تو بات تھی عام انسانوں کے قتل کی، اور اہل ایمان مسلمانوں کی بابت اللہ نے

انسانیت کو انتہائی زوردار انداز سے خبردار کردیا:

﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا﴾ (النساء: 4: آیت: 93)

''اور جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے اس کی سزا جہنم ہے، وہ اس میں ہمیشہ رہے گا اور اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہوئی اور اس کے لئے اس نے بڑا سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

خدارا ذرا دل و دماغ کھول کر اس زوردار تنبیہ پر غور فرمائیں کہ جس نے دانستہ طور پر ناحق کسی اہل ایمان مسلمان کی جان لی اور اس کی توبہ (جس کا دنیا میں قاعدہ قصاص یا دیت ہے) نہ ہوسکی تو:

(۱)...... اس کا بدلہ جہنم ہوگا۔

(۲)...... جہنم میں وہ جلے گا ہمیشہ ہمیش۔

(۳)...... وہ بدنصیب اللہ کے غضب کا شکار ہوگیا۔

(٤)...... اللہ کی لعنت اور پھٹکار اس پر آپڑی۔

(٥)...... اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

پیارے ساتھیو! کیا اس ضمن میں غفلت کی کوئی گنجائش باقی رہ گئی ہے۔ کاش ہم ہوش کے ناخن لے کر زندگی بسر کریں۔

جان و مال میں اذیت ونقصان کی راہ اختیار کرنا، اتنا بڑا گناہ ہے کہ انسان دائرہ اسلام سے ہی خارج ہوجاتا ہے:

﴿وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۭ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا

تَكْفُرْ﴾ (البقرہ: 102)

''اور ان کے پیچھے لگ گئے جو سلیمان کے عہد سلطنت میں شیاطین پڑھا کرتے تھے۔ اور سلیمان نے تو کفر نہ کیا تھا بلکہ یہ شیطانوں کا کفر تھا کہ وہ لوگوں کو جادو سکھلایا کرتے تھے، اور بابل شہر میں ہاروت اور ماروت دو فرشتوں پر جو اتارا گیا تھا وہ دونوں بھی کسی شخص کو اس وقت تک جادو نہیں سکھاتے تھے، جب تک یہ کہہ نہ لیتے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آزمائش بن کر آئے ہیں، لہٰذا تم جادو سیکھ کر کفر نہ کرو۔''

جیسا کہ اوپر واضح کر دیا گیا کہ کائنات کے دو سب سے بڑے سنگین ظلم ''شرک'' اور ''قتل ناحق'' ہیں، لہٰذا ظالموں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنا قانون یوں واضح فرمادیا:

﴿اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ (الشوریٰ: 42: آیت: 42)

''یقیناً قابل ملامت وہ لوگ ہیں جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

مزید فرمایا:

﴿وَ اَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ﴾ (المومن: 40: آیت: 18)

''اور انہیں قریب آنے والے دن سے ڈرا دو جبکہ دل غم سے بھر کر گلوں کو آرہے ہوں گے اور ظالموں کا نہ کوئی دوست ہوگا نہ کوئی سفارشی جس کی بات قبول کی جائے۔''

یعنی بروز قیامت ظالموں کی فریادرسی نہ کی جائے گی۔

عارضی حقیر فوائد کی خاطر دوسروں کی جان و مال اور عزت کے ساتھ کھیلنا کیا

عقلمندی ہے؟

فرامین رسول ﷺ سے عبرت:

اس گھناؤنے جرم سے مزید عبرت اور توبہ کے لیے نبی کریم ﷺ کے فرامین پر غور فرمائیں:

❀...... ((المسلم من سلم المسلمون من لسانه و يده.)) ❶

''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔''

یعنی جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ نہیں اس کی مسلمانی کیسی؟

❀...... ''جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ جہنم سے دور اور جنت میں داخل کر دیا جائے تو چاہئے کہ اس کو موت اس حال میں آئے کہ وہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں کے ساتھ وہ برتاؤ کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہو۔'' ❷

کیا ہم اپنے لئے پسند کرتے ہیں کہ ہمیں ناحق قتل کیا جائے......؟

❀...... ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ نہ اس کی خیانت کرتا ہے نہ اس سے جھوٹ بولتا ہے اور نہ اسے بے سہارہ چھوڑتا ہے۔ ایک مسلمان کی عزت، اس کا مال اور اس کا خون دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔'' ❸

❀...... ''مسلم وہ ہے جس کی زبان درازیوں اور دست درازیوں سے مسلمان محفوظ رہیں۔ اور مومن وہ ہے جس کی طرف سے اپنی جانوں اور مالوں کے بارے میں لوگوں کو کوئی خطرہ نہ ہو۔'' ❹

❀...... ''جو شخص ظالم کے ساتھ چلتا ہے تاکہ وہ اس کو تقویت پہنچائے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ ظالم ہے، ایسا شخص اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔'' ❺

---

❶ صحیح بخاری، الایمان، رقم: 10. ❷ صحیح مسلم، الامارہ، رقم: 1844.

❸ ترمذی البر والصلة: 1927، بخاری و مسلم. ❹ ترمذی، کتاب الایمان و الاسلام، نسائی.

❺ شعب الایمان: 54/6، رقم: 7479، مشکوٰۃ: 5135.

حرف آخر!

حجۃ الوداع کے موقع پر حرف آخر کے طور پر نبی کریم ﷺ نے امت کو اس ضمن میں سخت تنبیہ فرمادی:

”بے شک تمھارے خون، تمھارے مال اور تمھاری عزتیں اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمھارے اس دن (10ذوالحجہ) کی حرمت، تمھارے اس شہر اور تمھارے اس مہینے میں ہے۔ اور عنقریب تم اپنے رب سے ملو گے، وہ تم سے تمھارے اعمال کے متعلق باز پرس کرے گا۔ خبردار! تم میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارو! سن لو جو یہاں حاضر ہے، وہ غائب کو یہ باتیں پہنچا دے...... پھر آپ ﷺ نے فرمایا: خبردار کیا میں نے (تمھیں پیغام) پہنچا دیا؟ کیا میں نے (تمھیں پیغام) پہنچا دیا؟ ہم (صحابہ رضی اللہ عنہم) نے کہا ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ گواہ ہو جاؤ۔“ [1]

کیا اب بھی شک کی کوئی گنجائش باقی رہ جاتی ہے۔ لیکن افسوس کہ آج بھی ہم مختلف حیلوں بہانوں سے ایک دوسرے کی جان لینے پر تلے ہوئے ہیں۔ اللہ ہمیں سمجھ عطا فرمائے۔ (آمین)

قتلِ حق:

قتل کی درج ذیل شکلوں کے علاوہ دیگر تمام شکلیں ناحق قتل کے ضمن میں شمار ہوں گی:

قرآنی تعلیمات کی رو سے:

(۱)...... جان کے بدلے جان۔

(۲)...... فساد فی الارض کے بدلے جان۔

(۳)...... جہاد یعنی کفار اور مسلمانوں کی باہم خانہ جنگی کی شکل میں جان۔ جبکہ احادیث

[1] صحیح بخاری، المغازی، رقم: 4406.

وروایات کی روشنی میں ان تین کے علاوہ۔

(۴)...... شادی شدہ زانی کے لیے رجم کی سزا ہے۔

یاد رکھیں! جان کے بدلے جان بھی از خود نہیں لی جاسکتی بلکہ معاملہ قاضی یا عدالت میں لے جانا ہوگا اور یہ کام حکومت وقت کے ذریعے انجام پائے گا۔ اگر حکومت سے انصاف نہ ملے تو قانون ہاتھ میں لے کر فساد برپا کرنے کی بجائے صبر سے کام لے کر معاملہ اخروی عدالت پر چھوڑنا ہوگا۔

انتباہ! جو لوگ بھی مذہب، فرقہ واریت کی بھینٹ چڑھتے ہوئے کلمہ گو باہم مرنے مرانے پر اتر آئے ہیں، وہ ابلیس کے انتہائی طاقتور دھوکے (تزئین) کا شکار ہو چکے ہیں۔ خواہ وہ قتل و غارت رب کے نام کو ڈھال بنا کر، رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام، آل رسول یا آل اصحاب (رضی اللہ عنہم) کے نام کو ڈھال بنا کر کی جائے۔ دنیا میں اس کام کا نتیجہ فساد فی الارض کے سوا کچھ اور نہیں، یہی ابلیس کی کامیابی ہے۔ کیسا ہی معاملہ ہو ہمیں باہم قتل و غارت تک کسی صورت نہیں جانا چاہیے۔ قانون ہاتھ میں لے کسی کی جان لینے کی اجازت نہیں۔ انفرادی طور پر کسی کی خود جان لینے کی بجائے، معاملہ ہر صورت میں قاضی یا عدالت میں ہی لے جانا ہوگا تاکہ فساد فی الارض سے بچا جاسکے۔ ورنہ اس زمین پر ہم سب کے لیے رہنا دشوار ہو جائے گا۔

اللہ ہمیں سمجھ عطا فرمائے۔ (آمین)

باب ۱۳

(11)......محض شکل وصورت پر فیصلہ

مذکورہ حوالے سے ابلیس کا عمل دخل یوں ہے کہ:

تقویٰ و پرہیز گاری، حق و باطل اور ولایت کا معیار اسلام کی فرائض و واجبات اور حلال وحرام پر مبنی انتہائی ضروری تعلیمات (توحید پر آنا اور شرک سے بچنا، رسالت پر آنا اور آبا پرستی سے بچنا، سنت کو اپنانا اور بدعات سے بچنا، اخلاقیات و معاملات: منافقت، خیانت، جھوٹ، دھوکہ دہی، بدیانتی، بے حیائی...... سے اجتناب) کی بجائے صرف چند ظواہر (ظاہری وضع قطع) بلکہ شکل وصورت (حسن، چمک دمک، رنگ و رعنائی وغیرہ) بنا دینا۔ ظاہری وضع قطع اور شکل وصورت کی چمک دمک اگر اچھی ہے تو لوگوں کی نظر میں ولی اللہ ہے، خواہ کتنی ہی بڑی بڑی باطنی برائیاں اس میں موجود ہوں۔ فی زمانہ مسلمانوں کو ابلیس نے بُری طرح سے اس دھوکے کا شکار کرلیا ہے۔

نوٹ:

ا۔ اسلام نے جس حلیہ ولباس کو ضروری قرار دیا ہے، اس پر تو کوئی کلام نہیں۔ اس کا تو ہمیں ہر صورت لحاظ رکھنا ہے، بلکہ اس کا لحاظ نہ رکھنا بھی ابلیسی دھوکہ ہے۔ لیکن دین کا کلی معیار حلیہ ولباس کو بنالینا اور اس ضمن میں جو چیزیں ضروری نہیں بھی ہیں، انہیں فرض و واجب سے بڑھ کر ضروری قرار دینا۔ اور جو انہیں نہ اپنائے اسے دین میں کوئی اہمیت نہ دینا اگرچہ وہ تمام ضروریات دین پر کاربند بھی ہو...... یہ ابلیس کا بڑا دھوکہ ہے، جس کے ذریعے اس نے ضروری دین کی پابندی سے نظریں اوجھل کروا کر محض ظواہر کو معیار بنوا دیا ہے۔ باقی ضروری دین کو اپنانے کے بعد افضل و مستحب اعمال اپنانا

مزید قرب کا باعث ہے۔

۲۔ حسن نیت اور اچھے عمل کے اثرات بھی چہرے پر آ سکتے ہیں۔ یہ اثرات نورانیت اور چمک دمک اور رنگ و رعنائی کی بجائے شکل وصورت سے خوف وخطر، دہشت اور کراہت کا دور ہو کر معصومیت اور بھلی صورت کے نمودار ہونے کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں۔ تاہم معیار کسی کی شکل وصورت نہیں بلکہ حسن نیت اور حسن عمل ہے۔ لیکن انبیاء کرام علیہم السلام کا معاملہ مختلف ہے، انہیں اللہ تعالیٰ احسن سیرت کے ساتھ ساتھ احسن نورانیت سے بھی نوازتا ہے۔

اب ہم مذکورہ حوالے سے قرآن وسنت سے رہنمائی لیتے ہیں:

قرآن وسنت سے رہنمائی:

اللہ تعالیٰ نے منافقین کے بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿وَ اِذَا رَاَیْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَ اِنْ یَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ؕ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ﴾ (المنافقون: 63: آیت: 4)

”(اے نبی!) جب تو انہیں دیکھو تو ان کے جسموں (کی خوشنمائی) پر تجھے تعجب ہو، جب یہ باتیں کرنے لگیں تو تو ان کی باتوں پر کان لگالے، گویا یہ لکڑیاں ہیں دیوار کے سہارے لگائی ہوئی۔“

یہاں منافقین کے ظاہر اور باطن کی تصویر کشی کی گئی ہے۔ حلال وحرام کی تمیز کے بغیر اکٹھی کی گئی دولت، اچھے حالات اور خوش خوراکی کی وجہ سے پلے ہوئے جسم، متناسب اعضا، ظاہری حسن و جمال، اور چہرے کی رونق وشادابی کی وجہ سے جسم خوشنما معلوم ہوں گے۔ یہ رونق وشادابی اور رنگ و رعنائی اس قدر کہ رسول اللہ ﷺ بھی تعجب کریں۔ اسی طرح چرب زبانی، چالاکی و ہوشیاری، زبان کی فصاحت و بلاغت کی بدولت جب خطاب کرتے تو سامعین کا دل موہ لیتے اور لوگ ان کی گفتگو کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ یہ تو ان کے ظاہر کی تصویر کشی ہے لیکن باطن ایسا کہ گویا دیوار کے ساتھ لگی ہوئی کھوکھلی لکڑیاں ہیں، یعنی ان کے

پر رونق جسموں کے اندر جو دل ہیں وہ مردہ ہیں۔ یعنی ظاہر تو بہت خوبصورت اور پر کشش ہے لیکن باطن کچھ بھی نہیں۔

دیکھا جائے تو یہی دو چیزیں ہیں (جسم کی خوبصورتی اور بات کا پر کشش انداز) جنکی بنیاد پر عام طور پر لوگ متاثر ہوتے ہیں۔ اگر یہی معیار ہے تو پھر تو منافقین زیادہ نمبر لے گئے جن کی رونق و رعنائی اور پر اثر خطاب کی تصدیق خود قرآن نے کر دی ہے۔ افسوس کہ آج دل، باطن، تقویٰ کی بجائے کسی کے ولی ہونے یا نہ ہونے کا پیمانہ ایسے ہی ظواہر بن چکے ہیں۔

پیمانہ:

اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے کسی کے نیک ہونے کا پیمانہ اور دین کا معیار شکلوں صورتوں کی بجائے باطن کی خوبصورتی اور اعمال کو قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((ان اللہ تعالٰی لا ینظر الی اجسامکم، ولا الیٰ صورکم، ولٰکن ینظر الی قلوبکم او اعمالکم.)) [1]

''اللہ تعالیٰ تمھارے جسموں اور تمھاری صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمھارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے۔''

بات بالکل واضح ہوگئی کہ اللہ کے نزدیک پیمانہ و معیار شکلوں صورتوں کے حسن و جمال کی بجائے حسن نیت، قلب و روح کی پاکیزگی، خدا خوفی، تقویٰ و پرہیز گاری ہے۔ اگر کسی نے بات مانی ہو تو حقیقت کے واضح ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں رہ گیا۔

شکل وصورت اور منفرد مذہبی لباس (مخصوص لباس، خاص ڈیزائن کی ٹوپی پگڑی وغیرہ) کے ذریعے اپنے آپ کو دوسروں سے ممیّز وممتاز کرنے سے تو ویسے بھی ہر ممکن بچنا چاہئے۔ کیونکہ یہ چیزیں بالآخر ریا کاری، شہرت اور تکبر کا باعث بن جاتی ہیں۔ جس کے انجام کی بابت پیارے رسول ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص شہرت کی خاطر کوئی عمل کرتا ہے تو (بروز قیامت) اللہ تعالیٰ اس شخص کو

---

[1] مسلم، البر والصلة والادب رقم: 6543.

(لوگوں کے سامنے) ذلیل فرمائے گا۔'' ❶

مزید فرمایا:

''ایک شخص ہمیشہ اپنے آپ کو (اونچا) لے جاتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے متکبرین میں لکھ دیا جاتا ہے، چنانچہ وہ اسی عذاب سے ہمکنار ہوگا جس سے متکبرین ہوں گے۔'' ❷

اگر ہمیں لوگوں کے ہاں عزت درکار ہے تو اس کے لئے تو شان وشوکت، شکل وصورت اور لباس کی ضرورت ہے۔ لیکن اگر اللہ کے ہاں عزت و مقام چاہئے تو اس کے ہاں پیمانہ ''اخلاص وتقویٰ'' ہے نہ کہ محض ظواہر کی درستگی۔ بطور عبرت درج ذیل حدیث کو دل میں جگہ دے کر شیطان سے بچ جائیں:

''ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا، آپ ﷺ نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے شخص سے پوچھا کہ اس شخص کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟ اس نے جواب دیا: یہ شخص بڑے لوگوں میں سے ہے۔ اللہ کی قسم یہ شخص اس لائق ہے کہ اگر (وہ کسی عورت کے بارے میں) لوگوں کی جانب منگنی کا پیغام بھیجے تو (اس کا نکاح) ہوجائے اور اگر (کسی حاکم کے پاس) سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول ہو۔ سیّدنا سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (یہ جواب سن کر) رسول اللہ ﷺ خاموش ہوگئے (اس کے بعد) ایک اور شخص گزرا تو رسول اللہ ﷺ نے اس شخص سے پوچھا کہ اس کے بارے میں تیری کیا رائے ہے؟ اس نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول ﷺ یہ شخص فقیر مسلمانوں میں سے ہے۔ یہ شخص اس لائق ہے کہ اگر یہ منگنی کا پیغام بھیجے تو اس کا نکاح نہ ہو اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ ہو اور اگر کوئی بات کرے تو اس کی بات کو نہ سنا جائے۔ (یہ سن

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، رقم: 6499.

❷ جامع ترمذی، باب الغضب والکبر، رقم: 5111.

کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (یہ اکیلا شخص) اس (پہلے) شخص جیسے لوگوں سے بھری زمین سے بھی کہیں بہتر ہے۔" [1]

سبحان اللہ! اگر نظر اللہ کے ہاں عزت و مقام پر ہوگئی تو وارے نیارے ہوگئے۔

ظاہری حسن و جمال کا تعلق:

جہاں تک معاملہ ظاہری حسن و جمال اور رونق و شادابی کا ہے تو اس کا تعلق:

۱۔ رب کے عطا کردہ حسن و جمال اور خوبصورتی کے ساتھ ہے جو صرف اہل اسلام کے لیے ہی خاص نہیں بلکہ غیر مذاہب کو بھی بلاتفریق حسن و جمال سے نوازا گیا۔ اگر واقعتاً شکل و صورت ہی معیار ہے تو اس پر مسلمان تو درکنار غیر مذاہب کے پیشوا مسلمانوں سے زیادہ نمبر لیتے نظر آتے ہیں۔ بہت سے لوگ مرزا قادیانی کی شکل و صورت سے متاثر تھے۔ اکثر سکھ اپنی پگڑی اور ڈاڑھی کے ساتھ نہایت نورانی نظر آتے ہیں۔ تو پھر اس معیار پر انہیں بھی قبول کر لینا چاہیے......؟ غیر مسلم حسن و جمال کے حامل مذہبی پیشواؤں کی بے شمار مثالیں ٹی وی اور انٹرنیٹ پر آج بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔

۲۔ رونق و شادابی کی دوسری بڑی وجہ اچھا رہن سہن اور عمدہ غذا ہے۔ نورانی چہرے والوں کو چند دن گرمی کی شدت اور دھوپ میں کام کرنا پڑ جائے یا بیماری آجائے، یا کھانے پینے میں کمی بیشی ہوجائے تو دو دن میں ہی سارا نور ختم ہوجائے گا۔

۳۔ اسباب کی دنیا میں جسم میں پائے جانے والے مختلف وٹامنز کو جسمانی خوبصورتی وصحت کا ذریعہ بنایا گیا ہے جیسے: وٹامن (C, D, E, K) اور بالخصوص (B-12) کا تعلق چہرے کی رونق و رعنائی اور چمک دمک سے ہے۔ ان وٹامنز کی مناسب مقدار سے چہرہ بارونق، جبکہ کمی سے رونق و رعنائی ماند پڑ جاتی ہے۔

کچھ عرصہ قبل کسی دوائی کے سائیڈ ایفیکٹ (Side Effect) کی وجہ سے میرا وٹامن (B-12) کم ہوگیا۔ جس کے نتیجے میں میری رنگت بھدی ہوگئی، رونق و رعنائی جاتی رہی......

---

[1] مشکوٰۃ: 5236۔ بخاری و مسلم.

جس پر مجھے یہ سننا پڑا کہ اللہ تم سے ناراض ہوگیا ہے۔ اس کی تائید اب تمھارے ساتھ نہیں رہی..... چنانچہ میں نے ڈاکٹر سے رابطہ کیا، ڈاکٹر نے مجھے (B-12) کے انجکشن تجویز کئے۔ جن کے بعد الحمد للہ صورت حال کافی بہتر ہوگئی۔ جس پر وہی لوگ اب یہ کہنے لگے، لگتا ہے آپ تائب ہوگئے ہیں...... یہ میڈیکل معاملہ اگر میرے ساتھ پیش نہ آیا ہوتا، تو شاید اس شیطانی دھوکے کی حقیقت کو پوری طرح میں بھی نہ سمجھ پاتا۔

۳۔ حسن نیت اور اچھے عمل کے اثرات بھی چہرے پر آسکتے ہیں۔ یہ اثرات نورانیت اور چمک دمک اور رنگ و رعنائی کی بجائے شکل وصورت سے خوف وخطر، دہشت اور کراہت کا دور ہو کر معصومیت اور بھلی صورت کے نمودار ہونے کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں۔

غیر منصفانہ طرزِ عمل:

وہ لوگ جو شکل وصورت سے حق و باطل اور ولایت کا فیصلہ کرتے ہیں وہ خود بھی غیر منصفانہ طرز پر عمل پیرا ہیں۔ ان کے اپنے پسندیدہ فرقے کا کوئی پیشوا چمک دمک کا حامل ہوگا تو اسے ولی اللہ قرار دیں گے جبکہ دوسرے گروہ کا پیشوا اگرچہ نورانیت اور چمک دمک میں اس کے فرقے کے علماء سے زیادہ بھی ہو اس کی نورانیت کو شیطانیت کہہ کر رد کر دیا جاتا ہے، اس بات کا مجھے خود بارہا مشاہدہ ہو چکا ہے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ ظاہری چمک دمک کا حامل عالم اگر فرقہ تبدیل کر لے تو پہلے فرقے والے اب اس کی چمک دمک کو شیطانیت قرار دے دیں گے حالانکہ اپنے فرقے میں وہ اسے نورانیت کا سرٹیفیکیٹ دے چکے تھے۔ افسوس کہ امت مسلمہ شیطان کا لقمہ بنتے ہوئے حقیقت سے بہت دور جا گری۔

اللہ کے نزدیک پیمانہ ومعیار:

یاد رکھیں کسی کے حق وباطل اور ولایت کا فیصلہ محض ظاہری وضع قطع اور شکل وصورت کی چمک دمک اور رونق سے ہرگز نہیں بلکہ درج ذیل خوبیوں کی بنا پر کیا جائے گا:

''اخلاص، حسن نیت، سچائی، تقویٰ و پرہیز گاری، شرک و بدعت سے اجتناب، دیانتداری، عدل و انصاف، رزق حلال، امانت داری، شرم و حیاء، اعلیٰ اخلاقیات، صبر و برداشت، عفو و درگزر، غصہ پر قابو کرنا، پاکیزگی، نظم و ضبط،

اعتدال، ایفائے عہد، تکبر، اسراف وتبذیر، طعن و تشنیع اور غیبت سے بچنا، دوسروں کو ایذا دینے سے گریز کرنا، کاوش وقربانی...... وغیرہ۔''

حلیہ ولباس:

وضع قطع اور حلیہ ولباس کے حوالے سے وہ باتیں جو اسلام میں ضروری ہیں ملاحظہ فرمالیں:

(۱)...... شکل وصورت، وضع قطع یا لباس میں ایسی صورت اختیار کرنا جو کسی دوسرے مذہب کی مذہبی علامت ہو یا جس سے روکا گیا ہو جیسے: بالوں کا قزع، بھنوں کا ڈیزائن، فرنچ کٹ، جسم گندوانا...... وغیرہ ممنوع ہے۔

(۲)...... ایسا تنگ لباس جس سے جسم کے چھپائے جانے والے اعضاء کا اظہار ہو منع ہے۔

(۳)...... ریشم کا لباس مرد کے لیے منع ہے۔

(٤)...... مرد کے لباس کی عورت سے اور عورت کی مرد سے مشابہت ممنوع ہے۔

(۵)...... ڈاڑھی مبارک: اس معاملے میں اہل علم کی تحقیق کا خلاصہ یوں ہے:

کئی اہل علم کے نزدیک شیو کی بجائے بالوں کا اتنا بڑھانا کہ جس پر ڈاڑھی کا اطلاق ہو سکے واجب ہے۔ اس کے بعد مزید بڑھا کر کم ازکم ایک مشت کرنا سنت ہے۔ جبکہ بعض کے نزدیک ایک مشت کرنا بھی واجب ہے۔ (واللہ اعلم)۔

اس ضمن میں یہ بات ذہن نشین رہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام، ان کے پیروکار سمیت ہمارے پیارے رسول ﷺ اور ان کے اصحاب (رضی اللہ عنہم) سے متواتر ڈاڑھی کا رکھنا ہی ثابت ہے۔ بلکہ نسل انسانی کی ابتدا سے ہی مسلم غیر مسلم بلا تفریق سب ڈاڑھی رکھتے تھے۔ یہ تبدیلی بہت بعد میں شروع ہوئی۔

حلیہ ولباس کے حوالے سے اگر کوئی ان شرائط کو ملحوظ رکھتا ہے تو وہ الحمدللہ، اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی راہ پر ہی ہے۔ ان شرائط کو ملحوظ رکھنے کے بعد ظاہر کی مزید درستگی کے ساتھ ساتھ زیادہ فکر باطنی برائیوں کی اصلاح پر رہے گی تو اللہ کے ہاں ہم نجات یافتہ ہو

سکیں گے۔لیکن ظاہر کی درستگی اور باطن کا مذکورہ بگاڑ ہوا تو اللہ کی پکڑ سے بچنا مشکل ہو جائے گا۔اللہ ہماری اصلاح فرمائے۔(آمین)

آپ ﷺ کی ضروری سنت تو بیان ہوگئی باقی لباس میں سفید رنگ آپ ﷺ کو زیادہ پسند تھا۔ یہ نفیس بھی ہے اور نقصان دہ شعاؤں، حرارت وغیرہ سے حفاظت (Safety Measures) کا ذریعہ بھی۔ یہ فرض و واجب تو نہیں ،لیکن اس سنت کو اپنانا مزید ثواب کے ساتھ ساتھ صحت کے لیے بھی مفید ہے۔تاہم آپ ﷺ نے سبز، سرخ لباس بھی استعمال فرمایا۔

اسی طرح: عمامہ شریف ،ٹوپی ،زلفیں رکھنا بھی افضل و مستحسن ہے لیکن انہیں نہ اپنانے پر گناہ نہیں۔ یہ چیزیں بھی درحقیقت دماغ کو موسمی اثرات: گرمی و سردی کی شدت، حادثات: چوٹ، آگ...... وغیرہ سے بچاؤ کے لیے خالق کی طرف سے عنایت کردہ حفاظت: (دماغ کی Skull، جلد، بالوں) کے ساتھ مزید حفاظت کا ذریعہ ہیں۔ جیسا کہ جدید دور میں ہیلمٹ، ہیٹ وغیرہ کا سہارہ لیا جاتا ہے۔زلفیں گردن کی گدی میں موجود حرام مغز کو گرمی کی شدت سے بچانے کا ذریعہ ہیں۔ ان سب سنتوں کو اپنانا مزید ثواب کے ساتھ ساتھ صحت کے لیے بھی مفید ہے۔

اس ضمن میں دو انتہائیں ہیں:

دنیا دار لوگ ان چیزوں کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے (جو کہ بہت بڑا خسارہ ہے) جبکہ مذہبی لوگ انہیں لازم قرار دیتے ہوئے تقویٰ کا کلی معیار ہی ظواہر کو قرار دیتے ہیں (جبکہ ہمیں حکم تبدیل کرنے کی بجائے انہیں افضل و مستحب کے درجے میں ہی رکھنا چاہیے)۔

فرائض و واجبات کی ادائیگی کے ساتھ مستحبات پر عمل پیرا ہونا مزید قرب کا باعث ہے۔ لیکن اگر کوئی ایسی چیزوں پر عمل نہ بھی کر سکے تو بحیثیت مسلمان نبی کریم ﷺ کی ہر سنت سے دلی محبت ہونی چاہیے۔

باب ۱۴

(12)......ترجیحات کوملحوظ نہ رکھنا

اسلام کی ساری تعلیمات کا حکم ایک جیسا نہیں۔ کچھ چیزیں فرض ہیں، کچھ واجب، سنت موکدہ، سنت غیر موکدہ، نفل، مستحب، افضل، غیر افضل...... اسی طرح کچھ حرام وممنوع، ناپسندیدہ، مکروہِ تحریمی، تنزیہی......وغیرہ۔

ان ترجیحات کا خیال نہ رکھنے کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دین کی اصل بنیادیں پس پشت ڈل جاتی ہیں اور زندگی کی بہت ساری توانائی ان چیزوں پر صرف ہو جاتی ہے جن کے بارے میں شاید پوچھا بھی نہیں جانا۔ بلکہ فرقہ واریت کے تناظر میں تو صورت حال یہ ہے کہ بہت سی غیر ضروری چیزوں یہاں تک کہ بدعات (ایمان وعمل میں) وغیرہ کو بھی اصل دین بنا لیا گیا ہے۔ جبکہ انتہائی اہم چیزوں کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ مسئلے کی سنگینی جاننے کے لیے درج ذیل مثال پر غور فرمائیں:

> ''مثال کے طور پر آپ کسی کو کسی کام پر بھیجیں۔ اسے آنے جانے، کھانے پینے، رہنے سہنے کا خرچہ سمیت اچھی اجرت بھی دیں۔ وہ جب وقت گزارنے کے بعد واپس آئے، اس سے پراگرس پوچھی جائے۔ تو جو کام آپ نے دیا ہو وہ تو اس نے نہ کیا ہو۔ اس کے برعکس اپنی مرضی سے کئے ہوئے بہت سارے کاموں کی تفصیل بتلائے تو آپ پر کیا گزرے گی......؟''

لہٰذا ہمیں سب سے پہلے دیکھنا ہے کہ ہمارا خالق ہم سے کیا کام کروانا چاہتا ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں ہمارے خالق کے کام کی لسٹ کچھ یوں ہے:

ا۔ احکاماتِ قرآن سے آگاہی۔

۲۔ شرک سے بچنے اور توحید پر قائم رہنے کو زندگی کی اولین ترجیح بنانا۔ جو اس دھوکے میں آکر کہ امت مسلمہ سے شرک ختم ہو چکا ہے۔ کلمہ گو شرک کا ارتکاب کر ہی نہیں کرسکتا...... شرک کی تفہیم اور اس سے بچنے سے غافل ہو گیا، وہ ابلیس کی بدترین لپیٹ میں آکر ہلاک ہو گیا۔

۳۔ اندھی و جامد تقلید سے بچ کر رسولوں علیہم السلام کی پیروی اختیار کرنا۔ رسالت کو کما حقہ سمجھنا اور تسلیم کرنا۔ اپنی سوچ، فرقے، مسالک، گروہ، جماعتیں، علماء، امام، پیر حضرات...... ان سب کو اللہ و رسول ﷺ کی تعلیمات کے تابع کرنا۔

۴۔ بدعات کی بجائے سنت کو لازم پکڑنا۔

۵۔ فرض عبادات (نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) کو شوق، خشوع وخضوع اور اولین ترجیح سے ادا کرنا۔

۶۔ اخلاقیات و معاملات میں دین کے احکامات: عدل و انصاف، دیانتداری، حرمت جان، حرمت مال، سچائی، عہد و پیمان، امانت داری، رزق حلال، شرم و حیاء، حق کفالت، حلیہ ولباس سمیت...... دیگر احکامات کو ملحوظ رکھنا۔

رذائل:

قتل ناحق، چوری، غیبت، بدکاری، سود، بے حیائی، بغض، حسد، کینہ، بہتان، دھوکہ و فریب، وعدہ خلافی، امانت میں خیانت، ملاوٹ، بدظنّی، بخل و کنجوسی، اسراف وتبذیر۔ فتنہ و فساد، لڑائی جھگڑا، بداخلاقی، گالی گلوچ ...... سے بچنا۔ عبادات کو اختیار کرنا تو پھر بھی قدرے آسان ہے، لیکن مذکورہ اخلاقی برائیوں سے بچنا بہت مشکل کام ہے۔

۷۔ دعوت دین (امر بالمعروف اور نہی عن المنکر) میں ہم سب پر عائد کم از کم ذمہ داری یعنی اپنے حلقہ اثر، اپنی رعیت تک تو اس ذمہ داری کو لازمی نبھانا ہے۔

۸۔ دین کی اشاعت اور انسانی ہمدردی کے لیے اپنی حیثیت کے مطابق مال خرچ کرتے

رہنا۔ جس مسجد میں ہم صوم وصلوٰۃ کی ذمہ داری ادا کرتے ہیں، اس کی ضروریات، ماہانہ اخراجات کی اگر ہمیں پروانہیں تو پھر ایمان کیسا۔؟

۹۔ ضرورت پڑنے پر اہل حکام (امیر المومنین) کی طرف سے کفار کے خلاف جہاد کی کال پر لبیک کہنا۔ جہاد یہ نہیں کہ ہر کوئی انفرادی طور پر خون بہانا شروع کردے۔ یہ شرائط کے تحت ہے۔ یہ ایک اجتماعی عمل ہے، جو ناگزیر حالات میں اسلام اور اپنے وطن کے دفاع کے لیے ضروری ہوگا۔

ان لوازم کو ملحوظ رکھنے کے بعد، بدعات سے بچتے ہوئے زائد اعمال: صدقہ وخیرات، حسن سلوک، نوافل ومستحبات اختیار کرنا نورٌ علیٰ نور ہوگا۔

باب۱۵

(13)......تقویٰ میں غلو (حد سے تجاوز)

حدود و قیود اور قانون و دائرے میں رہنا نجات و عافیت جبکہ حدود و قیود کی پروا نہ کرتے ہوئے حد سے تجاوز کرنا خسارے کی راہ ہے جس پر ابلیس ابھارتا ہے۔ حد سے تجاوز کی کئی شکلیں ہیں جیسے:

مخلوقات کی شان و عظمت، عزت و توقیر کے حوالے سے مخلوق کو خالق کی صفات کا متصف ٹھہرا کر شرک جیسے قبیح جرم کا مرتکب ہونا غلو ہے۔ جبکہ جس شان و عظمت، عزت و مقام سے خالق نے مخلوقات کو نوازا ہے، اس کا بھی انکار کرنا تفریط ہے۔ غلو کی ایک اور شکل خالق کی نافرمانی، گناہوں کے ارتکاب سے حدود قیود سے تجاوز کرنا ہے۔

اسی طرح دین پر عمل پیرا ہونے، تقویٰ اور اللہ کی بندگی میں انبیاء علیہم السلام کے اسوہ کو ملحوظ رکھنے کی بجائے اپنی مرضی سے عبادات میں غلو کرتے ہوئے دین کے متقاضی معیار سے ہٹ کر کسی ایک طرف جھک جانا، جبکہ دیگر لوازم کو نظر انداز کر دینا بھی ایک دھوکہ بلکہ بدعات کا چور دروازہ ہے، جیسے:

۱۔ زیادہ بندگی کی نیت سے بلا کسی طبعی عذر کے مجرد رہنا یعنی نکاح کو ترک کر دینا۔

۲۔ ساری رات عبادت، اپنی صحت اور نیند کا خیال نہ رکھنا۔

۳۔ تقویٰ میں تجاوز کرتے ہوئے جائز و حلال چیزوں کا استعمال، کھانا پینا بھی ترک کر کے (جسم میں ضروری اجزا، وٹامنز کی عدم دستیابی کی بنا پر) اپنی صحت و زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھنا۔ بعض پیر حضرات اپنی غیر معیاری پراڈکٹس بیچنے کی خاطر لوگوں کو مارکیٹ میں موجود معیاری اشیاء (دودھ، انڈے، مرغی، گھی......) کے استعمال سے بھی

روک دیتے ہیں کہ یہ چیزیں تقویٰ و پاکیزگی کے معیار کے منافی ہیں۔

۴۔ سارے وسائل، ساری دولت انفاق کر دینا اور اپنا اور اپنی فیملی کی ضروریات کا خیال نہ رکھنا۔

اسی طرح کی بہت سی اور شکلیں بھی ہیں، جن سے بچانے کے لیے خالق نے انبیاء علیہم السلام کو رول ماڈل بنایا اور قرآن حکیم میں ان کے اسوہ کو مضبوطی سے تھامنے کی سخت تلقین فرمائی ہے۔ بات کو سمجھنے کے لیے چند دلائل ملاحظہ فرمائیں:

(۱)...... ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝﴾ (الحجرات: 49: آیت: 1)

''اے اہل ایمان اللہ اوراس کے رسول سے آگے نہ بڑھو، اور اللہ سے ڈرتے رہو، یقیناً وہ سننے والا جاننے والا ہے۔''

(۲)...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رسی بندھی ہوئی دیکھی تو پوچھا یہ کیا (اور کس لیے) ہے؟ کہا گیا یہ زینب (رضی اللہ عنہا) کے لیے ہے۔ جب وہ (عبادت کرتے ہوئے) تھک جاتی ہیں تو اِس سے لٹک جاتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ کرو اسے کھول دو جب تک ہشاش بشاش رہو تو نماز پڑھو اور جب تھک جاؤ تو بیٹھ جاؤ۔ [1]

(۳)...... مفہوم: دورِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تین اشخاص نے تین فیصلے کئے:

''ایک نے کہا میں ہمیشہ ساری رات نماز میں قیام کی حالت میں گزارا کروں گا۔ دوسرے نے کہا میں ہمیشہ ہر دن روزہ رکھوں گا۔ تیسرے نے کہا میں نکاح نہیں کروں گا (بلکہ جو وقت بیوی بچوں کو دینا ہے) وہ بھی اللہ کی عبادت میں صرف کروں گا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت ناراض ہوئے اور فرمایا: سن لو! اللہ کی قسم میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا

---

[1] صحیح بخاری ''کتابُ التھجد'' رقم: 1150، صحیح مسلم.

ہوں، تم سب سے زیادہ تقویٰ اختیار کرنے والا ہوں۔ دیکھو میں روزے رکھتا بھی ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں۔ (رات کو) نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں نے عورتوں سے شادی بھی کی ہے (پس یہ سارے کام میری سنت) ہیں اور جس نے میری سنت (یعنی میرے دین کے طریقے) سے اعراض کیا وہ مجھ میں سے نہیں (یعنی میری امت میں سے نہیں)۔" ❶

(۴)...... آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ آپ ﷺ نے دیکھا کہ ایک شخص کھڑا ہے۔ آپ ﷺ نے اس کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے عرض کیا: اس کا نام ابواسرائیل ہے۔ اس نے نذر مانی ہے کہ یہ کھڑا رہے گا اور بیٹھے گا نہیں۔ نہ یہ سایہ استعمال کرے گا اور نہ کسی سے بات کرے گا اور روزے سے رہے گا۔ یہ سن کر نبی ﷺ نے فرمایا: اسے حکم دو کہ یہ بات کرے، سایہ استعمال کرے اور بیٹھ جائے اور اپنے روزے کو پورا کرلے۔" ❷

(۵)...... سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ تاکید سے فرمایا:

((هلك المتطعون.))

"حد سے تجاوز کرنے والے ہلاک ہوگئے۔"

متطعون:

اعتدال سے تجاوز کرتے ہوئے، اپنے اقوال وافعال میں بے حد غلو اور مبالغہ سے کام لینا۔

---

❶ صحيح بخاري: 5063. ❷ صحيح بخاري، رقم: 4704.

باب١٦

دیگر ابلیسی دھوکے

سابقہ ابواب میں ابلیسی دھوکوں (تزین۔Deception) کی حقیقت کو قدرے تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔طوالت سے بچنے کے لیے کچھ دیگر ابلیسی دھوکوں کی مختصر نشاندہی پیش خدمت ہے۔زندگی نے وقت دیا اورضرورت محسوس ہوئی تو اسی کتاب کے دوسرے حصے کے طور پر ان کی وضاحت ان شاء اللہ قلمبند کی جائے گی۔

(14)......فرقہ واریت

یہ اسلام میں انتہائی ناپسندیدہ فعل ہے جس پر پروردگار نے انتہائی سخت عذاب کی وعیدیں نازل فرمائی ہیں۔اور نبی کریم ﷺ نے اس جرم میں ملوث لوگوں کے ساتھ لاتعلقی کا اظہار کیا ہے ۔کیونکہ اس کا شکار ہونے کے نتیجے میں بہت سی قباحتیں انسان کا مقدر بن جاتی ہیں،جیسے:

(١)...... اتحادو یکجہتی کا خاتمہ،تعصب و تنگ نظری۔

(٢)...... باہمی عداوت و دشمنی۔

(٣)...... سچائی کی پیروی کی توفیق سے محرومی۔

(٤)...... دین کی ساری تعلیمات کی بجائے صرف اپنے فرقے کے موافق تعلیمات (اسلام کے سارے احکامات کی بجائے صرف :حنفی، مالکی، شافعی،حنبلی، بریلوی، دیوبندی، اہلحدیث،شیعہ......) تک محدود رہنا۔

(٥)...... قرآن وسنت سے اعراض۔

(٦)...... قرآن وسنت کی غلط تاویل وتحریف۔

(٧)...... حقیقی قلبی سکون واطمینان سے محرومی، اور

(۸)...... سب سے بڑھ کر اخروی خسارہ۔

انہیں قباحتوں کی بنا پر ابلیس اس مد میں بھی اپنا بھرپور عمل دخل کرنے کی کوشش کرتا ہے، اور قرآن کی سخت وعیدوں کے باوجود مسلمان فرقہ واریت کا شکار ہو چکے ہیں۔

فرقہ واریت کیا ہے؟:

قرآن وسنت کی ٹھوس تعلیمات کی روشنی میں فرقہ واریت:

''تعلیمات وحی کو مضبوطی سے نہ تھامنا، اللہ کی طرف سے نازل کردہ واضح تعلیمات کی موجودگی میں بھی انہیں رہنما نہ بنانا اور رسولوں کے پیچھے نہ لگنا فرقہ واریت ہے۔تعلیمات وحی سے انحراف عمومی طور پر فرقہ واریت ہے یعنی جو دین وشریعت یا واضح احکام اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر علیہ السلام پر نازل فرمائے ان سے ہٹ جانا یا ان کی بجائے بلا دلیل کسی اور چیز کو دین کا معیار قرار دینا فرقہ واریت ہے۔عمومی طور پر تو قرآن وسنت سے انحراف فرقہ واریت میں داخل ہے لیکن خصوصاً شرک کا ارتکاب یا توحید باری تعالیٰ کو مرکزی اہمیت نہ دینا الگ فرقہ بنانا ہے۔''

اگر کوئی گروہ یا جماعت مذکورہ بیان کردہ قباحتوں اور فرقہ واریت کے جرم کی زد میں نہیں آتا تو اس کے لئے خیر ہی خیر ہے۔ کہنے کو تو سب اس جرم سے براءت کا اظہار کریں گے لیکن حقیقتاً مسلمان الا ماشاء اللہ بہت بُرے طریقے سے ابلیس کے اس دھوکے کی لپیٹ میں آچکے ہیں۔اللہ ہماری اصلاح فرمائے۔(آمین)

اس ضمن میں تفصیل کے لیے دیکھئے:

''امت اسلامیہ کا اتحاد'' اور ''مجموعہ تحاریر: باب:23، 24، 25''

☆......☆......☆

(15)......خرق عادت امور کو بنیاد بنانا

راست دین پر گامزن رہنے اور ابلیس سے بچنے کا بالکل آسان اور سیدھا راستہ اپنے ہر ہر عقیدے اور عمل کی توثیق کے لیے قرآن وسنت کے محکم دلائل کو بنیاد بنانا ہے۔ لیکن جب انسان اس مضبوط اور محفوظ بنیاد کو اہمیت نہیں دیتا، اسے مضبوطی سے نہیں تھامتا تو انسان ابلیس کی چالوں کی زد میں آجاتا ہے۔ انہیں میں سے ایک بہت مضبوط چال قرآن کی آیات کو معیار بنانے کی بجائے خرق عادت (عقل کو عاجز کرنے والے) امور کو بنیاد بنانا ہے۔

ابتدا میں چونکہ نسل انسانی شعور کی پختگی پر نہیں تھی، اس لیے انہیں ایمان کی طرف لانے کے لیے حسی معجزات کو بھی استعمال کرنا پڑا۔ زمانہ نبوی میں چونکہ انسان ارتقائی عمل سے گزر کر شعور کی پختگی حاصل کر چکا تھا، اس لیے اللہ تعالیٰ کو بغیر کسی حسی نشانی کے، قرآن پر ایمان مقصود تھا۔ کیونکہ نشانی دیکھ کر ایمان لانے کا وہ درجہ نہیں جو بغیر نشانی دیکھے ایمان بالغیب کا ہے۔ اس لیے نبی کریم ﷺ کو بطور ''دلیلِ نبوت'' معجزہ بھی وہ دیا گیا جو تا قیامت تھا یعنی ''قرآن مجید'' جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

> ''تمام انبیاء کو ایسے معجزات دیئے گئے جنہیں دیکھ کر (اس زمانہ کے) لوگ ایمان لائے لیکن مجھے جو معجزہ دیا گیا ہے، وہ قرآن ہے جو بذریعہ وحی دیا گیا ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ قیامت کے روز مجھ پر ایمان لانے والے تعداد میں سب سے زیادہ ہوں گے۔'' (صحيح بخاري، فضائل القرآن)

بہرکیف اہل ایمان کی تقویت کے لیے وقتاً فوقتاً اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر کئی معجزات ظاہر فرمائے تھے۔

عقل کو عاجز کرنے والے امور کا اثر انسان پر جادو کی طرح ہوتا ہے۔ اللہ جل جلالہٗ کی خاص رحمت شامل حال ہو تو انسان بچتا ہے۔ خوارقِ عادت امور کی تین بڑی اقسام ہیں:

(۱)...... معجزہ (۲)...... کرامت اور (۳)...... استدراج یا شعبدہ بازی

معجزہ اور کرامت تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ جبکہ استدراج شیطان کی طرف سے اور استدراج کلمہ گو اور کافر سب پر ہوسکتا ہے۔ ضروری نہیں کہ ہر عقل کو عاجز کرنے والا کام استدراج ہو یا کرامت ہی ہو۔ اس کی پہچان صرف شریعت کا معیار ہی ہے۔ بچت کا رستہ یہی ہے کہ قطعی علم قرآن وسنت پر دین کی بنیاد رکھی جائے۔ جہاں تک معاملہ خرقِ عادت امور وغیرہ کا ہے وہ بھی کم وبیش سب مکاتب فکر میں موجود ہیں، کہیں زیادہ کہیں کم۔ لوگ چونکہ صرف اپنے پسندیدہ مکتب فکر سے آگاہ ہوتے ہیں اس لیے انہیں دوسروں کی کرامات سے آگاہی نہیں ہوتی اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ایسے معاملات صرف ہمارے گروہ کے ساتھ ہی خاص ہیں۔ پاکستان کی دو بڑی جماعتیں تبلیغی جماعت اور دعوتِ اسلامی، ان دونوں جماعتوں میں کشف وکرامات جیسے واقعات بکثرت سنے سنائے جاتے ہیں۔ اِسی طرح جہادی تنظیموں میں بھی غیر معمولی واقعات موجود ہیں۔ اگر حق کی دلیل یہی چیزیں ہیں تو پھر سب گروہ صراط مستقیم پر ہونے چاہئیں۔ بات کو سمجھنے کے لیے غور فرمائیں:

❀......مولانا رشید احمد گنگوہی صاحبؒ کی سربراہی میں ۱۰۰ افراد پر مشتمل قافلہ بذریعہ ٹرین بمبئی جا رہا تھا کہ فجر کے وقت ٹرین ایک سٹیشن پر رکی، تو جب تک مولانا گنگوہی صاحب نے نماز مکمل نہ کی ٹرین کوشش کے باوجود بھی نہ چل سکی۔ اور جب مولانا صاحب فارغ ہوکر سوار ہوئے تو ٹرین چل پڑی۔ تفصیل کے لئے دیکھئے: (تاریخ مشائخ چشت، صفحہ:۲۷۷، مکتبۃ الشیخ ۳/۴۴۵، کراچی)

❀......اسی طرح مغرب کے وقت ٹرین جب نواب گنج اسٹیشن پر رکی تو کوشش کے باوجود بھی نہ چل سکی جب تک امام احمد رضا صاحبؒ نماز سے فارغ ہوکر ٹرین پر سوار نہ ہو گئے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے: (تذکرہ امام احمد رضا، رسالہ نمبر۳۳، صفحہ۱۷، مکتبۃ المدینہ)

یہ صورت حال جب اہلسنت (بریلوی) حضرات، دیوبندیوں کے متعلق دیکھتے ہیں تو وہ خیال کرتے ہیں کہ یہ کرامت خود سے کسی نے گھڑ کر لکھ دی ہے۔ جبکہ ایسا ہی خیال

اہلسنت (دیوبندی) ان کے متعلق کرتے ہیں۔ جبکہ امام احمد رضا صاحبؒ کا مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب رحمہ اللہ کے متعلق (ملفوظات 'حصہ اول ص۔ ۱۰۹، ناشر اکبر بک سیلر لاہور') میں تحریری فتویٰ موجود ہے کہ: ''جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔''

تو اب بتلائیں کہ سوائے قرآن وسنت کے محکم دلائل پر کاربند رہنے کے، ہدایت کا اور کون سا راستہ رہ جاتا ہے......؟

سابقہ انبیا کرام علیہم السلام کے معجزات ان کے زمانے کے لیے تھے اور معجزہ دکھانے کے لیے نبی کا ہونا ضروری تھا، جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ''عصا'' صرف ان کے ہاتھ میں معجزہ تھا۔ جبکہ ہمارے عظیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا عظیم معجزہ دیا گیا جو قیامت تک کے لیے ہم سب کے لیے بھی زندہ و جاوید معجزہ ہے۔ اس ضمن میں دلائل کی بنیاد پر مزید تفصیل جاننے کے لیے دیکھئے ہماری تحریر:

''توحید کا جامع تصور''

☆......☆......☆

(16)...... بیماریوں سے شفا

قرآن وسنت کے پختہ نصوص کو معیار حق بنانے کی بجائے کسی کے دم، دعا سے بیماری کی شفایابی کو معیار بنا کر قرآن وسنت سے بے بہرہ رہ کر ایسے لوگوں کو دین کا معیار ونمونہ بنالینا بھی نرا دھوکہ ہے۔

کچھ عرصہ قبل کچھ لوگوں کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ اہلسنت سے اہل تشیع مسلک میں اس وجہ سے چلے گئے کہ اہل تشیع کے بزرگوں کی طرف سے دم کردہ پھل (سیب) کھانے سے ان کو اولاد کی نعمت ملی۔ اب ان کا یہی کہنا ہے کہ اگر اہل تشیع حق مذہب نہیں تو پھر اتنا بڑا کام کیسے ہوا؟

ایسے معاملات بطور انعام اللہ کی طرف سے بھی ہو سکتے ہیں اور آزمائش کی خاطر

شیاطین کی کارستانی بھی۔ دراصل دین یہ نہیں کہ ایسی چیزوں سے متاثر ہوکر انسان فرقے بدلتا رہے بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ فرقہ واریت سے بچتے ہوئے دلیل کی بنیاد پر حق بات کی پیروی کی جائے۔حقیقت حال جاننے کے لئے درج ذیل روایت پر غور فرمائیں:

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''دم جھاڑ، گنڈے اور منکے اور جادو کی چیزیں یا تحریریں شرک ہیں۔ان کی اہلیہ نے کہا: آپ یہ کیوں کر کہتے ہیں؟ اللہ کی قسم! میری آنکھ درد کی وجہ سے گویا نکلی جاتی تھی تو میں فلاں یہودی کے پاس جاتی اور وہ مجھے دم کرتا تھا۔ جب وہ مجھے دم کرتا تو میرا درد رک جاتا تھا۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ شیطان کی کارستانی ہوتی تھی، وہ تیری آنکھ میں اپنی انگلی مارتا تھا۔تو جب وہ (یہودی) دم کرتا تو (شیطان) باز آجاتا تھا۔حالانکہ تجھے یہی کچھ کہنا کافی تھا جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

((اذهب الباس رب الناس اشف انت الشافی ، لا شفاء الا شفاوك شفاء لا يغادر سقماً .)) [1]

''اے لوگوں کے رب! دکھ دور کردے، شفا عنایت فرما، تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفا کے سوا کہیں کوئی شفا نہیں، ایسی شفا عنایت فرما جو کوئی دکھ درد باقی نہ رہنے دے۔''

یہ بات معلوم ہوگئی کہ جب غلط اور شرکیہ اعمال کئے جائیں تو شیاطین حرکت میں آجاتے ہیں، انسان اللہ کی بارگاہ سے دھتکار کر شیاطین کے حوالے کر دیا جاتا ہے، ۔ یہ انسان کی آزمائش کے لئے ہے۔اصل بات سمجھنے والی یہی ہے کہ دین کے لئے ایسی چیزوں کو معیار بنانے کا کہیں بھی حکم نہیں بلکہ قرآن وسنت کا پختہ علم ہی حق اور سچ کا معیار ہے۔ ویسے

---

[1] مستدرك للحاكم، ابوداؤد، كتاب الطب،ابن ماجه، ابواب الطب،مسند امام احمد ، باب عبد الله بن مسعود.

بھی اس طرح کے معاملات سب مکاتب فکر میں ہیں۔ مسلمان تو درکنار کفار میں بھی یہ چیزیں موجود ہیں جن میں عیسائی اور ہندو جوگی سر فہرست ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن وسنت کو تھامنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

☆......☆......☆

(17)......قلبی سکون

قرآن وسنت کی واضح تعلیمات کو معیار نہ بنانے کی ایک اور بڑی وجہ قلبی سکون کو دلیل بنانا ہے۔ مختلف مکاتب فکر کے لوگوں کا کہنا ہے کہ اگر ہم ٹھیک راستے پر نہیں تو ہمیں مختلف دینی اعمال میں ذہنی سکون کیوں حاصل ہوتا ہے؟ اس ضمن میں جب مختلف لوگوں کا مشاہدہ کیا گیا تو درج ذیل حقائق سامنے آئے:

i- لوگ چونکہ اپنے اپنے پسندیدہ گروہ تک محدود رہتے ہیں اس لیے وہ خیال کرتے ہیں کہ صرف انہیں کے گروہ میں ایسی کیفیات پائی جاتی ہیں۔ ہمارے مشاہدے کے مطابق ایسی کیفیات سب میں موجود ہیں۔

ii- مسلمانوں کے گروہ تو درکنار اہل کتاب کفار کے اپنے مذہب پر برقرار رہنے کی بڑی وجہ ایسی ہی کیفیات ہیں۔ دور نہ جائیں پاکستان میں موجود عیسائی حضرات سے آپ بات کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ان لوگوں کے گرجوں میں جانے کی بڑی وجہ وہاں ذہنی سکون حاصل ہونا اور مصائب وآلام کا دور ہونا ہے۔ ایسے مشاہدات ہمیں کئی عیسائیوں سے سننے کو ملے جب انہیں اسلام کی دعوت دی گئی۔ انکا یہی اصرار تھا کہ اگر ہمارا مذہب غلط ہے تو ہمیں ایسی کیفیات کیوں نصیب ہوتی ہیں......؟

قابل توجہ:

ہم یہ نہیں کہتے کہ اللہ کی بندگی سے ذہنی سکون حاصل نہیں ہوتا، یہ ضرور ہوتا ہے۔ جہاں اللہ کا ذکر ہو وہاں فرشتوں کا نزول ہوتا ہے جو تسکین کا باعث بنتا ہے۔ اللہ کی یاد سے دلوں کو

سکون ملتا ہے۔ جو بھی اخلاص سے اللہ کو یاد کرے گا اس پر اللہ کی رحمت ہو گی۔ لیکن ایسی کیفیات حق و باطل کیلئے حتمی دلیل نہیں ہوسکتیں، ابلیس کے تزین سے بچنے کے لیے، حق و باطل کا معیار قرآن وسنت کے واضح احکام ہی ہیں۔ ہمیں انہیں کو مضبوطی سے پکڑنا چاہیئے۔ اگر قلبی سکون کو دلیل بنایا جائے تو پھر اس دعویٰ کی بنیاد پر سب (کلمہ گو اور بغیر کلمہ گو) حق پر ہیں۔

☆......☆......☆

(18)......اندر کا مفتی

انسان کے اپنے اندر اس کے ذہن میں بے شمار قسم کے خیالات و نظریات گردش کرتے رہتے ہیں۔ مذہبی حوالے سے جس قسم کے ماحول اور حلقہ اثر میں انسان کے شب و روز گزرتے ہیں اسی کی مناسبت سے انسانی ذہن مختلف قسم کے بے شمار نظریات کی زد میں رہتا ہے۔ ہر ہر معاملے میں انسانی ذہن اپنی رائے اور رہنمائی پیش کرتا ہے، جس کے مطابق انسان اپنے لئے غلط اور صحیح کا انتخاب کرتے ہوئے اپنی زندگی کی ترجیحات مرتب کرتا جاتا ہے۔ گویا انسان کے اپنے اندر ایک مفتی موجود ہے۔

اس مفتی کے حوالے سے بڑی اہم سمجھنے والی بات یہ ہے کہ اس کا فتویٰ اور رائے ہر ایک کے لیے مختلف ہوتا ہے۔ مثلاً ایک ہی مسئلے میں: بریلوی حلقہ اثر میں پرورش پانے والے شخص کو اندر کا مفتی کوئی اور رائے دے گا، اسی مسئلے میں دیوبندی کو اور، اہلحدیث کو کوئی اور جبکہ شیعہ کو بالکل ہی کوئی اور۔ ایک ہی مسئلے میں ہر ایک کے لیے اپنے اندر کے مفتی کا فتویٰ تو درست ہی ہوگا جبکہ دوسرے کا فتویٰ کسی کے لیے بھی قابل قبول نہ ہوگا۔

بندے کے اندر کا مفتی دو قوتوں کے زیر اثر ہوتا ہے، (۱) رحمٰن کے، یا (۲) شیطان کے۔

ہر نومولود کو طبع سلیم پر پیدا کیا جاتا ہے۔ عقل و شعور ملنے کے بعد جب بھی پہلی مرتبہ سچائی سامنے آجائے، جو خوش نصیب اپنی خواہش نفس کو سچائی کے تابع کرتے ہوئے سچائی کو من وعن تسلیم کرلے، اللہ تعالیٰ اس کی طبع سلیم کو سلامت رکھتا ہے، اس کے اندر کا مفتی نفس و شیطان کی بجائے، اللہ کی رہنمائی (قرآن وسنت) کی روشنی میں فتویٰ دیتا ہے۔ جبکہ ایسا بد

نصیب جو پہلی مرتبہ سچائی سامنے آنے پر اپنی خواہش نفس، پسندیدہ مسلک و اکابرین کے تحفظ میں سچائی کو نہ مانے، تاویل وتحریف سے اسے مسخ کر دے، تو اسے ہدایت سے دور کرتے ہوئے شیطان کے سپرد کر دیا جاتا ہے:

﴿هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ۝٢٢١ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۝٢٢٢﴾

(الشعراء:222-221)

''کیا میں تمہیں بتلاؤں کہ شیطان کس پر اُترتے ہیں؟ وہ ہر جھوٹے گنہگار پر اُترتے ہیں۔''

اب اندر کا مفتی شیطان کے زیر اثر حق کو باطل اور باطل کو حق بنا کر بڑی بڑی قسمیں اٹھا کر اسے حق پر ہونے کا یقین دلاتا رہتا ہے۔ اس لیے ابلیس سے بچنے کا واحد حل ''وجدان'' کی بجائے نصوص قرآن وسنت کے ساتھ تمسک اختیار کرنے میں ہے۔

☆......☆......☆

(19)......خوابوں کا دھوکا

خواب بھی رہنمائی کا ایک ذریعہ ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کے خواب تو اللہ ہی کی طرف سے ہوتے ہیں جبکہ دیگر لوگوں کے لیے یہ رحمان کی طرف سے بطور رہنمائی بھی ہوسکتے ہیں اور ہوائے نفس اور ابلیس کی طرف سے بھی۔ جانچ اور پرکھ کے لیے کسوٹی شریعت کی تعلیمات ہی ہیں۔ اس ضمن میں مختلف نیک لوگوں (پیر حضرات) کی شکل میں ابلیس خواب میں آکر غلط پٹیاں پڑھاتا ہے جیسے: شرک، باہمی عداوت و دشمنی، نقصان، قتل و غارت پر اکسانا وغیرہ۔ یہاں تک کہ وہ جھوٹ موٹ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) بن کر بھی غلط احکامات جاری کرتا ہے۔ ابلیس خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت تو اختیار نہیں کرسکتا لیکن غلط راہ پر اکسانے کے لیے کسی بھی اور نورانی شکل میں آکر یہ کہہ سکتا ہے کہ میں تمھارا نبی ہوں۔ جیسے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ سے کچھ لوگوں نے سوال کیا کہ:

''سماع کے ساتھ اگرچہ نعتیہ قصیدے منع ہیں لیکن برادر عزیز میر نعمان اور کئی

لوگوں نے آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے کہ مجلس مولود خوانی سے بہت خوش ہیں۔ اس وجہ سے اب ہمارے لیے اس کام کو ترک کرنا بہت مشکل ہے۔ اس پر آپؒ نے فرمایا! ''کہ شیطان بڑا بھاری دشمن ہے جب منتہی اس کے مکر سے لرزاں اور ترساں ہیں تو پھر متوسطوں اور مبتدیوں کا کیا کہنا'' مزید یہ کہ آپؒ سے سوال کیا گیا کہ شیطان تو آپ ﷺ کی صورت میں متمثل نہیں ہو سکتا؟ فرمایا حضور ﷺ کی صورت اختیار نہیں کر سکتا (لیکن کسی بھی اور صورت میں آ کر یہ کہہ سکتا ہے کہ میں تیرا نبی ہوں)۔'' [1]

صحیح بخاری کی مذکورہ روایت نمبر۶۹۹۳ کے مطابق بیداری کے علاوہ خواب میں زیارت کی تصدیق بھی آپ ﷺ کی اصل شکل مبارک سے ہوگی جس کی یقینی تصدیق صحابہ رضی اللہ عنہم ہی کر سکتے ہیں۔ کیونکہ شیطان کسی بھی اور شکل میں آ کر یہ کہہ سکتا ہے کہ میں تمہارا نبی ہوں۔ زیارت کرنے والے لوگ مختلف قسم کے حلیے بتلاتے ہیں کچھ کا کہنا ہے سفید لباس، سفید ڈاڑھی، سفید امامہ مبارک...... وغیرہ، حالانکہ جب آپ ﷺ کی وفات مبارک ہوئی تو سر اور ڈاڑھی مبارک ملا کر بھی آپ ﷺ کے بیس سے زیادہ سفید بال نہ تھے (دیکھئے بخاری: 3548)۔ اس لیے خواب میں بھی تصدیق آپ ﷺ کے اصل حلیے مبارک سے ہوگی اور یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ زیارت میں جو رہنمائی دی جا رہی ہے وہ شریعت کے دائرہ میں ہے یا نہیں؟ اور یہ بھی اس شخص کے لیے انفرادی بات ہوگی نہ کہ اس کا اطلاق پوری امت پر کیا جائے گا۔ آج بھی بعض لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہمیں خود رسول اللہ ﷺ نے خواب میں آ کر فرمایا کہ قادیانی مذہب حق ہے اسے قبول کرلو وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا بچنے کا واحد حل قرآن وسنت کی تعلیمات ہیں جو نبی کریم ﷺ ہم تک پہنچا چکے ہیں۔

☆......☆......☆

---

[1] مکتوبات نمبر:273،ص۔585-586، جلد اول، مترجم، ضیا القرن پبلی کیشنز، 2004۔

(20)......قرابت داری کو خیر آباد

اسباب کی دنیا میں جینے کے لیے اللہ نے دنیاوی سہارے بنا کر انہیں رشتوں میں باندھا ہے۔ یہاں انسان اکیلا نہیں رہ سکتا۔ اسباب کی اس دنیا میں ایک کو دوسرے کی حاجت ہے۔ مصائب و آلام کی یہ زندگی باہمی تعاون کے بغیر نہیں گزر سکتی۔ اس لیے خالق کائنات نے انسان کو رشتوں کے ساتھ جوڑ کر حقوق العباد کے حوالے سے اخلاقی احکامات کا پابند کیا ہے۔

قرابت داری میں قرآن نے بالخصوص رحمی رشتوں کے لحاظ کا تقاضا کیا ہے۔ رحمی رشتے: والدین، اولاد، بہن، بھائی، نانا نانی، دادا دادی، خالہ، ماموں، چچا، پھوپھی، بھانجا بھانجی، بھتیجا بھتیجی وغیرہ ہیں۔ مشکل مصیبت میں ان کے کام آنا، ان کی خبر گیری رکھنا، خوشی غمی میں شمولیت کرنا اور قطع تعلقی سے بچنا ان کے اہم حقوق ہیں۔

ترتیب:

قرابت داری میں پہلا حق والدین اور بیوی بچوں کا اس کے بعد بہن بھائی پھر نان کے اور داد کے وغیرہ کا ہے۔ اسی ترتیب کے تحت قرابت داری کے لیے صلہ رحمی (بنیادی ضروریات، مشکل مصیبت میں مدد، خوشی غمی میں شراکت وغیرہ) کا استحقاق ہے۔

ابلیس کے دھوکے کی شکل یہ ہے کہ حقوق العباد میں لوگ اللہ کی ترجیح کو بھول چکے ہیں۔ رشتے داروں سے قطع تعلقی جبکہ دیگر لوگوں سے دوستیاں۔ اللہ دیگر لوگوں سے دوستی سے منع نہیں کرتا، لیکن پہلے رشتے دار ہیں اس کے بعد دیگر لوگ۔ جبکہ ہمارا معاملہ الٹ ہو چکا ہے۔ قرآن میں خالق نے اپنے اور اپنے رسولوں علیہ السلام کے بعد والدین کا درجہ رکھا ہے۔ ہم نے والدین کو پس پشت ڈال کر اس سے بڑا درجہ پیر حضرات کو دے دیا ہے۔ بلاشبہ رشتے داروں کو راضی رکھنا بہت مشکل کام ہے۔ لیکن واپس آجائیں اور اللہ کے حکم اور اس کی رضا کی خاطر اس قانون کو ہر ممکن ملحوظ رکھنے کا عہد کریں۔

حقوق العباد کی پاسداری کا نسخہ:

حقوق العباد میں پاس ہونا بہت ہی مشکل کام ہے۔اس میں ناکامی کی دو بڑی وجوہات ہیں: (۱) انسان کا اپنا حرص و لالچ اور (۲) حسد کی بنا پر دوسروں کی طرف سے پہنچے والی تکالیف اور نقصانات۔

جب تک کسی سے فائدہ ملتا رہے تعلقات درست رہتے ہیں ،لیکن جونہی فائدہ رکا یا نقصان کا اندیشہ ہوا تو دوستی دشمنی میں تبدیل ہوجاتی ہے۔ انصاف اور لحاظ جاتا رہتا ہے۔ لہٰذا حقوق العباد میں سرخروئی صرف دو وجوہات کے تحت ہی ممکن ہوسکتی ہے:

(۱)...... بندوں کی رضا کی بجائے اللہ کی رضا مندی،اور

(۲)...... اخروی نجات کو ملحوظ رکھنا۔

ا۔ بندوں کی رضا کی بجائے اللہ کی رضا مندی:

عموماً لوگوں سے تعلقات محض دنیوی اغراض و مقاصد کے تحت ہی ہوتے ہیں۔ ہماری نظر اللہ کی رضا مندی کی بجائے محض لوگوں کو خوش کرنے پر ہوتی ہے۔ مفادات کی خاطر تعلقات اور دوستیاں نبھائی جاتی ہیں، حالانکہ دنیا داری کی نیت سے کسی کا کتنا ہی فائدہ کرلیا جائے پھر بھی وہ خوش نہیں ہوپاتا، گلے شکوے نہیں جاتے۔ کہیں ایک جگہ بھی اونچ نیچ ہوجائے تو سب کیا کرایا بے کار ہوجاتا ہے۔لیکن جب لوگوں کے ساتھ تعلقات اللہ کی رضا مندی کی خاطر ہوں گے تو ان شاء اللہ ایسی نوبت نہیں آئے گی۔ لوگوں کا فائدہ جب اللہ کو خوش کرنے کی غرض سے کریں گے تو شکوے شکائتوں کی نوبت نہیں آئے گی۔ ان شاء اللہ دوسروں سے ایذا پر صبر کی توفیق جبکہ فائدے پر شکر کی توفیق نصیب ہوگی۔

۲۔اخروی نجات:

مخلوق سے تعلق کی غایت جب اللہ کی رضا کے ساتھ ساتھ دوزخ کی آگ سے بچاؤ اور اللہ کی عظیم نعمتوں یعنی جنت کا حصول ہوگی تو ان شاءاللہ حقوق العباد کی پاسداری آسان ہوجائے گی۔

جب تک ان دو باتوں کو سختی سے ملحوظ نہ رکھا جائے حقوق العباد کی پاسداری شاید ممکن نہ ہو سکے۔

بنیادی اُصول:

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے بہت حقوق رکھے ہیں لیکن اللہ و رسول ﷺ کی ناراضگی کے عوض بندوں سے تعاون قابل قبول نہیں۔ مثال کے طور پر لوگوں کی خاطر بلا عذر جماعت ترک کرنا...... غلط رسم و رواج کو اپنانا وغیرہ۔ بندوں کی خیر خواہی دین کے تحت ہونی چاہیے۔ جس نے اللہ کے احکام کو پسِ پشت ڈال کر لوگوں کو خوش کیا وہ خسارے کی راہ پر چڑھ گیا، ارشاد ربانی ہے:

''اے ایمان والو! (کہیں) تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کردے اور جس نے بھی ایسا کیا تو وہ لوگ خسارہ پانے والے ہوگئے۔''

(المنافقون :9:63)

(21)......شرم و حیاء کا لحاظ نہ رکھنا

دنیوی مرغوباتِ نفس کے حوالے سے انسان پر دو بہت بڑے امتحان ہیں:

(۱)...... جنسی شہوات اور (۲)...... مال کا

اللہ کو حیا بہت پسند ہے جبکہ شیطان کو بے حیائی۔ شیطان بہت بے حیا ہے اور اسے بے حیائی بہت محبوب ہے اور بے حیائی پر اُکساتا ہے:

﴿وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ﴾ (البقرہ: 268)

''اور (شیطان) تمھیں بے حیائی کا حکم دیتا ہے۔''

دیندار تو الحمد للہ، اس ابلیسی دھوکے کو دھوکہ ہی سمجھتے ہیں، لیکن دنیادار لوگوں کو ابلیس نے اس طاقتور جادو کے ذریعے بہت بُرے طریقے سے قابو کیا ہے۔ نسل انسانی عموماً شرم و حیاء پر آنے اور پردہ کو اپنانے پر کسی صورت آمادہ نہیں۔ اور موجودہ پرفتن دور میں تو ذاتی

اغراض و مقاصد کے لیے عورت کو شو پیس بنا دیا گیا ہے۔ اشتہارات ہوں یا پبلک ڈیلنگ کا معاملہ تجارت، ملازمت اور کاروبار سمیت زندگی کے ہر شعبہ میں بے پردگی و بدنظری کا سیلاب امڈ آیا ہے۔

اس حوالے سے اپنے آپ کو بچانے کے لیے سب سے پہلے قرآن وسنت کی تنبیہات سے آگاہی اور پردہ کی غایت جاننا ضروری ہے۔

پردہ کی غایت؟:

ایک مسلمان کے لیے تو یہی بات کافی ہے کہ: اللہ کا حکم ہے، اس کا لحاظ ہر ممکن رکھنا ہے۔ تاہم اس کی کئی وجوہات میں سے درج ذیل دو بنیادی وجوہات ہیں:

۱۔ پاکیزہ نسل انسانی کی دستیابی۔

۲۔ تطہیر: بے پردگی و بدنظری قلب کی گندگی اور نجاست کا سبب ہے۔ یہ انسان کی روحانیت اور اخلاق و کردار کو تباہ کر کے رکھ دیتی ہے۔ سکون و اطمینان جاتا رہتا ہے اس کی جگہ اضطراب، بے سکونی، بے چینی اور گندگی لے لیتی ہے۔ پروردگار نے فرمایا:

﴿ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّ﴾ (الاحزاب: 53)

''یہ (حجاب و پردہ) تمھارے اوران کے دلوں کی پاکیزگی کا بہترین ذریعہ ہے۔''

۳۔ سب سے شدید جذبہ: جسے پردہ کے احکامات کو سختی سے ملحوظ رکھے بغیر قابو نہیں کیا جا سکتا۔

شرم وحیاء کی پاسداری اور فرامینِ رسول ﷺ:

ہر وہ شخص جسے ہمیشہ کی زندگی کی فکر ہے، وہ پیارے رسول ﷺ کی تنبیہات پر غور وفکر کرتے ہوئے، آگ سے بچنے کی فکر کرے:

ایمان اور حیا لازم وملزوم:

جہاں ایمان ہوگا وہاں حیا ضرور ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فان الحياء من الايمان .)) [1]

---

[1] متفق علیه، مشكوٰة كتاب الادب: 5070.

''حیاء ایمان میں سے ہے۔''

جس میں حیاء نہیں!

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جب حیا نہ رہی تو پھر جو چاہو کرو۔'' (بخاری: باب حیا و شرم)

یعنی: اسلام کا پٹہ اتر گیا، اللہ کے کاغذوں سے نکل گیا، شاید حساب کتاب ہی نہ ہو۔

واضح رہنمائی:

آپ ﷺ نے واضح کر دیا:

''غلط دیکھنا آنکھ کا زنا ہے، غلط بولنا زبان کا زنا ہے اور نفس، تمنا اور خواہش کرتا ہے اور شرمگاہ ان تمام امور کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔'' [1]

خلوت میں عورت کے پاس جانا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''غیر محرم عورتوں کے پاس تنہائی میں جانے سے بچو، ایک انصاری نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! دیور یا جیٹھ وغیرہ کے بارے میں بتلائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دیور یا جیٹھ تو موت ہے۔'' [2]

مزید فرمایا:

((لا يخلون رجل با مراة الا مع ذى محرم .)) [3]

''کوئی مرد ہرگز کسی غیر محرم عورت کے ساتھ خلوت اختیار نہ کرے مگر محرم کے ساتھ۔''

یعنی نامحرم مرد اور عورت اکیلے کہیں بھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ ایک اور حدیث [4] میں آپ ﷺ نے فرمایا جب بھی غیر محرم مرد اور عورت اکٹھے ہوں گے ان کے ساتھ

---

[1] صحیح بخاری: 6343.
[2] صحیح بخاری: 5232.
[3] صحیح بخاری: 5233.
[4] سنن ترمذی: ٩٣٧.

تیسرا شیطان ہوگا۔

باریک اور تنگ لباس:

باریک اور تنگ لباس شرم و حیاء کے منافی ہے، جسے پہننے پر آنحضرت ﷺ نے سخت ترین وعید فرمائی:

''وہ عورتیں جنہوں نے (بظاہر) لباس پہنا ہوا ہے (لیکن) درحقیقت (ان کے بدن ننگے) ہیں، وہ (لوگوں کو اپنی جانب) مائل کرنے والی ہیں، مٹک مٹک کر چلنے والی ہیں، ان کے سر لمبی گردنوں والے اونٹوں کی کوہانوں کی طرح اٹھے ہوئے ہوں گے (یعنی بالوں یا جوڑوں کے سٹائل سے)، وہ عورتیں جنت میں داخل نہ ہوں گی (بلکہ) جنت کی خوشبو بھی نہ پاسکیں گی جبکہ جنت کی خوشبو بہت دور کی مسافت سے (بھی) محسوس کی جا سکے گی۔'' [1]

شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلنا:

شوہر کی اجازت کے بغیر عورت کو گھر سے نہیں نکلنا چاہیے، تفصیل کے لیے دیکھئے۔ [2]

کسی کے بھی فائدہ میں نہیں!

اگر سوچا جائے تو بے حیائی کسی کے بھی فائدے میں نہیں۔ ہر کوئی یہ تو ضرور چاہتا ہے کہ اسکی: ماں، بیوی، بیٹی اور بہن کی عزت محفوظ رہے۔ جس کی طرف بھی غلط نظر ڈالی جا رہی ہے، وہ بھی کسی نہ کسی کی ماں، بیوی، بیٹی یا بہن ہو سکتی ہے۔ یاد رکھیں! ساری کائنات اللہ کی ہی مِلک ہے، تمام وسائل اسی کے قبضہ میں ہیں۔ اگر ہم اللہ کو مانتے ہیں تو ہماری ترقی اس کی فرمانبرداری کے ساتھ مشروط ہے، اسے ناراض کر کے ہم کبھی بھی حقیقی معنوں میں خوشحال نہیں ہو سکتے، کوئی فائدہ مل بھی گیا تو بہت عارضی ہوگا۔ خواتین کی تعلیم و تربیت اور ملکی تعمیری سرگرمیوں کے لیے حتی الامکان اختلاط سے پاک الگ ادارے قائم کیے جائیں۔ اللہ تعالیٰ

---

[1] مشکوٰۃ: 3524، مسلم۔ [2] بخاری، نمبر: 873۔

نے تمام نسل انسانی کے اپنے فائدے کے لیے خبردار کردیا:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ﴾ (سورہ نور آیت: 19)

''بلاشبہ وہ لوگ جو بے حیائی پھیلانا چاہتے ہیں اہل ایمان میں، ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔''

پیارے دوستو! آخر کیوں ہم بہت ہی حقیر، عارضی فائدوں کے لیے عورت کو شوپیس بناتے ہوئے بے حیائی پھیلانے کا سبب بن رہے ہیں......؟

اس ضمن میں مزید تفصیل اور اللہ کے قانون سے آگاہی کے لیے دیکھئے ہماری تحریر: پردہ (تحریر نمبر۔12)

☆......☆......☆

(22)......اولاد کی دینی تربیت سے غفلت

دنیا میں انسان کو بھیجے جانے کا مقصد اللہ کی بندگی یعنی اس کے قانون کے تابع رہ کر زندگی گزارنا ہے۔اس مقصد کے حصول کے پانچ اہداف ہیں:

(۱)...... خالق کی معرفت۔

(۲)......اس کی عبادت۔

(۳)...... بقائے نسل انسانی کا ذریعہ بننا۔

(٤)...... صحیح دینی رہنمائی (انبیاء علیہم السلام والا کام)۔

(۵)...... انسانی ہمدردی / خدمت خلق۔

تیسرا ہدف یعنی بقائے نسل انسانی کا ذریعہ بننا، معاشرے میں ایسے مفید نئے انسانوں کو لانے کا سبب بننا جو اللہ کے قانون کے تابع رہ کر زندگی بسر کریں، جو ملک وملت کے لیے مفید ہوں......انسان پر بہت بڑی ذمہ داری ہے۔

لیکن ابلیس بھر پور کوشش کرتا ہے کہ انسان اپنی اولاد کی دینی تربیت نہ کر پائے۔ بچوں کو اچھا کھلانا، عمدہ رہائش، ان کی کفالت...... اس میں ابلیس کو کوئی خاص تکلیف نہیں۔ اس کے لئے اصل پریشانی کی بات اولاد کی دینی تربیت ہے۔ جس کی بدولت وہ اللہ کے فرمانبردار (ایمان دار، عبادت گزار، اللہ کی یاد، اخلاقیات و معاملات میں اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے) بن جائیں۔ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ (حتیٰ کہ مذہبی لوگ بھی) بہت کم اس کی فکر اور پروا کرتے ہیں۔ حالانکہ دین نے ہمارے اوپر ان کی کفالت کے ساتھ ساتھ دینی و دنیاوی تربیت کی لازمی ذمہ داری عائد کی ہے: سات سال کے بچے کو اپنے ساتھ مسجد لے جانے کا حکم دیا، پھر دس سال پر نماز میں کوتاہی پر اسے سزا دینے کا کہا تاکہ اس کی عادت بن جائے...... لیکن افسوس کہ ابلیس نے مسلمانوں کی اکثریت کو اس ذمہ داری سے غافل کر دیا ہے۔ ہمیں یہ خدشہ تو ضرور ہوتا ہے کہ بچے کو فجر میں نماز کے لیے جگایا تو اس کی نیند، صحت متاثر ہوگی...... لیکن آخرت کی شدید تکلیف (آگ میں جلنا) اس سے ابلیس ہمیں بے پروا کر دیتا ہے۔ لہٰذا ابلیس سے بچیں، فوراً واپس پلٹ آئیں، بچوں کی تربیت کی ذمہ داری کا فریضہ جو کفالت سے بھی زیادہ ضروری ہے، ہر صورت ادا کریں۔

ورنہ بروز قیامت آپکا گریبان اسی اولاد کے ہاتھ میں ہوگا کہ ہماری تربیت کر کے ہمیں آگ سے کیوں نہ بچایا......؟

☆......☆......☆

(23)...... دنیوی خوشحالی کا دھوکہ

اچھے حالات، اچھی صحت، حسن و جمال، دنیوی ریل پیل کے ذریعے سے بھی ابلیس انسان کو خوب دھوکے میں مبتلا کرتا ہے۔ ایمان وعمل کی موجودگی میں دنیوی خوشحالی باعث نعمت و رحمت ہے۔ لیکن ایمان وعمل کے بغیر غفلت و نافرمانی کی زندگی پر دنیوی خوشحالی کو اللہ کا فضل و کرم خیال کرنا جبکہ کم آمدن والے اور مفلس و نادار اہل تقویٰ پر اللہ کی ناراضگی کا نتیجہ

منطبق کرنا بہت بڑا شیطانی دھوکہ ہے، جس کے ذریعے ہمیشہ سے شیطان نے نسل انسانی کو فریب زدہ کیا ہے، جیسا کہ قرآن نے واضح کیا:

☆...... ﴿وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا ۙ اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّ اَحْسَنُ نَدِيًّا﴾ (مریم: 19: آیت۔ 73)

''جب تلاوت کی جاتی ہیں ان پر ہماری آیات تو کافر مومنوں سے کہتے ہیں ہم دونوں فریقین سے مکان کس کے اچھے اور مجلسیں کس کی بہتر ہیں؟''

☆...... ﴿قَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَ اتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ﴾ (الشعرا:26:آیت۔ 111)

''وہ بولے کہ (اے پیغمبر) کیا ہم تمھیں مان لیں جبکہ تمھارے پیروکار تو ذلیل لوگ ہیں۔''

☆...... ﴿وَ نَادٰى فِرْعَوْنُ فِيْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَ هٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ؕ اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ مَهِيْنٌ ۙ۬ وَّ لَا يَكَادُ يُبِيْنُ فَلَوْ لَاۤ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ﴾ (الزخرف، آیت:51 - 53)

''اور فرعون نے اپنی قوم کو پکار کر کہا، اے قوم کیا مصر کی حکومت میرے ہاتھ میں نہیں؟ اور یہ نہریں جو میرے محلات کے دامن میں بہہ رہی ہیں (کیا یہ میری نہیں) کیا تم دیکھتے نہیں۔ بلاشبہ میں اس شخص سے جو عزت نہیں رکھتا اور صاف گفتگو بھی نہیں کرسکتا میں اس سے کہیں بہتر ہوں۔ تو اس پر سونے کے کنگن کیوں نہ اتارے گئے یا یہ کہ فرشتے جمع ہو کر اس کے پاس آتے۔''

پروردگار نے انسانیت کو اس انتہائی طاقتور ابلیسی دھوکے سے بچانے کے لیے فرمایا:

﴿لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ؕ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۫ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئْسَ الْمِهَادُ﴾ (آل عمران: 196 - 197)

”کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا کہیں تمھیں دھوکے میں مبتلا نہ کر دے۔ یہ تو فائدہ ہے بہت تھوڑا پھر ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ کتنا بُرا ٹھکانہ ہے۔“

بلکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”میں نے جنت میں جھانک کر دیکھا تو اس میں اکثریت فقرا کی تھی۔“ [1]

اُمید ہے شیطان کا یہ دھوکہ بے نقاب ہو گیا ہوگا۔

☆......☆......☆

(24)......موجودہ وقت (حال) سے غافل کرنا

انسان کا سرمایہ موجودہ وقت یعنی نصیب ہونے والا دن (Current Time) ہے۔ موجودہ وقت یعنی نصیب ہونے والے موجودہ دن کی فکر نہ کرنا، اس کی قدر نہ کرنا، اسے غنیمت اور اللہ کی طرف سے بہت بڑا تحفہ نہ سمجھنا...... جبکہ اگلے وقت، اگلے ایام...... پر نظر رکھنا کہ میں نے آنے والے وقت میں زندگی کو درست کر لینا ہے...... ابلیس کا بہت بڑا دھوکہ ہے، جس پر وہ موت تک لے کر جاتا ہے۔ پھر اسی غفلت میں موت آتی ہے اور انسان کو ہاتھ پاؤں پڑ جاتے ہیں۔ لہٰذا اگر آپ واقعتاً سرخرو ہونا چاہتے ہیں اور دنیا میں آنے کے مقصد کو کما حقہ پانا چاہتے ہیں تو پھر فوراً آج ہی سابقہ کوتاہیوں سے توبہ کرتے ہوئے، ہر ملنے والے دن کو ٹارگٹ کرنا شروع کر دیں اور ایک دن کی بھی تاخیر نہ کریں۔ ہر عمل کو آخری سمجھ کر کریں۔ اس عظیم سعادت پر آنے کے لیے:

(۱)...... مصمم عزم و ارادہ کریں

(۲)...... مرنے کے تصور کو تر و تازہ رکھیں

(۳)...... قرآن پر غور و فکر کرتے رہیں، اور

(٤)...... اپنی صحبت، اپنا ماحول اچھا رکھیں۔

---

[1] صحیح بخاری: 6547.

(25)......کفار سمیت دیگر جرائم پیشہ لوگ

ابلیس کا جال اتنا طاقتور ہے کہ انتہائی قبیح جرائم (کفر، شرک، قتل وغارت، چوری، ڈاکہ، جادو، فساد، بددیانتی، ظلم،......) بھی لوگوں کے لیے خوبصورت بنا دیتا ہے۔ اور بے حد گھناؤنے جرم بھی ان کی نظروں میں سنوار دیتا ہے۔ اور جرائم پیشہ لوگ اس پر کاربند ہو جاتے ہیں، جیسے بچیوں کو زندہ درگور کرنے سمیت کئی جرائم کا قرآن نے ذکر کیا۔ یہ تزئین کی بدترین شکل ہے۔ اسی طرح دیگر معاصی: جھوٹ، تکبر، گستاخی، بداخلاقی، گالی گلوچ، لڑائی جھگڑا، ریاکاری، عُجب، حسد، غیبت، بہتان......کو بھی ابلیس مزین کر دیتا ہے۔ اللہ سب کو اس شر سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

محترم ساتھیو!

اگر بات سمجھ آ گئی ہے تو اللہ جل جلالہٗ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کریں ، اور اپنے دوسرے مسلمان بھائی جو قرآن کے نور سے بے بہرہ ابلیس کے دھوکوں کا شکار، غفلت کی تاریکیوں میں ڈوبے ہوئے ہیں اُن تک یہ پیغام پوری کوشش سے پہنچائیں۔

اللہ جل جلالہٗ کی حمد و ثنا اور اس کا کروڑ ہا شکر ہے جس نے ہم پر اپنا فضل و کرم فرمایا، اور میری زندگی کی اس اہم ترین تحریر کو تکمیل تک پہنچانے کی مہلت و توفیق دی۔

کروڑوں رحمتیں ہوں اللہ جل جلالہٗ کے پیارے حبیب سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ پر جنہوں نے اللہ کی خالص تعلیمات ہم تک پہنچا کر ابلیس کی ہر چال سے آ گاہی فرما کر اپنی اُمت کو اس مکار دشمن سے بچانے کی راہ بتلائی۔

اللہ کی بے شمار رحمتیں ہوں ان اولیاء کرام، بزرگان دین پر جنہوں نے توحید و رسالت پر قائم رہ کر دنیا کو آخرت کے تابع کر کے مرغوبات نفس کو لگام ڈال دی۔

اس تحریر میں اگر کوئی کمی بیشی ہوئی ہو تو، اُسے اللہ اپنے کمال فضل سے معاف فرمائے اور جن بھائیوں نے تعاون فرمایا اُن کے علم و عمل اور درجات میں اضافہ فرمائے۔ اس کاوش کا بہترین اجر میرے پیارے والدین بالخصوص پیاری والدہ محترمہ مرحومہ کو عطا فرمائے اور ان کی بخشش اور درجات کی بلندی کا سبب بنائے۔ (آمین)

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَا وَ مَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَآ اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ .))

”اللہ جل جلالہٗ کی حمد ہے جس نے ہمیں اِس کی ہدایت دی اگر اللہ جل جلالہٗ ہم کو ہدایت نہ دیتا تو ہم کبھی ہدایت نہ پاتے بیشک ہمارے رب کے رسول حق کے ساتھ آئے ہیں۔“

((وما علینا الا البلاغ المبین .))

((وما توفیقی الا باللّٰہ .))

جلدی کریں!

ہماری زندگی اور موت کے مابین ایک غیر یقینی دیوار حائل ہے۔ ہر آن اندیشہ ہے کہ یہ دیوار ٹوٹ جائے اور آخرت کے حقائق ایک بے پناہ سیلاب کی طرح ہمارے اوپر پھٹ پڑیں۔ اُس وقت کوئی زور، کوئی ہوشیاری کام نہ آئے گی۔ انسان بالکل بے سہارہ ہو کر اپنے خالق کے سامنے کھڑا ہوگا۔ قرآنی احکامات سے دور، خودساختہ سوچ، فرقہ واریت اور مسلک پرستی کی بنا پر غلط عقائد و افعال پر گامزن، خواہشات کے رسیا، دنیا کی دلفریبیوں میں گم، آخرت سے غافل لوگ دائمی جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے۔ صرف بچے گا وہ جس نے تعلیمات وحی کو من وعن سمجھا اور من وعن تسلیم کرلیا۔ اپنی سوچ، اپنے فرقے، گروہ، اپنے لیڈرز، اکابرین، امام، پیر اور بزرگ حضرات کو حقیقی معنوں میں اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی تعلیمات کے تابع کرلیا۔ جس نے صبر کے ساتھ اپنی خواہشات کو قابو کرتے ہوئے، خالق کے سامنے پیش ہونے سے قبل دنیا کی زندگی میں اپنا حساب کرلیا ہوگا۔

اس لیے مکار ابلیس کے فریب سے بچیں اور جلد از جلد حقیقت تسلیم کر کے اپنی دنیا و آخرت کو بچالیں۔ جلدی کریں مہلت کا کچھ بھروسہ نہیں:

''اور (اَے لوگو!) پیروی کرو اُس بہترین شے (قرآنِ حکیم) کی جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے اُتاری گئی ہے اس سے پہلے کہ تم پر اچانک عذاب آجائے اور تمہیں اطلاع بھی نہ ہو۔ (اَیسا نہ ہو کہ) پھر تم کہنے لگو کہ ہائے افسوس! اُس غفلت پر جو میں نے اللہ جل جلالہٗ کے حق میں کوتاہی کی بلکہ میں تو مذاق اُڑانے والوں میں ہی رہا۔ یا کہنے لگے کہ اگر اللہ جل جلالہٗ مجھے ہدایت کرتا تو میں بھی پرہیزگاروں میں شامل ہو جاتا۔ یا (قیامت کے دن) عذاب کو دیکھ کر کہنے لگے اَے کاش! کسی طرح مجھے (دنیا میں) دوبارہ بھیج دیا جائے تو میں بھی نیک لوگوں میں شامل ہو سکوں۔ (اللہ جل جلالہٗ فرمائے گا:) ہاں ہاں! بے شک تیرے پاس میری آیات (قرآن) پہنچ چکی تھیں جنھیں تو نے جھٹلایا اور غرور و تکبر کیا اور تو اِنکار والوں میں ہی رہا۔'' (الزمر ، آیت :59 - 55)

ہماری دعوت!

وہ مسلمان جنھیں اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا، موجودہ دور میں ان کی حالت تشویشناک ہے۔ مسلمان جدا جدا گروہوں میں منقسم ہو چکے ہیں، علیحدہ علیحدہ مساجد اور مکاتب بن چکے ہیں، جو جس گھرانے میں پیدا ہوا یا جس ماحول میں پرورش ہوئی وہی اس کا دین و مذہب بن گیا۔ لوگ اپنے پسندیدہ مسلک اور فرقے کو صحیح جبکہ باقیوں کو غلط سمجھتے ہیں۔ باہمی نفرت میں کمی کی بجائے اضافہ ہی ہوتا نظر آ رہا ہے۔ ان حالات میں ہم نے یہ عہد کیا ہے کہ فرقوں سے بالاتر ہو کر سچائی کی بنیاد پر غلط اور صحیح کو واضح کیا جائے اس عزم کے ساتھ کہ:

- اللہ کے دین کو مسالک اور فرقوں پر ترجیح دی جائے۔
- جس مکتب فکر کی جتنی بات درست ہے اسے تسلیم کیا جائے اور غلط سے بچا جائے۔ صحیح بات جہاں سے بھی ملے اسے بلا چون و چراں تسلیم کیا جائے چاہے وہ ہماری اپنی فکر کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔
- باہمی غلط فہمیوں کو دور کر کے مسلمانوں کے مابین اتحاد و یکجہتی پیدا کی جائے۔
- شخصیات کا احترام کیا جائے لیکن اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو کائنات کے تمام لوگوں پر ترجیح دی جائے۔

رب کریم نے ہماری رہنمائی کے لیے فرمایا:

﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾ (آل عمران: 103)

”تم سب مل کر اللہ کی رسی (قرآن مجید) کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو“

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ ؕ اِنَّمَاۤ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ یُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ﴾ (سورۃ الانعام، آیت:159)

”بیشک جنہوں نے دین میں فرقے بنائے اور گروہوں میں بٹ گئے آپ (ﷺ) کا ان سے کوئی تعلق نہیں، ان کا معاملہ اللہ کے سپرد، پھر وہ ان کو بتلائے گا جو وہ کیا کرتے تھے۔“

آئیں دنیا و آخرت کی کامیابی کے لیے پیغام حق کی کاوش کو دوسروں تک پہنچانے میں تعاون کریں۔

(ہمارا عزم)

سچائی کی پیروی

(Email: khidmat777@gmail.com)

حق کی کاوش میں: بطور نمونہ چند علماء حضرات سے ملاقات کی لسٹ

نمبر شمار	عالم کا نام	مکتبۂ فکر	تاریخ
1	پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری صاحب	اہلسنت (بریلوی)	95,96,98, 2001
2	مولانا محمد الیاس قادری صاحب	اہلسنت (بریلوی)	1999 - 2000
3	پروفیسر احمد رفیق اختر صاحب	اہلسنت	2003, 2004
4	پیر محمد زاہد صاحب	اہلسنت (بریلوی)	2006, 2007
5	مفتی محمد علیم الدین صاحب	اہلسنت (بریلوی)	16-12-2006
6	مفتی منیب الرحمٰن صاحب	اہلسنت (بریلوی)	22-03-2007
7	علامہ غلام رسول سعیدی صاحب	اہلسنت (بریلوی)	22-03-2007
8	ڈاکٹر اسرار احمد صاحب	اہلسنت (داعی تحریک خلافت)	2007،2008
9	پیر نصیر الدین نصیر صاحب	اہلسنت (بریلوی)	3-08-2007
10	مفتی محمد طیب صاحب	اہلسنت (دیوبندی)	Aug. 2007
11	مولانا جمشید صاحب	اہلسنت (دیوبندی)	Nov. 2007
12	مفتی انصر باجوہ صاحب	اہلسنت (دیوبندی)	2008
13	انجینئر آصف قادری صاحب	اہلسنت (بریلوی)	25-01-2008
14	مولانا مظہر اللہ غلام قمر سیالوی صاحب	اہلسنت (بریلوی)	Mar. 2008
15	علامہ ڈاکٹر عبدالرحمٰن حفیظ صاحب	اہلسنت (اہلحدیث)	2008
16	انجینئر عبدالقدوس سلفی صاحب	اہلسنت (اہلحدیث)	2008
17	علامہ حافظ زبیر علی زئی صاحبؒ	اہلسنت (اہلحدیث)	May 2008
18	ڈاکٹر فضل الٰہی صاحب	اہلسنت (اہلحدیث)	Feb. 2009
19	علامہ ڈاکٹر محمد ادریس زبیر صاحب	اسلام (قرآن وسنت)	2010
20	پروفیسر خلیل الرحمٰن چشتی صاحب	اہلسنت (جماعت اسلامی)	2011
21	جناب ثاقب اکبر صاحب	اہل تشیع	2012
22	مولانا اسحاق صاحب	اسلام (اتحاد امہ)	2012
23	ابو یحییٰ صاحب	اسلام	2017
24	جاوید احمد غامدی صاحب	اسلام	2017

☆ سوشل میڈیا کے ذریعے علماء حضرات سے استفادہ تادمِ زندگی جاری ہے۔

☆......☆......☆

حق کی کاوش میں: بطور نمونہ چند مشہور تصانیف سے استفادہ کی لسٹ

کتاب کا نام	مصنف کا نام	کتاب کا نام	مصنف کا نام
1۔ تفاسیر قرآنی	قریباً ہر مکتبۂ فکر کی	2۔ شرح کتب احادیث	مختلف مکاتبِ فکر کی
3۔ جاء الحق	مفتی احمد یار خان نعیمیؒ صاحب	4۔ شرح صحیح مسلم/تبیان القرآن	غلام رسول سعیدی صاحب
5۔ تفہیم البخاری	غلام رسول سعیدی صاحب	6۔ جملہ تصانیف	ڈاکٹر فرحت ہاشمی صاحبہ
7۔ تلاش حق	نجم مصطفائی صاحب	8۔ مزارات اولیاء سے توسل	شاہ تراب الحق قادری صاحب
9۔ غیر اللہ سے مدد مانگنا کیسا؟	مفتی اکمل قادری صاحب	10۔ توحید اور شرک	علامہ سعید احمد کاظمی صاحب
11۔ حیات النبی، مسئلہ استغاثہ، الانتباہ للخوارج والحروراء	پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری صاحب	12۔ بزرگوں کے عقیدے	مفتی جلال الدین احمد امجدی صاحب
13۔ میٹھی میٹھی سنتیں اور دعوت اسلامی	ابو کلیم محمد صدیق صاحب	14۔ توحید خالص	الشیخ ابو محمد بدیع الدین راشدی صاحب
15۔ الفتح الربانی، فتوح الغیب	پیرانِ پیر شیخ عبد القادر جیلانیؒ صاحب	16۔ جملہ تصانیف	امام محمد غزالیؒ صاحب
17۔ کشف المحجوب	سید بن علی عثمان ہجویریؒ صاحب	18۔ رسالہ قشیریہ	امام ابو القاسم قشیریؒ صاحب
19۔ جملہ تصانیف	علامہ پیر سید نصیر الدین نصیرؒ صاحب	20۔ جملہ تصانیف	پروفیسر خلیل الرحمٰن چشتی صاحب
21۔ مقالات، رسائل الحدیث	حافظ زبیر علی زئی صاحب	22۔ شرک کیا ہے؟	محمد عطاء اللہ بندیالوی صاحب
23۔ جملہ تصانیف متعلقہ شرک	علمائے عرب	24۔ جملہ تصانیف	پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی صاحب
25۔ حجۃ اللہ البالغہ	شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ صاحب	26۔ شرک کے چور دروازے	حافظ محمد محمود الحضری صاحب
27۔ کلمہ گو مشرک	ابو الحسن مبشر ربانی صاحب	28۔ فضائل اعمال	شیخ زکریا سہارنپوری صاحبؒ
29۔ اختلاف اُمت اور صراط مستقیم	مولانا یوسف لدھیانوی صاحبؒ	30۔ دین میں تقلید کا مسئلہ	حافظ زبیر علی زئی صاحب
31۔ مکتوبات	حضرت مجدد الف ثانی صاحبؒ	32۔ حقیقت التقلید	ابو محمد امین اللہ البشاوری صاحب
33۔ حقیقت شرک	مولانا امین احسن اصلاحی صاحب	34۔ صراط مستقیم و عقیدہ مسلم	سید سیف الرحمٰن، روشن صاحب
35۔ تلبیس ابلیس	علامہ ابن جوزی صاحب	36۔ شرک کی حقیقت	نور الحسن شاہ بخاری صاحب
36۔ شیعت کا مقدمہ	حسن الامینی صاحب	37۔ پھر میں ہدایت پا گیا	ڈاکٹر تیجانی سماوی صاحب
38۔ المراجعات 39۔ آئین وہابیت	عبد الحسین شرف الدین موسوی صاحب استاد جعفر سبحانی	40۔ پاکستان کے دینی مسالک 41۔ امت اسلامیہ کی شیرازہ بندی	جناب ثاقب اکبر صاحبؒ
42۔ سیرۃ النعمان	علامہ شبلی نعمانی صاحبؒ	43۔ امام اعظم اور علم الحدیث	مولانا محمد علی صدیقی کاندھلویؒ

☆......☆......☆

ہماری اہم تحاریر

کتاب نمبر	ٹائٹل	کتاب نمبر	ٹائٹل
1	ہدایت: (ہدایت سے کیا مراد ہے اور ہدایت کسے نصیب ہوگی؟)	2	قرآن مجید کی حاکمیت: (احناف اور مالکیہ کے اُصولِ روایت کی روشنی میں عالمگیر غلط فہمی کا ازالہ)
3	ہمارا اخلاقی زوال: (زوال کی بنیادی وجوہات اور نجات کا یقینی حل)	4	قرآن مجید سمجھ کر پڑھنا ضروری ہے؟
5	راہ فلاح کی پہلی بڑی گھاٹی: (دنیا پرستی اور نفس و شیطان کے حجابات پر حقائق)	6	رسالت کا حقیقی تصور: (راہِ فلاح کی دوسری گھاٹی: رسالت کے مقابلے میں آبا پرستی پر آگاہی)
7	توحید کا جامع تصور: (راہِ فلاح کی تیسری گھاٹی: شرک کے مقابلے میں توحید پر جامع رہنمائی)	8	عبادت کا معنی مفہوم: (تفہیم عبادت پر ایک اہم کتابچہ)
9	ظلم عظیم پر جامع رہنمائی: (راہِ فلاح کی تیسری گھاٹی: غلاظتِ شرک پر جامع رہنمائی)	10	کائنات سے خالق کائنات تک: (وجود خالق کے حیرت انگیز دلائل)
11	طاقتور ابلیسی دھوکے: (مکار ابلیس کی مزین کردہ انتہائی طاقتور چالوں سے آگاہی)	12	مجموعہ تحاریر: (مختلف اہم موضوعات پر زندگی تبدیل کرنے والی مختصر تحاریر کا مجموعہ)
13	امت اسلامیہ کا اتحاد: (اتحاد و یکجہتی اور فرقہ واریت کی نحوست پر انتہائی اہم تحریر)		

کتابچے (Booklets)

عام لوگوں کیلئے اہم موضوعات پر ضخیم کتابوں کی بجائے کتابچوں کی شکل میں مختصر تحاریر

1	ایمان ایک زندہ حقیقت (انمول تحفہ)	2	زبان سے کلمہ کا اقرار اور نجات کی ضمانت؟
3	مقصدِ حیات	4	انسانیت کی عظیم ترین آفت (خواہشِ نفس)
5	بغیر سمجھے قرآن پڑھنے کی وجوہات؟	6	اوامر و نواہی کی لسٹ
7	تلاشِ رب (اللہ کے قُرب کا یقینی راستہ)	8	تلاشِ خالق (وجودِ خالق کے یقینی دلائل)
9	توحید (لا الٰہ الاّ اللہ)	10	رسالت (محمد الرسول اللہ)
11	حقوق العباد	12	پریشانیوں سے نجات کا حقیقی حل
13	پردہ: (پردہ کے ضمن میں مرد و عورت کیلئے قرآن و سنت کے احکامات)	14	اسلام کا قانونِ طلاق: (یک مجلسی تین طلاق کے ایک یا تین واقع ہونے پر اہم رہنمائی)

پمفلٹ اور بروشرز

مختلف اہم موضوعات پر زندگی تبدیل کرنے والی مختصر تحاریر: پمفلٹ اور بروشرز وغیرہ۔

استفادہ کیلئے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

﴿آئیں دنیا و آخرت کی کامیابی کیلئے پیغام حق کی کاوش کو دوسروں تک پہنچانے میں تعاون کریں﴾

ابدی ولافانی اخروی بہاروں کو پانے کیلئے اس چندروزہ عارضی زندگی میں شہوات نفس اور شیطان کو جن وانس کیلئے بہت بڑی آزمائش بنایا گیا ہے۔ مکار ابلیس انتہائی طاقتور طریقے سے انسانیت پر بھرپور قوت سے حملہ آور ہے اور ابن آدم کو اچک لینے کے درپے ہے۔ یہ انسان کے خون میں گردش کرتا ہے۔ جن وانس کو دوزخ کا ایندھن بنانا اس مکار دشمن کا اصل ہدف ہے۔ قابو کرنے کیلئے اس کے پاس ہزاروں چالیں اور داؤ ہیں۔ ہر فرد، ہر دور اور زمانے کے حساب سے یہ اپنی چالیں اور داؤ مرتب کرتا ہے۔ اس تحریر میں انکی چالوں میں سے صرف ایک انتہائی طاقتور چال تزئین (Deception) کو موجودہ دور کے تناظر میں واضح کیا گیا ہے۔ تلبیسِ ابلیس پر کئی کتب مرتب کی جا چکی ہیں لیکن ہماری یہ تحریر موجودہ دور کے فتنوں کے تناظر میں شیطان کی انسانیت پر گرفت کو بے نقاب کرنے اور اس سے نجات کی یقینی راہ کی رہنمائی پر ایک منفرد کاوش ہے۔ مسلک پرستی اور فرقہ واریت کی نحوست سے پاک: سلیم الفطرت، سچائی کے طالبین کیلئے یہ تحریر انشاءاللہ شیطانی حجابات سے نجات دلا کر دنیا و آخرت میں یقینی فلاح کی راہ کے لئے کلید اور بہت بڑی نعمت ثابت ہوگی۔ جبکہ دنیا پرستی اور فرقہ واریت کی آہنی زنجیروں میں جکڑے وہ لوگ جو من پسند پیدائشی ذہن و مسلک سے ہٹ کر کسی کی بات نہیں سنتے خواہ وہ بات قرآن و سنت کی ہی کیوں نہ ہو۔ جنہوں نے کان، آنکھیں اور دل بند کر لئے ہیں، وہ بوقت موت حقیقت آشکارہ ہونے پر روئیں گے، چیخیں گے چلائیں گے ...... لیکن اس وقت کے پچھتاوے کا کیا فائدہ!

(ہمارا عزم)

سچائی کی پیروی

www.khidmat-islam.com

Khidmat777@gmail.com